مسئلہ وحدۃ الوجود پر علمی وتحقیقی بحث اوراس پر کیے گئے اعتراضات کا علمی محاسبہ، نیز غیر مقلدین کے گھر
سے وحدۃ الوجود اور امام ابن عربی رحمہ اللہ کو خراجِ تحسین پیش کرنے کے بیسیوں حوالہ جات کا انسائیکلو پیڈیا

نُصرَۃ المَعبُود

فی مسئلة وحدة الوجود

ازافادات

مناظر اسلام، فخر دیوبند، فاتح فرقِ باطلہ

حضرت مفتی محمد ندیم المحمودی ادام اللہ ظلہ علینا

ترتیب، تدوین وتنقیح

محقق العصر
حضرت مولانا عبدالرحمٰن عابد حفظہ اللہ ورعاہ

ناشر

نوجوانانِ احناف طلباءِ دیوبند (کثر اللہ سوادھم) پشاور پاکستان

0333-3300274

مسئلہ وحدۃ الوجود پر علمی وتحقیقی بحث اور اس پر وارد شدہ اعتراضات کا علمی محاسبہ، نیز غیر مقلدین کے گھر سے وحدۃ الوجود اور ابن عربی رحمہ اللہ کو خراجِ تحسین پیش کرنے کے بیسیوں حوالہ جات کا انسائیکلو پیڈیا

المعروف به

نصرة المعبود فی مسئلة وحدة الوجود

از افادات

مناظرِ اسلام، فخرِ دیوبند، فاتح فرقِ باطله

حضرت مفتی محمد ندیم المحمودی ادام اللہ ظلہ علینا

ترتیب، تدوین وتنقیح

حضرت مولانا عبد الرحمٰن عابد حفظہ اللہ ورعاہ

اردو ترجمہ

حافظ شہزاد گل حفظہ اللہ تعالیٰ

ناشر

نوجوانانِ احناف طلباءِ دیوبند (کثر اللہ سوادھم) پشاور

پاکستان 0333-3300274

نام کتاب : نصرة المعبود فی مسئلة وحدة الوجود

ازافادات : مناظرِ اسلام، وکیل احناف، فاتح فرق باطلہ

حضرت مفتی محمد ندیم المحمودی ادام اللہ ظلہ علینا

ترتیب وتنقیح : حضرت مولانا عبدالرحمٰن عابد حفظہ اللہ ورعاہ

اردو ترجمہ وکتابت : حافظ شہزادگل حفظہ اللہ تعالیٰ پخہ غلام پشاور

صفحات : 240

قیمت :

سنہ اشاعت : ذوالقعدہ ۱۴۴۴ھ/ جون ۲۰۲۳ء

ملنے کا پتہ

نوجوانانِ احناف طلباءِ دیوبند (کثر اللہ سوادھم) پشاور

پاکستان 0333-3300274

زاہد کتب خانہ (مکتبہ ختم نبوت) محلہ جنگی قصہ خوانی بازار پشاور

موبائل : 0315-1964165

فہرست

عنوان	صفحہ

ایک ایسی کتاب

جس میں غیر مقلدین کے ساتھ نماز جنازہ کے موضوع پر جتنے اختلافی امور ہیں اُن پر بہترین علمی بحث وتعاقب...... مثلاً نماز جنازہ میں نیت کرنا، نماز جنازہ جہراً کرنا چاہئے یا سرّاً؟ نماز جنازہ میں قرأت کرنا چاہئے یا نہیں؟ غائبانہ نماز جنازہ جائز ہے یا نہیں؟ نماز جنازہ مسجد میں ادا کرنا جائز ہے یا نہیں؟ نماز جنازہ میں سلام یک طرفہ ہے یا دوطرفہ......؟

اس کے علاوہ اور بھی بہت سے قیمتی مقالات پر مشتمل کتاب ہے

جس کا نام ہے

"التحقیقات النافعہ فی مسائل الجنازہ"

لیکن وسائل کی قلت کی وجہ سے کتاب طباعت کے مراحل سے گزرنے کی منتظر ہے

اہل خیر حضرات سے تعاون اور تمام حضرات سے دعاؤں کی اپیل ہے۔

عبدالرحمٰن عابد عفی عنہ

﴿تقریظ﴾

استاذ العلماء والمناظرین، وکیل احناف، ترجمانِ علماء دیوبند، مفکر ومحسن احناف حضرت مولانا مفتی محمد ندیم محمودی صاحب

حفظہ اللہ تعالیٰ عن کل المکروہ وطول اللہ عمرہ

الحمد للہ و کفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ، اما بعد!

زیرنظر کتاب ''نصرۃ المعبود فی مسئلۃ وحدۃ الوجود '' محقق العصر، مناظر اہل السنۃ حضرت مولانا عبدالرحمن عابد صاحب حفظہ اللہ تعالیٰ کی تازہ علمی کاوش ہے۔

وحدۃ الوجود کے حوالے سے غیر مقلدین غلط بیانی کر کے عوام الناس کو صوفیاء کے پاکباز طبقہ سے متنفر اور بدظن کرنے کی کوشش کرتے ہیں، اس لئے ضرورت تھی کہ اس حوالہ سے اہل حق صوفیاء کرام کے حوالوں سے وحدۃ الوجود کے موضوع پر ان کے مؤقف کی صحیح وضاحت علماء کرام، طلباء عظام اور عام اردو خواں حضرات کے سامنے پیش کی جائے۔

موصوف نے اس ضرورت کو پورا کرتے ہوئے زیر نظر رسالہ میں اہل حق صوفیاء کرام کے مسلک کی بہترین انداز میں وضاحت کی ہے، میرے درس کا حصہ ملا کر موصوف نے اس موضوع پر مزید اضافی کام کیا ہے۔ بہترین وضاحت، بہترین تحقیق اور بہترین حوالہ جات سے مزین یہ کتاب ان شاء اللہ اہل حق کے لئے دلی سکون کا ذریعہ بنے گی۔

دعا ہے کہ اللہ جل جلالہ اس کتاب کو قبولیت خاصہ وعامہ سے نوازیں آمین بجاہ النبی الامی الکریم۔

کتبہ العبد الفقیر محمد ندیم المحمودی

خاکپائے علماء دیوبند

۲۲ شوال المکرم ۱۴۴۴ھ بمطابق ۱۳ مئی ۲۰۲۳ء بروز ہفتہ

﴿تقریظ﴾

الشیخ المحقق والمدقق، جامع المعقول والمنقول

حضرت مولانا الیاس علی شاہ صاحب دامت برکاتہم وفیوضہم

الحمد للّٰہ وحدہ والصلوٰۃ والسلام علیٰ من لا نبی بعدہ، اما بعد!

توحید شریعت اسلام کی بنیادی تعلیم ہے جس کا ایک درجہ یہ ہے کہ صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کو معبود برحق تسلیم کیا جائے یعنی **لا معبود الا اللّٰہ** کا اعتقاد رکھا جائے اور یہ اتنا ضروری ہے کہ اس سے روگردانی کرنا شرک اکبر ہے جس کی معافی نہیں مل سکتی اور اس کی سزا دائمی طور پر جہنم میں جانا ہے۔

ارشاد خداوندی ہے:

اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِہٖ وَیَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِکَ لِمَنْ یَّشَآءُ

ترجمہ: ''اللہ اس بات کو معاف نہیں کرتا کہ اس کا شریک قرار دیا جائے اور اس کے علاوہ جس کو چاہے بخشتا ہے''

توحید کا ایک درجہ یہ ہے کہ ہر قول وفعل میں اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کو مدنظر رکھا جائے، بجائے مخلوق کے اللہ تعالیٰ پر نظر رکھی جائے یعنی **لا مقصود الا اللّٰہ** پر عمل پیرا ہوا جائے، توحید کے اس درجہ کو ترک کرنا شریعت میں ریا اور شرک اصغر ہے۔ توحید کا ایک معنی محققین صوفیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کے ہاں پایا جاتا ہے جو دراصل سالک کی ایک حالت ہے جسے وحدۃ الوجود اور وحدۃ الشہود سے تعبیر کیا جاتا ہے، علمی حد تک اس کی صحیح تفسیر بھی کی گئی ہے اور ایک غلط تصور بھی پھیلایا گیا۔

وحدۃ الوجود کو اس معنی میں قبول کرنا کہ مخلوق کا سرے سے کوئی وجود خارجی نہیں یا خالق ومخلوق میں حلول واتحاد ہے، شریعت میں اس کی کوئی گنجائش نہیں لیکن محققین علماء نے اس کی صحیح

تفسیر بھی بیان کی ہے کہ کامل اور مستقل وجود اللہ تعالیٰ کا ہے اور اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں مخلوق کا وجود غیر کامل اور غیر مستقل ہے۔ اس اجمال کی توضیح یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ واجب الوجود ہے، اس کا وجود بھی خارجی ہے، زید اور عمرو جو ممکن الوجود ہیں کا وجود بھی خارجی ہے، پہلے زید اور عمرو کا تقابل کر کے غور کیا جائے تو زید، عمرو آپس میں ایک دوسرے کی نسبت سے خارج میں مستقل وجود رکھتے ہیں یعنی ایسا نہیں کہ زید اپنے وجود خارجی میں عمرو کے ذہنی توجہ کا محتاج ہو یا عمرو اپنے وجود خارجی میں زید کے ذہنی توجہ وتصرف کا مرہون منت ہو بلکہ دونوں اس اعتبار سے مستقل وجود رکھتے ہیں۔

اگر ہم ان دو ممکنات زید وعمرو کے وجود کا مقابلہ واجب الوجود (اللہ تعالیٰ) سے کریں تو صرف یہ نہیں کہ ان کا وجود کمالاتِ وجودیہ میں ناقص ہے بلکہ دونوں کا وجود واجب الوجود (اللہ تعالیٰ) کی توجہ (قدرت، ارادہ اور ایجاد) کا مرہونِ منت ہے، اگر اللہ تعالیٰ توجہ ہٹائے تو ان کا وجود قائم نہیں رہ سکتا بلکہ معدوم ہو جائے گا۔ اس اعتبار سے ممکنات کا وجود غیر مستقل اور کالمعدوم ہے جبکہ اللہ تعالیٰ کا وجود کمالاتِ وجودیہ میں نہ صرف کامل بلکہ کسی کی توجہ (قدرت، ارادہ اور ایجاد) کا نتیجہ بھی نہیں، پس خالق کے مقابلہ میں مخلوق معدوم تو نہیں مگر کالمعدوم ہے جسے مجازاً، مبالغۃً اور ادعاءً وحدۃ الوجود اور حقیقۃً وحدۃ الشہود کہا جاتا ہے۔
جہاں تک سالک کے احوال کا تعلق ہے تو سالک کا کشف اور وجدان جب تجلیاتِ الٰہی سے متعلق ہو جائے تو اسے کبھی مخلوق کے وجود کا اِدراک نہیں ہوتا اور کبھی اللہ تعالیٰ کی ایجاد کی آگاہی پاتے ہوئے مخلوق کے ناقص غیر مستقل وجود کا اِدراک ہو جاتا ہے، اول حال وحدۃ الوجود ہے اور دوسرا حال وحدۃ الشہود کا ہے۔

غیر مقلدین کا غالی گروہ علماءِ حق خصوصاً علمائے دیوبند کے خلاف محاذ آرائی کرتے ہوئے لوگوں میں منافرت پھیلانے کی کوشش کرتا ہے، ایک دھوکا یہ دیتا ہے کہ علمائے حق حلول واتحاد کے قائل ہیں اور دوسرا یہ کہ وحدۃ الوجود کے غیر مقلدین میں سے کوئی قائل نہیں۔ دلائل کے

بادشاہ مفتی ندیم محمودی صاحب کے شاگردِ خاص مولانا عبدالرحمن عابد صاحب نے اکابرین دیوبند کی عبارات پیش کر کے ثابت کیا ہے کہ یہ حضرات حلول واتحاد کے ہرگز قائل نہیں اور غیر مقلدین کے اکابرین کی عبارات پیش کر کے ثابت کیا ہے کہ وحدۃ الوجود کے قائلین میں یہ حضرات بھی شامل ہیں۔

سنجیدہ حضرات کے لئے موصوف کی یہ تحریر کافی وشافی ہے، باقی غالی اور فسادی لوگوں کا علاج عادۃً تحریر سے نہیں بلکہ حکومت اسلامیہ کی تعزیر سے ممکن ہے۔

اللہ تعالیٰ موصوف کی خدمت کو قبول فرمائیں اور اپنی شان کے موافق اجرِ عظیم عطا فرمائیں۔آمین

(مولانا) الیاس علی شاہ (صاحب دامت برکاتہم وفیوضہم)
مدرسہ نجم العلوم نواں کلے رستم (مرادن)

﴿تقریظ﴾

محقق اہل السنۃ، سرمایۂ اہل السنۃ، قاطع شرک وبدعت، مصنف کتب کثیرہ حضرت علامہ ساجد خان نقشبندی صاحب عمت فیوضہم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم. نحمده ونصلی علی رسوله الکریم، اما بعد!

پیش نظر کتاب ''نصرة المعبود فی مسئلة وحدة الوجود'' ہمارے بہت ہی پیارے دوست محقق عالم دین جو اپنے فن وموضوع پر ایک وسیع مطالعہ رکھتے ہیں جناب مولانا عبد الرحمٰن عابد صاحب مدظلہ العالی کی نئی قلمی کاوش ہے جو تصوف کے ایک پیچیدہ ذوقی مسئلہ ''وحدۃ الوجود'' کے متعلق ہے، اس کی توضیح اور منکرین کی طرف سے اس پر لایعنی شبہات کے ازالہ کے متعلق ہے۔

وحدۃ الوجود صوفیاء کے ہاں ایک ذوقی وکشفی مسئلہ ہے جسے موجودہ دور کے منکرین تصوف غیر مقلدین نے عقیدہ بنا کر اس کی من مانی تشریح کر کے عوام کے ذہنوں کو نہ صرف مشوش کر کے تصوف سے انہیں بیزار کر رہے ہیں بلکہ اس باب میں علمائے دیوبند کو بھی بدنام کرنے کی مذموم کوشش کر رہے ہیں اور بعض متشددین تو تکفیر کے فتوے لگانے سے بھی حیا نہیں کرتے۔

غیر مقلد عالم مولانا عطاء اللہ ڈیروی صاحب لکھتے ہیں:

''وحدۃ الوجود کی آسان مثال اس کا خلاصہ یہ ہے کہ اس وقت مخلوق کی ذات میں رب کی ذات مخفی اور پوشیدہ ہے، اس مخلوق کے باہر رب تعالیٰ کی ذات کا کوئی وجود نہیں ہے، یہ مخلوق ظاہر میں مخلوق ہے اور باطن میں خالق اور رب ہے'' (عقیدہ صوفیت ص: ۹۳)

العیاذ باللہ! ملاحظہ فرمائیں کس قدر غلط اور باطل بلکہ شرکیہ تشریح کی ہے، ایک عام مسلمان بھی ایسا کفریہ عقیدہ رکھنے کا نہیں سوچ سکتا چہ جائیکہ اللہ کی ذات وصفات کی معرفت رکھنے والے صوفیائے حق! حیرت اس پر ہے کہ ایک طرف تو فرقہ غیر مقلد عقیدہ وحدۃ الوجود کو صوفیاء خصوصاً علمائے دیوبند کی گمراہی کی ایک بڑی وجہ قرار دیتا ہے لیکن دوسری طرف خود ان کے بھی اکابر اس

نظریہ کے حامل نظر آتے ہیں۔ بطور نمونہ چند حوالہ جات ملاحظہ ہوں:

پروفیسر عبداللہ بہاولپوری صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں: ''ہمارا اہل حدیثوں کا سلسلہ میاں نذیر حسین صاحب اور پھر دوسرے ان کے شاگرد وغیرہ ہیں، سب تصوف کے قائل ہیں، کوئی وحدۃ الوجود کا شکار ہے، کوئی وحدۃ الشہود کا شکار ہے'' (خطبات بہاولپوری ص:۲۸۶)

یاد رہے کہ میاں نذیر حسین صاحب مرحوم کو غیر مقلدین شیخ الکل فی الکل مانتے ہیں۔

ایک اور بزرگ نوب صدیق حسن خان مرحوم کہتے ہیں: ''مذہب وحدۃ الوجود اور مذہب وحدۃ الشہود دونوں پر اگر نظر ڈالی جائے تو جس طرح ایک جانب بہت سے دلائل ہیں اسی طرح دوسری طرف بھی بہت سی دلیلیں ہیں، ہم پر اعتقاداً لازم ہے کہ ہم کسی جانب بھی ضلالت اور گمراہی کا خیال دل میں نہ لائیں کیونکہ اس میں بہت سے علماء کرام اور مشائخ عظام کی تضلیل وتکفیر لازم آتی ہے۔'' (ماثر صدیقی حصہ چہارم ص:۳۹)

یہ بات آپ کے ذہن نشین ہونا چاہئے کہ نواب صاحب مرحوم کو غیر مقلدین کے حلقہ میں ''مجدد'' مانا جاتا ہے۔ (مقدمہ الحطہ ص:۱۰)

آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ ''مجدد'' صاحب نے ''وحدۃ الوجود'' کو دلائل سے ثابت شدہ قرار دیتے ہوئے اسے گمراہی قرار دینے سے صاف انکار کر دیا، ساتھ میں یہ بات بھی واضح کر دی ہے کہ اگر اس مسئلہ کے سبب گمراہی اور ضلالت کے فتوے لگائیں جائیں تو علماء ومشائخ کی کثیر تعداد کی تکفیر وتضلیل لازم آتی ہے جو اہل السنۃ کا شیوہ ہرگز نہیں بلکہ کسی کی گمراہی کی ایک مستقل دلیل ہے۔

اس مختصر تفصیل کے بعد موجودہ غیر مقلدین کو غور وفکر کی دعوت دی جاتی ہے کہ وہ بنا تحقیق محض تعصب، ضد وعناد کی بنیاد پر اس مسئلے کی ایک غلط وخود ساختہ تشریح کر کے اس پر فتویٰ بازی کا بازار گرم کر کے سینکڑوں علماء ومشائخ کی تکفیر کے گناہ میں مبتلا نظر آتے ہیں اور اس تکفیر کی ضد میں خود آپ کے صف اول کے مشائخ واکابر شامل ہیں۔

اس موقع پر موجودہ غیر مقلدین کے سامنے ان کے ماضی قریب کے مایہ ناز محقق شیخ زبیر علی زئی صاحب کا ایک اصول بھی رکھنا چاہوں گا جو وضع تو انہوں نے اپنے مخالفین کے لئے کیا تھا مگر اب ان کے اپنے گلے کا طوق بن گیا ہے، لکھتے ہیں: ''بعض چالاک...... اپنے اکابر کے مشرکانہ عقائد

کے بارے میں تقیہ کرتے ہوئے یہ کہہ دیتے ہیں کہ ہمارے یہ عقائد نہیں اور ہم صرف قرآن وحدیث ہی مانتے ہیں، انہیں علمائے اہل السنۃ (اہلحدیث) کہتے ہیں کہ اگر تم اپنے دعویٰ میں سچے ہوتو اپنے ان اکابر سے برأت کا اعلان کرو جن کی کتابوں میں یہ عقائد مذکورہ درج ہیں اور ان کے شرک وبدعت کا اعلانیہ اعتراف کرو، مگر ایسا اعتراف واعلان برأت وہ کبھی نہیں کرتے بلکہ اپنے اکابر پرست ہیں، لہٰذا جب تک وہ اپنے ان اکابر سے صحیح برأت نہ کریں اس وقت تک ان کا وہی حکم ہے جوان کے اکابر کا ہے'' (بدعتی کے پیچھے نماز کا حکم ص:۳۲)

شیخ زبیر علی زئی صاحب کے اس اصول کے مطابق یا تو موجودہ شتر بے مہار غیر مقلدین اپنے اکابر پر بھی فتوے لگائیں اور ان سے برأت کا اعلان کریں یا خود بھی انہی کے حکم میں داخل ہو کر اپنے ہی اس ''طوق کفر'' کو چوم کر اپنے گلے کی زینت بنائیں اور پکے اکابر پرست کہلائیں۔

بہر حال......! زیر نظر کتاب ''**نصرۃ المعبود فی مسئلۃ وحدۃ الوجود**'' اسی مسئلہ پر بہترین مواد رکھتی ہے، مؤلف موصوف غیر مقلدیت پر ایک وسیع مطالعہ رکھتے ہیں اور اس حوالے سے پاک وہند کے مناظرین میں ان کی شخصیت کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ کتاب میں اولاً عوامی انداز میں مسئلہ وحدۃ الوجود کو سمجھایا گیا ہے نیز وحدۃ الوجود کی تعریف وتشریح علماء حق علماء دیوبند کی کتب سے کی گئی ہے، اس کے ساتھ فقہاء ومحدثین کی کتب سے دلائل دے کر اپنے مؤقف کو مزین کیا گیا ہے، مجموعی طور پر یہ کتاب اپنے عنوان پر مواد کا بہترین ذخیرہ ہے۔

اللہ تعالیٰ مؤلف کو اس عظیم کاوش پر پوری امت مسلمہ کی طرف سے بہترین جزائے خیر عطا فرمائے۔

(مولانا) ساجد خان نقشبندی (صاحب حفظہ اللہ ورعاہ)

۱۱ شوال ۱۴۴۴ھ دوشنبہ بعد از ظہر

خادم التدریس (دار العلوم رحمانیہ بفرزون وجامعہ مدنیہ کراچی)

امام وخطیب جامع مسجد علامہ شبلی نعمانی کراچی

﴿تقریظ﴾

جامع المعقول والمنقول، ماہر فی علم الکلام، مناظر اسلام، فاتح وقاطع رافضیت، محسن العلماء والطلباء، پیکر اخلاص وحسن الخلق

حضرت اقدس مفتی محسن الماتریدی صاحب دامت برکاتہم وعمت فیوضہم

الحمد لله المتوحد بجلال ذاته وكمال صفاته المتقدس في نعوت الجبروت عن شوائب النقص وسماته المتوصف بصفات الكمال ونعوت الجمال والجلال المتنزه عن الحلول والاتحاد والغايات المتعلى عن الحدوث والحدود والجهات لا تبلغه الاوهام ولا تدركه الافهام ولا يشبه الانام كان ولا مكان والآن كما كان والصلوٰة والسلام علىٰ نبيه القائل كان الله ولم يكن شئ غيره واللّٰهم انت الاول فليس قبلك شئ وانت الآخر فليس بعدك شئ وانت الظاهر فليس فوقك شئ وانت الباطن فليس دونك شئ المؤيد بساطع حججه وواضح بيناته وعلى آله واصحابه ومن تبعهم باحسان الى يوم الدين هداة طريق الحق وحماته.

امام فخر الدین الرازی رحمہ اللہ تعالی المتوفی ۶۰۶ھ اپنی مایہ ناز تفسیر ''التفسیر الکبیر'' کے اندر مسئلہ ''وحدۃ الوجود'' سے متعلق سورۃ الاخلاص کی تفسیر میں ''المسئلة السادسة'' کا عنوان لگا کر لکھتے ہیں:

المسئلة السادسة: اولم ان قوله: (هو الله احد) الفاظ ثلاثة وكل واحد منها اشارة الى مقام من مقامات الطالبين:

فالمقام الاول: مقام المقربين وهو اعلى مقامات السائرين الى الله وهؤلاء هم الذين نظروا الى ماهيات الاشياء وحقائقها من حيث هي هي، فلا جرم ما رأوا موجودا سوى الله لأن الحق هو الذى لذاته يجب وجوده، وأما ما عداه فممكن لذاته

والممکن لذاته اذا نظر الیه من حیث هو هو کان معدوما، فهؤلاء لم یروا موجودا سوی الحق سبحانه، وقوله: (هو) اشارة مطلقة والاشارة وان کانت مطلقة الا ان المشار الیه لما کان معینا انصرف ذلک المطلق الی ذلک المعین، فلا جرم کان قولنا: "هو" اشارة من هؤلاء المقربین الی الحق سبحانه فلم یفتقروا فی تلک الاشارة الی ممیز، لأن الافتقار الی الممیز انما یحصل حین حصل هناک موجودان، وقد بینا ان هؤلاء ما شاهدوا بعیون عقولهم الا الواحد فقط، فلهذا السبب کانت لفظة: (هو) کافیة فی حصول العرفان التام لهؤلاء.

(التفسیر الکبیر للرازی رحمہ اللہ تعالیٰ تحت تفسیر سورۃ الاخلاص)

اس عبارت کی توضیح ذیل میں پیش کی جاتی ہے:

امام رازی رحمہ اللہ تعالیٰ فرمارہے ہیں کہ باری تعالیٰ کے فرمان "هو الله احد" میں تین الفاظ ہیں اور ہر ایک کے اندر مقامات طالبین کے ایک خاص مقام کی طرف اشارہ ہے:

مقام اول: یہ مقام مقربین کا مقام ہے اور یہ مقام سائرین الی اللہ کے اعلیٰ مقامات میں سے ہے سو سائرین الی اللہ میں سے مقربین جب اشیاء کی ماھیات اور حقائق کی طرف من حیث هی هی دیکھتے ہیں تو بلاشبہ باری تعالیٰ کے سوا کسی کا وجود نہیں پاتے اس لئے کہ الحق اس ذات کو کہتے ہیں جس کا وجود ذاتی و مستقل و قائم بنفسہ ہو وہ واجب الوجود ہوتا ہے، دوسرے الفاظ میں یہ کہ الحق اس ذات کو کہتے ہیں جو کہ واجب الوجود ہو اور الحق کے ماسوا جتنی بھی اشیاء ہیں ہر ایک شی کی ذات کا وجود ذاتی نہیں بلکہ عارضی و غیر مستقل و قائم بغیرہ ہوتا ہے اور عارضی و غیر مستقل و قائم بغیرہ ذات کا وجود ممکن لذاتہ ہوتا ہے، دوسرے الفاظ میں الحق کے ماسوا ہر ایک شی کی ذات کا وجود ممکن لذاتہ ہے اور ممکن لذاتہ کو جب من حیث هو هو دیکھا جائے تو وہ معدوم ہوتا ہے۔

لہذا جب باعتبار وجود الحق کی ذات کے ماسوا ہر شی کی ذات عارضی، غیر مستقل و قائم بغیرہ ہے اور باعتبار وجود الحق کی ذات ذاتی، مستقل و قائم بنفسہ ہے تو مقربین سوائے الحق سبحانه کے کسی بھی شی کے وجود کو بعلت سلبی ذاتی، مستقل و قائم بنفسہ نہ ہونے کے اور بعلت ایجابی اس شی کے وجود کو عارضی، غیر مستقل و قائم بغیرہ ہونے کے معدوم سمجھتے ہیں، یہ ایک الگ بات ہے کہ الحق کے ماسوا

تمام اشیاء کا نفس الامر میں وجود ہوتا ہے لیکن بالغیر یعنی وہ غیر کی وجہ سے موجود ہوتے ہیں مگر مقربین الحق کے ماسوا ہر ایک شی کو معدوم سمجھتے ہیں، بعلت بنظر عقول ان کو نظر نہ آنے کے بعلۃ العلۃ ان کو قابل اعتناء و معتد بہ نہ سمجھنے کے بعلۃ علۃ العلۃ ان اشیاء کا وجود عارضی، غیر مستقل و قائم بغیرہ ہونے کے اور جس شی کا وجود عارضی، غیر مستقل و قائم بغیرہ ہو وہ اگر چہ نفس الامر میں وجود رکھتا ہے لیکن بالغیر یعنی غیر کی وجہ سے موجود ہوتا ہے مگر بعلت بنظر عقول صرف الحق کے نظر آنے کے بعلۃ العلۃ اسی کو قابل اعتناء و معتد بہ سمجھنے کے بعلۃ علۃ العلۃ اس کے وجود کے ذاتی، مستقل و قائم بنفسہ ہونے کے مقربین صرف الحق کے وجود کو پاتے ہیں اور الحق کے ماسوا کسی بھی شی کے بعلت بنظر عقول نظر نہ آنے کے بعلۃ العلۃ اسے قابل اعتناء و معتد بہ نہ سمجھنے کے بعلۃ علۃ العلۃ اس کے وجود کے عارضی، غیر مستقل و قائم بغیرہ ہونے کے مقربین کے ہاں وہ معدوم ہوتا ہے، یہی مطلب ہے امام رازی رحمہ اللہ تعالی کے اس کلام **والممکن لذاته اذا نظر اليه من حيث هو هو كان معدوما** کا۔

خلاصہ: الحق کا وجود ذاتی، مستقل و قائم بنفسہ ہے اور جس شی کا وجود ذاتی، مستقل و قائم بنفسہ ہو، اس کا وجود واجب الوجود ہوتا ہے، سو واجب الوجود کا وجود ہی وجود حقیقی ہے اور **الحق** کے ماسوا ہر شئ کا وجود عارضی، غیر مستقل و قائم بغیرہ ہے اور جس شی کا وجود عارضی، غیر مستقل و قائم بغیرہ ہوتا ہے اس کا وجود ممکن لذاتہ ہوتا ہے۔ لہٰذا اگر چہ الحق کے ماسوا ہر شی کا وجود نفس الامر میں ہوتا ہے لیکن عارضی، غیر مستقل و قائم بغیرہ ہوتا ہے، سو ممکن لذاتہ کا وجود عارضی، غیر مستقل و قائم بالغیر ہونے کی وجہ سے کالمعدوم ہوتا ہے۔

آگے امام رازی رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہیں جس کی توضیح یہ ہے کہ باری تعالی کا قول **ھو** یہ اشارہ مطلقہ ہے اور یہ اشارہ اگر چہ مطلقہ ہے مگر بے مقیدۃ اگر چہ اطلاق کی قید کے ساتھ مقیدۃ ہے، سو باعتبار افادہ تعین اگر چہ اطلاق کی قید کے ساتھ مقیدۃ ہونے میں یہ اشارہ مطلقہ مفید نہیں ہے مگر بطور جمہ معترضہ کے مطلق اشارہ سے احتراز میں ضرور بالضرور مفید ہے ہاں البتہ باعتبار افادۂ تعین اس طرح مفید ہے کہ مشار الیہ معین ہے سو **ھو** جو کہ اشارہ مطلقہ ہے مشار الیہ کے تعین کے سبب یہ اشارہ مطلقہ پوری طرح مکمل متوجہ ہو گیا مقید اطلاق سے اس معین کی طرف اور وہ معین حق سبحانہ ہے، پس بلاشبہ مقربین کے اس **ھو**

اشارہ مطلقہ سے اشارہ ہوا حق سبحانہ کی طرف، سو مقربین کو اس ھو اشارہ مطلقہ میں کسی ممیز کی طرف محتاج ہونا نہیں پڑتا جس کی دلیل لمی یہ ہے کہ ممیز کی طرف احتجاج اس وقت پڑے جب وجود حقیقی دو ہوں اور تحقیق کے ساتھ ماقبل میں بیان ہو گیا کہ مقربین اپنی عقول کی آنکھوں سے صرف ایک وجود حقیقی کا مشاہدہ کرتے ہیں اور وہ ہے الحق سبحانہ بایں سبب لفظ ھو کافی ہو جاتا ہے مقربین کو عرفان تام ہونے میں اور یہ عرفان تام وجود حقیقی کا ہوتا ہے اور یہ وجود حقیقی صرف الحق کا ہے، الحق کا وجود ذاتی، مستقل و قائم بنفسہ ہے اور الحق کے ماسوا ہر شئی کا وجود عارضی، غیر مستقل و قائم بغیرہ ہے۔

وحدۃ الوجود کا مطلب:

وحدۃ الوجود کے معنی سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وجود حقیقی باری تعالیٰ کی ذات کو حاصل ہے جبکہ دیگر تمام موجودات کا وجود عارضی ہے اور وجود حقیقی کے مقابل میں دیگر موجودات کا وجود کالعدم ہے، یہ عین توحید ہے اور ایسا عقیدہ رکھنا درست ہے البتہ وحدۃ الوجود کا یہ معنی لینا کہ باری تعالیٰ کا وجود تمام موجودات میں حلول کر گیا ہے جس کے سبب ہر موجود میں باری تعالیٰ موجود ہے، سو یہ باطل ہے اور ایسا عقیدہ رکھنا کفر ہے۔

مسئلہ وحدۃ الوجود سے متعلق ''باقیات فتاویٰ رشیدیہ'' میں ہے:

''یہ بات ثابت ہے کہ وجود حقیقی ذات پاک حق تعالیٰ ہی کے واسطے ہے اور باقی جملہ موجودات فانیہ موجود بوجود ظلی ہیں اور ظلی بہ نسبت حقیقی کے کالعدم ہوتا ہے، بس مطلب ہمہ اوست کا یہ ہوا کہ جملہ موجود حقیقی واصلی وہ ذات پاک باقی ہے اور باقی جملہ موجودات معدوم وفانی ہیں، یہ عین توحید ہے اور حق ہے، نہ یہ مطلب ہے کہ جملہ موجودات موجودات ظلیہ کو اصلیہ حقیقیہ اعتقاد کر کے سب موجودات عدمیہ فانیہ کو موجود حقیقی و عین ذات حق تعالیٰ قرار دیں معاذ اللہ! یہ سخت شرک ہے، مطلب اول وثانی میں فرق زمین و آسمان کا ہے، اول مراد عارفین ہے اور ثانی ملحدین جاہلین۔

(باقیات فتاویٰ رشیدیہ سلوک واحسان 815، مسئلہ وحدۃ الوجود کی تحقیق ص: ۴۲۳، طبع دار الکتاب)

فتاویٰ عزیزی میں ہے: ''ایں کلام خلاف شرع است اگر گویند ایں کلام حلول حق تعالیٰ را در اشیاء یا آں ذات مقدس اعتقادی نماید پس کفر است'' (فتاویٰ عزیزی ص: ۴۱، طبع کتب خانہ رحیمیہ دیوبند)

ترجمہ: اگر کوئی یہ کلام کرتا ہے تو یہ خلاف شرع ہے وہ یہ کہ حق تعالیٰ سے متعلق اگر کوئی یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ حق تعالیٰ نے تمام اشیاء میں حلول کیا ہوا ہے تو سوایسا عقیدہ رکھنا کفر ہے۔

حکیم الامت جامع المنقول والمعقول حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے مسئلہ وحدۃ الوجود کے بارے میں اپنی تصنیف ''شریعت اور طریقت'' میں لکھا ہے:

وحدت الوجود:

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: **قال اللّٰہ تعالٰی یؤذینی ابن آدم یسب الدھر و انا الدھر بیدی الأمر اقلب اللیل و النھار.** ''حق تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں ابن آدم مجھ کو آزردہ کرتا ہے کہ زمانہ کو برا کہتا ہے حالانکہ زمانہ میں ہوں (آگے اس کی تفسیر آرہی ہے کہ) میرے ہی قبضے میں سب کام ہیں جو کہ زمانہ میں واقع ہوتے ہیں، رات اور دن کو (کہ زمانہ کے حصے ہیں) میں ادل بدل کرتا ہوں (جس کی طرف آدمی واقعات کو منسوب کرتا ہے سو زمانہ تو مع مافیہ کے خود میرے قبضہ میں ہے، پس یہ سب تصرفات میرے ہی ہیں تو اس کو برا کہنے سے درحقیقت مجھ کو برا کہنا لازم آتا ہے) روایت کیا اسے بخاری ومسلم ومالک وابوداؤد نے۔

بخاری کتاب التوحید باب قول اللّٰہ تعالٰی یریدون ان یبدلوا کلام اللّٰہ.

مسلم کتاب الالفاظ من الادب وغیرھا باب النھی عن سب الدھر.

ابوداؤد اول کتاب الادب باب فی الرجل یسب الدھر.

مسند احمد مسند ابی ھریرۃ رقم 7245

مؤطا امام مالک کتاب الکلام باب ما یکرہ من الکلام 2816

ظاہر ہے کہ حق تعالیٰ اور زمانہ دونوں متحد نہیں ہیں مگر باوجود عدم اتحاد کے ایک تاویل سے جس کی تقریر بضمن ترجمہ کی گئی ہے لفظ اتحاد کا حکم کیا ہے؟

محققین کے نزدیک اسی تاویل سے اوست کا حکم ہمہ پر کیا گیا ہے جس کی تقریر یہ ہے کہ ہمہ کا جو مصداق ہے وہ سب مع اپنے افعال وآثار قبضہ حق میں ہے، پس متصرف حقیقی وموجود مستقل صرف حق تعالیٰ ہے، ہمہ کوئی چیز نہیں، پس حدیث سے اس قول صوفیہ کی تائید ظاہر ہے، کل ممکنات تو موجود ظاہری

ہیں اور حقیقت میں کوئی موجود حقیقی یعنی موصوف بکمال ہستی نہیں، بجز ذات حق کے۔

اسی مضمون کو ہمہ اوست سے تعبیر کر دیتے ہیں مطابق محاورات روزمرہ، یہ ایک جملہ ہے جس طرح کوئی حاکم کسی فریادخواہ سے کہے کہ تم نے پولیس میں رپٹ لکھوائی؟ تم نے کسی وکیل سے بھی مشورہ کیا؟ اور وہ عرض کرے کہ جناب پولیس اور وکیل سب آپ ہی ہیں، ظاہر ہے اس کا یہ ہرگز مطلب نہیں ہوتا کہ حاکم اور پولیس اور وکیل سب ایک ہی ہیں، ان میں کچھ فرق نہیں بلکہ مطلب یہ ہوتا ہے کہ پولیس اور وکیل کوئی چیز قابل شمار نہیں، آپ ہی صاحب اختیار ہیں۔ اسی طرح یہاں سمجھ لینا چاہئے کہ ہمہ اوست کے یہ معنی نہیں ہیں کہ ہمہ اور او ایک ہیں بلکہ مقصود یہ ہے کہ ہمہ کی ہستی قابل اعتبار نہیں صرف او کی ہستی لائق شمار ہے اور باقی جتنے موجودات ہیں، ہستی تو ان کی بھی واقعی ہے مگر ان کی ہستی کامل کے سامنے محض ایک ظاہری ہستی ہے حقیقی یعنی کامل نہیں ہے۔

تفصیل اس کی یہ ہے کہ ہر صفت میں دو مرتبے ہوتے ہیں ایک کامل ایک ناقص، اور یہ قاعدہ ہے کہ کامل روبرو ناقص ہمیشہ کالعدم سمجھا جاتا ہے، اس کی مثال ایسی ہے کہ کوئی ادنیٰ درجہ کا حاکم اپنے اجلاس میں شان حکومت دکھلا رہا تھا، پندارِ منصب کسی کو خاطر میں نہیں لاتا تھا کہ ناگہاں بادشاہ وقت برسر اجلاس بطریق دورہ آپہنچا، اس کے دیکھتے ہی ہوش اڑ گئے اور پندار و دعویٰ ونشہ وغرور ہرن ہو گیا، اب جو اپنے اختیارات کو اقتدار شاہی کے روبرو دیکھتا ہے تو اس کا کہیں نام ونشان نہیں پاتا، نیچے کو گڑا جاتا ہے، نہ آواز نکلتی نہ سر اوپر اٹھتا ہے، اس وقت اس کا منصب وعہدہ معدوم نہیں ہوا مگر کالعدم ضرور ہے۔

پس اسی طرح سمجھنا چاہئے کہ گو ممکنات موجود ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو وجود دیا ہے، موجود کیوں نہ ہوتے مگر وجود حق کے روبرو ان کا وجود نہایت ناقص وضعیف وحقیر ہے، اس لئے وجود ممکن کو وجود حق کے روبرو گو عدم نہ کہیں گے مگر کالعدم ضرور کہیں گے۔ جب یہ کالعدم ہوا تو وجود معتد بہ ایک ہی رہ گیا، یہی معنی وحدۃ الوجود کے ہیں کیونکہ اس کا لفظی ترجمہ ہے وجود کا ایک ہونا، سو ایک ہونے کے معنی یہ ہیں کہ گو دوسرا ہے سہی مگر ایسا ہے جیسا نہیں ہے، اس کو مبالغتاً وحدۃ الوجود کہا جاتا ہے، حضرت حق کو مثل زندہ کے سمجھو اور ممکن کو مثل مردہ کے کہ گو نعش مردہ بھی کسی درجہ کا وجود رکھتی ہے، آخر جسم تو ہے مگر زندہ کے روبرو اس کی ہستی قابل اعتبار نہیں کیونکہ مردہ کی ہستی ناقص ہے اور زندہ کی ہستی کامل، کامل کے سامنے ناقص بالکل مضمحل اور ناچیز محض ہے۔

اس مسئلہ کو مرتبہ تحقیق علمی میں توحید کہتے ہیں جس کی تحصیل کوئی کمال نہیں اور جب یہ سالک کا حال بن جائے تو اس مرتبہ میں فنا کہلاتا ہے، یہ البتہ مطلوب ومقصود ہے اور یہی حاصل وحدۃ الشہود کا ہے جس کی دلالت اس معنی پر بہت ہی ظاہر ہے کیونکہ اس کا ترجمہ ہے ایک ہونا شہود کا یعنی واقع میں تو ہستی متعدد ہے مگر سالک کو ایک ہی کا مشاہدہ ہوتا ہے اور سب کالعدم معلوم ہوتے ہیں جیسا اوپر کی مثالوں سے واضح ہو چکا ہے۔

ایک اور مثال سب سے واضح تر شیخ سعدی رحمہ اللہ تعالیٰ نے بیان فرمائی ہے:

مگر دیدہ باشی کی درباغ باغ
بتابد بشب کرمک چوں چراغ
یکے گفتش اے مرغک شب فروز
چہ بودت کہ بیروں نیائی بروز
ببیں کاتشیں کرمک خاک زاد
جواب ازسر روشنائی چہ داد
کہ من روزوشب جز بصحرا نیم
ولے پیش خورشید پیدا نیم

یعنی جگنو جو رات کو مانند چراغ کے چمکتا ہے، اس سے کسی نے کہا کہ تو دن میں باہر کیوں نہیں نکلتا؟ تو اس نے بہت ہی اچھا جواب دیا کہ میں رات دن جنگل میں ہی ہوتا ہوں لیکن سورج کی روشنی کے سامنے میری روشنی ظاہر نہیں ہوتی۔

پس وحدۃ الوجود اور وحدۃ الشہود میں اختلاف لفظی ہے کما قال مرشدی رحمہ اللہ مگر چونکہ وحدۃ الوجود کے معنی عوام میں غلط مشہور ہو گئے تھے اس لئے بعض محققین نے اس کا عنوان بدل دیا جو بہ نسبت عنوان متروک کے اس معنی میں زیادہ ظاہر ہے کیونکہ لفظ وحدۃ الوجود کی دلالت معنی مذکور پر مجازی ہے اور وحدۃ الشہود کی دلالت اس معنی پر حقیقی ہے اور دلیل نقلی اس مسئلہ کی یہ ہو سکتی ہے "کل شیء ھالک الا وجھه" جیسا شارح عقائد نسفی نے تفسیر کی ہے۔

ظاہر ہے کہ تمام کمالات حقیقتاً اللہ تعالیٰ کے لئے ثابت ہیں اور مخلوقات کے کمالات عارضی طور پر ہیں

کہ اللہ تعالیٰ کی عطا وحفاظت کے سبب ان میں موجود ہیں، ایسے وجود کو اصطلاح میں وجود ظلی کہتے ہیں اور ظل کے معنی سایہ کے ہیں، سو سائے سے یہ نہ سمجھ جائیں کہ اللہ تعالیٰ کوئی جسم ہے اور یہ عالم اس کا سایہ ہے بلکہ سایہ کے معنی وہ سایہ ہے جیسے کہا کرتے ہیں ہم آپ کے زیر سایہ رہتے ہیں یعنی آپ کی حمایت اور پناہ میں اور ہمارا امن وعافیت آپ کی توجہ کے بدولت ہے۔ اسی طرح چونکہ ہمارا وجود بدولت عنایت خداوندی ہے اس لئے اس کو وجود ظلی کہتے ہیں، پس یہ بات یقیناً ثابت ہوئی کہ ممکنات کا وجود حقیقی اور اصلی نہیں ہے عارضی اور ظلی ہے، اب وجود ظلی کا اگر اعتبار نہ کیا جائے تو صرف وجود حقیقی کا ثبوت ہوگا اور وجود کو واحد کہا جائے گا، یہ وحدۃ الوجود ہے۔ اور اگر اس کا بھی اعتبار کیجئے کہ آخر کچھ تو ہے، بالکل معدوم تو ہے نہیں گو غلبہ نور حقیقی سے کسی مقام پر سالک کو وہ نظر نہ آوے، یہ وحدۃ الشہود ہے۔ اس کی ایسی مثال ہے کہ نورِ ماہتاب نورِ آفتاب سے حاصل ہے، اگر اس نور ظلی کا اعتبار نہ کیجئے تو صرف آفتاب کو منور، ماہتاب کو تاریک کہا جاوے گا، یہ مثال وحدۃ الوجود کی ہے اور اگر اس نور کا اعتبار کیجئے کہ آخر اس کے کچھ آثارِ خاصہ ہیں گو وقت ظہور نورِ آفتاب کے وہ بالکل مسلوب النور ہو جاوے، یہ مثال وحدۃ الشہود کی ہے۔ یہاں سے معلوم ہوا کہ حقیقت میں یہ اختلاف لفظی ہے، مآل کار دونوں کا ایک ہے اور چونکہ اصل اور ظل میں بہت قوی تعلق ہوتا ہے، اس کو اصطلاح صوفیہ میں عینیت سے تعبیر کرتے ہیں اور عینیت کے یہ معنی نہیں کہ دونوں ایک ہو گئے، یہ تو صریح کفر ہے! چنانچہ وہی صوفیہ محققین اس عینیت کے ساتھ غیریت کے بھی قائل ہیں، پس یہ عینیت اصطلاحی ہے نہ لغوی، مسئلہ کی تحقیق تو اسی قدر ہے، اس سے زیادہ اگر کسی کے کلام منثور یا منظوم میں پایا جاوے، وہ کلام حالت سکر کا ہے، نہ قابل ملامت ہے نہ لائق نقل وتقلید۔

مسئلہ وحدۃ الوجود ووحدۃ الشہود مسائل کشفیہ سے ہیں کسی نص کے مدلول سے نہیں، ایسے مسائل کے لئے یہی غنیمت ہے کہ وہ کسی نص سے متصادم نہ ہوں، یعنی کوئی نص ان کی نافی نہ ہو، باقی اس کی کوشش کرنا کہ نص کو ان کا مثبت بنایا جائے، اس میں تفصیل ہے، وہ یہ کہ اگر نص اس کی محتمل ہو تو درجہ احتمال تک اس کا رکھنا غلو تو نہیں مگر تکلف ہے اور اس کو درجہ احتمال سے بڑھا دینا غلو ہے۔ اور اگر وہ محتمل بھی نہ ہو تو اس کا دعویٰ کرنا احتمالاً یا جزماً، نص کی صریح تحریف ہے البتہ اگر وہ دعویٰ بطور تفسیر یا تاویل کے نہ ہو، محض بطور علم اعتبار کے ہو تو اس میں یہ تفصیل ہے کہ وہ حکم اگر کسی اور نص سے ثابت ہو تب تو وہ اعتبار داخل حدود ہے اور اگر وہ کسی اور نص سے ثابت نہ ہو تو وہ بھی تکلف ہے۔

ضروری وصیت: اول تو تمام مسائل کلامیہ میں عموماً اوران میں سے ان مباحث میں جن کا تعلق ذات وصفات سے ہے خصوصاً بدوں قطعی عقلی یا نقلی کے محض ظنیات کی بناء پر کشف سب سے انزل ہے کوئی حکم کرنا خصوص حکم جازم کرنا بلکہ بلا ضرورت کچھ بھی گفتگو کرنا سخت محل خطر وخلاف مسلک سلف الصالحین ہے اور جن بزرگوں نے کچھ کلام کیا ہے، ان میں اکثر کی غرض محض اہل اہوا کا دفع تھا (جیسا حضرت مجدد رحمہ اللہ تعالیٰ نے بغرض اصلاح غلاۃ وجودیہ اس میں کلام فرمایا) گو بعض نے اس کو مقصود بنالیا جو کہ خلاف احتیاط ہے۔ اسلم ایسے مسائل میں یہی ہے کہ نصوص سے تجاوز نہ کریں اور سلف کے مسلک پر اوران کے اس ارشاد پر "ابهموا ما أبهمه الله تعالىٰ" عمل رکھیں۔

اور اگر کوئی حقیقت زائدۃ علی النص کسی دلیل ظنی سے کہ کشف بھی اس میں داخل ہے، منکشف ہو اور کسی دلیل عقلی قطعی اور نیز کسی نص قطعی یا ظنی کے مخالف بھی نہ ہو تو اس میں بھی خوض نہ کریں، دونوں جانب کو محتمل سمجھتے رہیں، چونکہ یہ مسئلہ متکلم فیہا بھی ان ہی مسائل سے ہے جن کا تعلق ذات وصفات سے ہے کیونکہ حاصل اس کا ارتباط الحادث بالقدیم ہے، اس لئے اس کے ساتھ بھی یہی معاملہ رکھیں اور اجمالاً یہ اعتقاد تو جزم کے ساتھ رکھیں کہ عالم پہلے ناپید تھا، اللہ تعالیٰ نے اس کو اپنے علم وقدرت وارادہ سے پیدا فرمایا، اس میں نہ خوض کریں، نہ کلام کریں جیسے مسئلہ قدر میں احادیث میں بھی تعلیم منصوص ہے، اجمال کے درجہ میں اس کے اعتقاد کو فرض اور شرط ایمان فرمایا اور تفصیل کے درجہ میں خوض یا کلام کو منع فرمایا ہے۔

(شریعت وطریقت بعنوان وحدۃ الوجود ص: ۳۰۹ تا ۳۱۳ طبع مکتبۃ الحق ماڈرن ڈیری جوگیشوری ممبئی 102)

شیخ الاسلام مفتی محمد تقی عثمانی صاحب حفظہ اللہ تعالیٰ مسئلہ وحدۃ الوجود سے متعلق لکھتے ہیں:

"وحدۃ الوجود کا صحیح مطلب یہ ہے کہ اس کائنات میں حقیقی اور مکمل وجود صرف ذات باری تعالیٰ کا ہے، اس کے سوا ہر وجود بے ثبات، فانی اور نامکمل ہے، ایک تو اس لئے کہ وہ ایک نہ ایک دن فنا ہو جائے گا، دوسرے اس لئے کہ ہر شئی اپنے وجود میں ذات باری تعالیٰ کی محتاج ہے لہٰذا جتنی اشیاء ہمیں اس کائنات میں نظر آتی ہیں، انہیں اگرچہ وجود حاصل ہے لیکن اللہ کے وجود کے سامنے اس وجود کی کوئی حقیقت نہیں، اس لئے وہ کالمعدوم ہے۔

اس کی نظیر یوں سمجھئے جیسے دن کے وقت آسمان پر سورج کے موجود ہونے کی وجہ سے ستارے نظر نہیں

آتے، وہ اگر چہ موجود ہیں لیکن سورج کا وجود ان پر اس طرح غالب ہو جاتا ہے کہ ان کا وجود نظر نہیں آتا۔ اسی طرح جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے حقیقت شناس نگاہ دی ہو وہ جب اس کائنات میں اللہ تعالیٰ کے وجود کی معرفت حاصل کرتا ہے تو تمام وجود اسے ہیچ ماند بلکہ کالعدم نظر آتے ہیں بقول حضرت مجذوب رحمہ اللہ تعالیٰ

جب مہر نمایاں ہوا سب چھپ گئے تارے
تو مجھ کو بھری بزم میں تنہا نظر آیا

وحدۃ الوجود کا یہ مطلب صاف، واضح اور درست ہے، اس سے آگے اس کی جو فلسفیانہ تعبیرات کی گئی ہیں، وہ بڑی خطرناک ہیں اور اگر اس میں غلو ہو جائے تو اس عقیدہ کی سرحدیں کفر تک سے جا ملتی ہیں، اس لئے ایک مسلمان کو بس سیدھا سادھا یہ عقیدہ رکھنا چاہئے کہ کائنات میں حقیقی اور مکمل وجود اللہ تعالیٰ کا ہے، باقی ہر وجود نامکمل اور فانی ہے" (فتاویٰ عثمانی ج:۱،ص:۷۱-۷۲، طبع ادارۃ المعارف کراچی)

محی الحق والدین مربی العارفین قدوۃ العارفین صاحب الولایۃ العظمی امام التحقیق العارف الکبیر مجدد الملۃ الحنیفیۃ الکبریت الاحمر الشیخ الکامل بحر المعارف الالھیۃ قدوۃ القائلین بوحدۃ الوجود الشیخ الاکبر محمد بن علی بن محمد بن عربی رحمہ اللہ تعالیٰ الحاتمی الطائی الاندلسی الشہیر ب محی الدین بن عربی رحمہ اللہ تعالیٰ کی بعض عبارتیں اپنے ظواہر و بواطن ہر دو لحاظ سے کافی پراسرار اور پیچیدہ ہیں، تشنگانِ معرفت نے ان کی کتابوں کو آنکھوں سے لگایا اور ان میں معرفت الٰہی کی راہیں تلاش کیں۔ شیخ ابن عربی رحمہ اللہ تعالیٰ کی عبارتیں ایک بحر ذخار کی طرح ہیں جس میں مختلف علوم و معارف کے چشمے جاری ہیں، آبِ شیریں اور آبِ نمکین حسب مذاق اور بقدر ظرف ہر شخص کو اپنے پینے کی جگہ معلوم ہے، بعض آبِ شیریں نوش کرتے ہیں اور بعض آبِ نمکین ہی کو سمندر کا کل حصہ گمان کر لیتے ہیں، آبِ شیریں نوش کرنے والے علوم و معارف کے میدان میں دل کی گہرائیوں سے آپ کے کمال و روحانیت کی شہادت دیتے ہیں۔ آپ کی شخصیت اس قدر متنوع اور محیر العقول ہے کہ طہارت باطنی، وسیع العلمی، قادر الکلامی، تمام جزئیات اور مختلف الانواع کلمات کی تعبیر و تفسیر میں آپ کی کوئی نظیر نہیں ملتی۔

شیخ ابن عربی رحمہ اللہ تعالیٰ کے ارباب علم و حکمت کا ایک کثیر طبقہ ہے جنہوں نے شیخ رحمہ اللہ تعالیٰ کے محیر العقول [illegible] ومؤلفات اور افکار و نظریات کا عمیق نظری سے مطالعہ کیا اور ان کی علمی جلالت، کمال

وروحانیت اور تبحر وتحقیق وتدقیق کو تسلیم کیا۔ انہیں ولی کامل، عارف باللہ اور علم اسرار وحقائق کے مخزن کی حیثیت سے قبول کیا، ان کے دفاع وتائید میں کتابیں لکھیں، علماء سے مناظرے کئے اور آفاق عالم میں ان کے کلمات کی حقیقی تعبیر وتشریح کے لئے کوشاں رہے۔ ان میں شیخ کے معاصرین بھی آتے ہیں اور بعض متاخرین بھی آتے ہیں، بطور مشتے از نمونہ خروارے چند علماء معاصرین ومتاخرین کا ذکر ذیل میں کیا جاتا ہے:

شیخ ابوحامد غزالی رحمہ اللہ م 505ھ

شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ تعالیٰ م 561ھ

شیخ شہاب الدین سہروردی رحمہ اللہ م 587ھ

شیخ ابوالحسن علی بن عبداللہ شاذلی رحمہ اللہ م 591ھ

ابوالولید محمد بن احمد المعروف ابن رشد رحمہ اللہ م 595ھ

امام فخر الدین الرازی رحمہ اللہ م 606ھ

شیخ فرید الدین عطار رحمہ اللہ م 627ھ

شمس الدین خوبی رحمہ اللہ م 637ھ

ابوعبداللہ المقدسی رحمہ اللہ م 643ھ

سعدالدین محمد بن مؤید حموی رحمہ اللہ م 650ھ

شیخ عزالدین بن عبدالسلام رحمہ اللہ م 660ھ

شیخ جلال الدین رومی رحمہ اللہ م 672ھ

شیخ صدرالدین قونوی رحمہ اللہ م 673ھ

شیخ ابویحیٰ زکریا قزوینی رحمہ اللہ م 682ھ

شیخ قطب الدین شیرازی رحمہ اللہ م 710ھ

عبدالرزاق القاشانی رحمہ اللہ م 730ھ

شیخ صلاح الدین صفدی رحمہ اللہ م 764ھ

شیخ سراج الدین بلقینی رحمہ اللہ م 805ھ

شیخ مجد الدین فیروز آبادی رحمہ اللہ م 817ھ
شیخ علاء الدین مہائی رحمہ اللہ م 835ھ
شیخ سراج الدین مخزومی رحمہ اللہ م 885ھ
شیخ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ م 911ھ
شیخ قطب الدین دمشقی رحمہ اللہ م 950ھ
شیخ عبدالوہاب شعرانی رحمہ اللہ م 973ھ
شیخ ابن حجر ہیتمی رحمہ اللہ م 974ھ
شیخ زین الدین مناوی رحمہ اللہ م 1031ھ
شیخ مجدد الف ثانی سرہندی رحمہ اللہ م 1034ھ
شیخ ابراہیم بن حسن کورانی رحمہ اللہ م 1101ھ
شیخ عبدالغنی نابلسی رحمہ اللہ م 1143ھ
شیخ شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ م 1176ھ
شیخ شاہ رفیع الدین دھلوی رحمہ اللہ م 1233ھ
شیخ شاہ عبدالعزیز دھلوی رحمہ اللہ م 1239ھ
شیخ امداد اللہ مہاجر مکی رحمہ اللہ م 1317ھ
شیخ رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ م 1323ھ
شیخ اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ م 1362ھ

وغیرہم ارباب علم وحکمت کے اس طبقے میں کافی نمایاں ہیں۔

شیخ رحمہ اللہ تعالیٰ کی تصنیفات وتالیفات کی تعداد:

علامہ عبدالرحمن جامی رحمہ اللہ تعالیٰ صاحب نفحات الانس م 898ھ نے امام یافعی رحمہ اللہ تعالیٰ م 768ھ کی مراۃ الجنان کے حوالہ سے شیخ ابن عربی رحمہ اللہ تعالیٰ کی تصنیفات وتالیفات کی تعداد اڑھائی سو سے کچھ زائد بتائی ہے مگر شیخ ابوالحسن علی بن ابراہیم قاری بغدادی رحمہ اللہ تعالیٰ م 8ویں صدی ہجری نے "الدر الثمین فی

مناقب الشیخ محی الدین رحمہ اللہ تعالی م638ھ‘‘ میں پانچ سو سے زائد تصنیفات کو شیخ رحمہ اللہ تعالی کی طرف منسوب کیا ہے۔ ڈاکٹر عثمان یحیٰی نے فرانسیسی زبان میں شیخ ابن عربی رحمہ اللہ تعالی کی تصنیفات وتالیفات پر ایک ضخیم کتاب لکھی ہے جس میں انہوں نے تحقیق وتدقیق کی روشنی میں شیخ ابن عربی رحمہ اللہ تعالی کی 991 تصنیفات وتالیفات شمار کرائی ہیں۔ ڈاکٹر محمد احمد طیب نے ’’مؤلفاتِ ابن عربی (رحمہ اللہ تعالی) تاریخھا وتصنیفھا‘‘ کے نام سے اس کی تعریب کی ہے جو الهیئة المصرية العامة الكتاب مصر سے 1991ء میں شائع ہو چکا ہے۔

شیخ ابن عربی رحمہ اللہ تعالی کی تائید ودفاع میں لکھی جانے والی چند کتب:

1۔ الاغتباط بمعالجة ابن الخياط از شیخ مجد الدین فیروز آبادی
2۔ الرد علی المعترضين علی الشيخ محی الدين از شیخ مجد الدین فیروز آبادی
3۔ کشف الغطاء عن اسرار کلام الشيخ محی الدين از شیخ سراج الدین المخزومی
4۔ القول المنبی عن ترجمة ابن عربی از شیخ محمد بن عبد الرحمٰن سخاوی
5۔ تنبيه الغبی فی تبرأة ابن العربی از شیخ جلال الدین سیوطی
6۔ اليواقيت والجواهر فی بيان عقائد الاكابر از شیخ عبد الوہاب شعرانی
7۔ الكبريت الأحمر فی بيان علوم الشيخ الاكبر از شیخ عبد الوہاب شعرانی
8۔ القول المبين فی الرد عن الشيخ محی الدين از شیخ عبد الوہاب شعرانی
9۔ مسئلة فيما تحصل فی كلام الناس فی محی الدين بن عربی از شیخ ابن حجر الہیتمی
10۔ شذرة من ذهب فی ترجمة سيد طائر العرب از شیخ رضی الدین الہیثمی
11۔ الرد المتين علیٰ منتقص العارف محی الدين از شیخ عبد الغنی النابلسی
12۔ الدر الثمين فی مناقب الشيخ محی الدين از شیخ ابوالحسن علی بن ابراہیم قاری بغدادی
13۔ الفيض بالحق الملقب به دمغ الباطل از شیخ شاہ رفیع الدین الدہلوی
14۔ التنبيه الطربی فی تنزيه ابن العربی از شیخ اشرف علی تھانوی

اسی سلسلہ کی ایک کڑی زیر نظر کتاب ’’نصرة المعبود فی مسئلة وحدة الوجود‘‘ برادر مکرم

حضرت مولانا عبد الرحمٰن عابد صاحب حفظہ اللہ تعالیٰ تلمیذ رشید وکیل احناف، مناظر اہل السنۃ والجماعۃ حضرت مولانا مفتی محمد ندیم محمودی صاحب دامت برکاتہم العالیہ کی تالیف کردہ جس کے معدودے مقامات کا بندہ نے مطالعہ کیا، ماشاء اللہ بہت ہی سہل انداز میں مسئلہ وحدۃ الوجود کو سمجھایا گیا ہے۔ مزید برآں بابت ایں باب تصوف کی مشہور اصطلاحات عینیت، ظہور، مظہر، واصل وغیرہ کی انتہائی دلنشین انداز میں توضیح کی گئی ہے، معا اندر ایں باب خصم کی تضاد بیانیوں کی خوب خبر لی گئی ہے، تحقیقی والزامی کلام اس پر مستزاد ہے......

اللہ تعالیٰ کرے زور قلم اور زیادہ

ماشاء اللہ تعالیٰ اللّٰھم زد فزد

(مولانا) محمد محسن طارق الماتریدی (حفظہ اللہ ورعاہ)

مدرس جامعہ ارشاد العلوم یوسفیہ

18 شوال 1444ھ بعد نماز ظہر

کفی بی عزا ان یکون للّٰہ عبدا و کفی بہ فخرا ان یکون اللّٰہ لہ ربا ہو کما احب رجاء منہ ان یجعلنی کما یحب.

﴿تقریظ﴾

محقق اہلسنت، وسیع المطالعہ بر کتب غیر مقلدین، فاتح ومقرِض غیر مقلدین خاصۃً زبیر علیزئی، رئیس التحریر حضرت مولانا مفتی رب نواز صاحب حفظہ اللہ ورعاہ

غیر مقلدین کے حلقہ میں "امام العصر" سمجھے جانے والے بزرگ مولانا محمد اسماعیل سلفی (جمعیۃ اہل حدیث پاکستان کے سابق ناظم) لکھتے ہیں: "علماء دیوبند کو ان کی علمی خدمات نے اتنا ہی اونچا کر دیا ہے جتنا مناظرات نے ہم کو نیچا دکھایا اور ذہنی طور پر جماعت کو قلاش کر دیا۔" (نتائج التقلید صفحہ: ق)

جب غیر مقلدین مسلسل شکستوں کی وجہ سے ذہنی طور پر قلاش ہوئے تو علمائے دیوبند کے عقائد پر مشق شروع کر دی اور یہ دعویٰ ہانک دیا کہ ان کے عقائد صحیح نہیں۔ غیر مقلدین چوں کہ "وحدۃ الوجود" کو بھی عقیدے کا مسئلہ سمجھتے ہیں، اس لیے اسے بھی نہ صرف تقریر وتحریر کی صورت میں زیر بحث لائے بلکہ فتوے بھی لگائے کہ علمائے دیوبند وحدۃ الوجود والا کفریہ عقیدہ رکھتے ہیں جب کہ ان کے علمائے سابقین میاں نذیر حسین دہلوی اور ان کے شاگردوں میں شاید ہی کوئی مصنف ہوگا جو وحدۃ الوجود کو کفر قرار دے کر قائل کو کافر کہتا ہو، چوں کہ وہ لوگ وحدۃ الوجود کے خلاف موجودہ آلِ غیر مقلدیت کی طرح شور وغوغا نہیں مچاتے تھے، اس لیے دفاع اور اقدام کے حوالے سے علمائے دیوبند کو بھی اس عنوان سے لکھنے کی ضرورت نہیں پیش آئی۔ حضرت مولانا محمد امین اوکاڑوی رحمہ اللہ کے آخری دَور میں وحدۃ الوجود پہ غیر مقلدین کی طرف سے کافی حد تک لے دے شروع ہو چکی تھی، اس لئے اوکاڑوی صاحب نے وحدۃ الوجود کی تشریح بیان فرمائی اور نواب صدیق حسن خان غیر مقلد کی سوانح "مآثر صدیقی: ۳۹/۴" سے ایک حوالہ تجلیات صفدر میں نقل کیا جس میں درج ذیل باتیں ہیں:

وحدۃ الوجود کا مسئلہ دلائل پر مبنی ہے، وحدۃ الوجود کو ضلالت وگمراہی نہیں کہہ سکتے، وحدۃ الوجود کو ضلالت وکفر قرار دینے سے بہت سے علماء کرام اور مشائخ عظام کی تضلیل وتکفیر لازم آتی ہے۔

غیر مقلدین کی طرف سے تائیدی بات یا اُن کے وحدۃ الوجودی ہونے پر بھی اِک حوالہ پڑھنے کو ملتا تھا، کہتے ہیں کہ ضرورت ایجاد کی ماں ہے، بندہ نے ضرورت محسوس کی کہ جو لوگ وحدۃ الوجود کو کفر کہتے پھرتے ہیں، پہلے اُن کی کتب کو دیکھ لیا جائے، جب اُن کی کتابوں کا مطالعہ کیا تو ان میں جگہ جگہ وحدۃ الوجود

کا اثبات ملا اور وحدۃ الوجود کے حامی بزرگوں کی مدح سرائی بھی پائی، اسی پر بس نہیں بلکہ انہوں نے شیخ ابن عربی سمیت وحدۃ الوجود کے قائلین کو اپنا ہم مسلک بھی لکھا ہوا تھا۔ بندہ نے اپنے حاصل مطالعہ کو ''مسئلہ وحدۃ الوجود اور آلِ غیر مقلدیت'' عنوان سے جمع کر دیا جو ماشاء اللہ قریباً دو سو صفحات پر مشتمل ہے۔ یہ کتاب الگ سے بھی دستیاب ہے اور اس کا کافی حصہ میری کتاب ''زبیر علی زئی کا تعاقب'' میں شامل ہے۔ اس کتاب میں وحدۃ الوجود کے ایک بڑے مخالف حافظ زبیر علی زئی غیر مقلد کے متعدد مضامین کو متن میں رکھ کر حاشیہ میں جواب دیا۔ غیر مقلدین نہ صرف اس کتاب کے جواب سے عاجز ہیں بلکہ اَب حالت یہ ہے کہ وحدۃ الوجود کے عنوان پر نہ تو وہ پہلے جیسا شور مچاتے ہیں اور نہ ہی اتنی مناظرانہ چیلنج بازی کرتے ہیں۔

کچھ مصنف ''نصرۃ المعبود'' کے بارے میں

اور اَب تو ماشاء اللہ حضرت مولانا عبد الرحمٰن عابد حفظہ اللہ نے بھی اس عنوان پر مستقل کتاب ''نصرة المعبود فی مسئلة وحدة الوجود'' تحریر کر دی جو عن قریب منظر عام پر آ رہی ہے ان شاء اللہ اور یہ مشاہدہ ہے کہ جو کتاب بعد میں لکھی جائے اس میں نسبتہً جامعیت زیادہ ہوتی ہے اور مندرجات بھی وافر، کتاب کا تعارف کرانے سے پہلے کچھ باتیں حضرت مصنف حفظہ اللہ کے متعلق عرض کر دینا مناسب ہوگا:

مولانا عبد الرحمٰن عابد صاحب فرقوں خصوصاً غیر مقلدیت اور مماتیت پر بہت زیادہ مطالعہ رکھتے ہیں اور وہ ماشاء اللہ اپنے حاصل مطالعہ کو شائع بھی کرتے رہتے ہیں۔ ان کے بہت سے مضامین مختلف رسائل: ترجمانِ احناف پشاور اور راہِ ہدایت پشاور وغیرہ میں شائع ہوئے اور متعدد کتابیں بھی منظر عام پہ آ چکی ہیں۔ ماشاء اللہ ان کے مضامین ہوں یا کتابیں علم و تحقیق سے وابستہ لوگ بڑی دل چسپی سے پڑھتے ہیں اور میں خود بھی ان کی تحریروں سے استفادہ کرتا رہتا ہوں۔ مولانا صاحب کی کرم نوازی ہے کہ اُن کی جب بھی اردو زبان میں کوئی کتاب شائع ہوتی ہے تو اِس کا ایک نسخہ ہدیۃً مجھے بھیج دیتے ہیں جزاهم الله۔ اُن کی کتابیں: توضیحات عبارات اکابر... اور قهر الباری علی امین الله البشاوری وغیرہ میری لائبریری کی زینت بھی ہیں اور میرے مطالعہ سے بھی گزریں۔

مولانا صاحب حفظہ اللہ علم کے حوالے سے سخی ہیں جب انہیں کوئی نئے حوالے ملتے ہیں تو دوستوں کی خدمت میں پیش کر دیتے ہیں، کسی کتاب کا مطالعہ کرتے ہیں تو اس کے حاصل مطالعہ کی فہرست واٹس

ایپ کے ذریعے ساتھیوں کو بھیج دیتے ہیں۔ مناظرین اور مصنفین کا اِک واٹس ایپ گروپ ہے اس میں جب کوئی ساتھی مشورہ طلب کرتا ہے یا حوالہ مانگتا ہے تو حضرت مولانا صاحب اس کے ساتھ تعاون کر دیتے ہیں، چوں کہ میں بھی اس گروپ میں شامل ہوں اس لیے اُن کی علمی سخاوت کا پتہ چلتا رہتا ہے۔

مولانا صاحب ماشاء اللہ علمی اعتبار سے ذی استعداد عالم ہیں، اس لیے کمال کے مدرس بھی ہیں۔ مطلب یہ کہ وہ صرف تصنیف یا مناظرہ کے میدان کے شہسوار نہیں بلکہ علم وتحقیق کی دنیا میں اپنا اِک منفرد مقام رکھتے ہیں، اللہ تعالیٰ مزید ترقی نصیب فرمائے، آمین۔

مولانا صاحب ماشاء اللہ مناظرانہ ذوق کے مالک ہیں، پشاور کے مشہور عالم ومفتی اور مناظر حضرت مولانا مفتی ندیم المحمودی صاحب حفظہ اللہ کے قریبی ساتھیوں میں سے ہیں، عموماً ہر مناظرہ میں اُن کے ساتھ ہوتے ہیں۔ مفتی صاحب کے کئی کامیاب مناظرے ریکارڈ کا حصہ ہیں جنہیں اہلِ ذوق سنتے رہتے ہیں، اُن کے مناظرے عموماً پشتو زبان میں ہیں مگر دلچسپی کا عالم یہ ہے کہ میں غیر پشتو ہونے کے باوجود وہ مناظرے سنا کرتا ہوں۔

کچھ ''نصرۃ المعبود'' کتاب کے بارے میں

اَب آتے ہیں حضرت مولانا عبد الرحمٰن عابد حفظہ اللہ کی کتاب **''نصرة المعبود فی مسئلة وحدة الوجود''** کی جانب۔ ماشاء اللہ میں نے اس کتاب کے اکثر حصہ کا مطالعہ کیا، مطالعہ کرنے سے کتاب کی بابت جو تعارف حاصل ہوا، اسے یہاں درج کر دیتا ہوں **وباللہ التوفیق۔**

مصنف حفظہ اللہ نے ''پیش لفظ'' کے تحت کتاب لکھنے کی غرض تحریر کی کہ غیر مقلدین وحدۃ الوجود کو مدار بنا کر چوں کہ عوام کو علمائے دیوبند اور صوفیا عظام سے متنفر کر رہے تھے، اس لیے ضرورت تھی کہ وحدۃ الوجود کی بابت وضاحت اور اصلیت بیان کر کے ازالہ اوہام کیا جائے۔

علمائے دیوبند نے وحدۃ الوجود کی تشریح یوں کی: اللہ تعالیٰ کے وجود کے مقابلہ میں مخلوق کے وجود کو کالعدم سمجھنا، جیسے دن کے وقت بھی جگنو موجود ہوتا ہے اور اس میں روشنی والی صفت بھی قائم ہوتی ہے مگر روشنی نظر نہیں آتی، اس کی روشنی سورج کی روشنی کے مقابلہ میں کالعدم ہوتی ہے۔ ایسے ہی اللہ تعالیٰ کے وجود کے مقابلہ میں مخلوق کا وجود کالعدم کے درجہ میں ہے۔ وحدۃ الوجود کی اس تعریف کے مطابق نہ

مخلوق کے وجود کی نفی ہے، نہ خالق اور مخلوق کو ایک باور کرایا گیا اور نہ اس میں کوئی شرعی اعتراض ہوسکتا ہے۔

وحدۃ الوجود سے الگ تھلگ دو چیزیں: حلول واتحاد ہیں۔ حلول کا معنی کسی چیز میں حل ہو جانا ہے جیسے دودھ میں چینی حل ہونے کے بعد اس کا وجود نہیں ہوتا بلکہ صرف دودھ ہی رہتا ہے۔ اتحاد کا مطلب دو چیزوں کو اس طرح چپکا اور جوڑ دیا جائے کہ وہ دو کی بجائے ایک ہی محسوس ہو جیسے ایک کاغذ کو دوسرے پہ چپکا کر دونوں کو ایک بنا دیا جائے۔ ایک عام انسان کو سمجھا دیا جائے تو وہ بھی جان لے گا کہ وحدۃ الوجود اور چیز ہے اور حلول واتحاد چیزے دیگر است۔ لیکن افسوس کہ غیر مقلدین وحدۃ الوجود کا مطلب حلول واتحاد بیان کر کے کہتے ہیں کہ وحدۃ الوجود کفریہ عقیدہ ہے، لہٰذا اس کے قائلین مسلمان نہیں۔ مصنف حفظہ اللہ نے کھول کر بیان کیا کہ غیر مقلدین کی طرف سے وحدۃ الوجود پر حلول واتحاد کی تعریف چسپاں کرنا غلط اور پھر اسے بنیاد بنا کر تکفیر بازی کرنا غلط در غلط ہے۔

مصنف نے وحدۃ الوجود کی تعریف صوفیائے حق سے نقل کی، پھر علماء دیو بند کی زبانی بھی درج کی جس سے ثابت کیا کہ صوفیاء حق اور علماء دیو بند میں سے کوئی بھی حلول واتحاد کا قائل نہیں بلکہ وہ اس کا رَد لکھ چکے ہیں۔

مصنف نے وحدۃ الوجود کے اثبات پر غیر مقلدین کے کئی فتاوی اور حوالے نقل کیے جن کی غرض مخالفین کو جھنجھوڑنا ہے کہ اگر تم وحدۃ الوجود کو کفر بتاتے ہو تو اپنے ان غیر مقلدین کی بابت کیا فتوی دو گے؟ یہاں یہ بھی یاد رہے کہ غیر مقلدین کے مشہور مصنف مولانا عبدالعزیز نورستانی نے لکھا:

"وحدۃ الوجود یا توحید وجودی کی تعبیر جو بھی، جیسے بھی، جس بھی خوب صورت اور بہتر سے بہتر طریقے سے کرے وہ کفر اور زندقہ ہی ہے، باطل ہی باطل ہے چاہے جتنی بھی اس کی بہتر اور مختلف انداز سے تعبیر کی جائے۔" (ڈاکٹر اسرار صاحب کا نظریہ 'توحید الوجودی اور اس کا شرعی حکم صفحہ: ۱۴)

مولانا محمد رفیق اثری، مولانا ارشاد الحق اثری اور حافظ محمد شریف وغیرہ آلِ غیر مقلدیت نے اس فتوی کی تصدیق وتائید کر رکھی ہے۔ اس فتوی کے پیش نظر غیر مقلدین اپنے فتوی تکفیر سے اپنے اُن بزرگوں کو نہیں بچا سکتے جنہوں نے وحدۃ الوجود کے اثبات میں لکھا۔ جب غیر مقلدین اپنے بزرگوں پر وارد اعتراض کا جواب نہیں دے پاتے تو رٹا رٹایا جواب دہرا دیتے ہیں کہ ہمارے نزدیک قرآن وحدیث حجت ہے، کسی کا عمل نہیں۔ حالاں کہ یہاں یہ بحث ہے ہی نہیں کہ کس کی بات حجت ہے اور کس کی نہیں، بلکہ یہ مطالبہ ہے کہ جب آپ لوگوں کے نزدیک وحدۃ الوجود کفریہ عقیدہ ہے تو اس کے قائل غیر مقلدین پر کفر کا

فتوی لگائیں۔ کسی پر فتوی لگاتے ہوئے یہ نہیں دیکھا جاتا کہ اس کی بات حجت ہے یا نہیں؟ بلکہ تضلیل و تکفیر کا فتوی لگتا ہی اسی پر ہے، جس کی بات حجت نہیں ہوتی۔ لہذا اب غیر مقلدین فتوی لگانے کی ہمت کریں اور ''اُن کی بات حجت نہیں'' والا جملہ دہرانا چھوڑ دیں۔ یہ اپنے بزرگوں پر وارد الزام کا جواب نہیں، بلکہ جواب سے بے بسی کا اظہار ہے۔

بعض غیر مقلدین نے شیخ ابن عربی کو وحدۃ الوجود کا سب سے بڑا علمبردار کہہ کر اُن کے خلاف بہت کچھ لکھا۔ مصنف حفظ اللہ نے ابن عربی کا دفاع پیش کیا، مزید یہ بھی بتایا کہ غیر مقلد بزرگوں کو ابن عربی کے ساتھ بہت زیادہ عقیدت ہے، انہوں نے ان کے دفاع میں تحریریں لکھیں اور زبان کو بھی استعمال میں لائے۔ میاں نذیر حسین دہلوی نے تو وحدۃ الوجود کے حامی بزرگ شیخ ابن عربی کے مخالف کے ساتھ پندرہ دن تک مناظرہ جاری رکھا بالآخر مخالف کو ہم نوا بنا ہی لیا، مزید یہ کہ مصنف نے متعدد غیر مقلد لکھاریوں کی عبارات نقل کیں جن میں صراحتہً ابن عربی کو مخالفِ تقلید اور اہل حدیث بھی لکھ ہوا ہے۔

مصنف حفظ اللہ نے وحدۃ الوجود کے اثبات میں ان شخصیات کی عبارات بھی نقل کیں جنہیں غیر مقلدین بھی عموماً معزز و محترم سمجھتے ہیں مثلاً: امام غزالی، حضرت مجدد الف ثانی، شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اور شاہ اسماعیل شہید رحمہم اللہ۔ بلکہ اُن میں سے بعض کے متعلق تو غیر مقلدین کا دعویٰ ہے کہ وہ اہلِ حدیث تھے۔ شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ اور خاص کر شاہ اسماعیل شہید کو تو کھلے عام اہلِ حدیث لکھ رکھا ہے۔

مصنف حفظ اللہ نے شطحیات اور غلبہ حال کے متعلق بھی وضاحت کی کہ شطحیات قابل مؤاخذہ نہیں اور غلبہ حال کی وجہ سے جو بات صادر ہو وہ بھی عفو ہے۔ ایسی چیزیں نہ تو قابل اقتداء ہوتی ہیں اور نہ قابلِ گرفت جیسا کہ خود بعض غیر مقلدین نے بھی اعتراف کیا ہے۔ مگر کیا کریں مخالف طبقہ شطحیات اور غلبہ حال والے پہلو سے صرف نظر کر کے اعتراض کر چھوڑتا ہے جو کہ غلط ہے۔

مصنف نے وحدۃ الوجود کے حوالہ سے غیر مقلدین کے متضاد خیالات بھی نقل کئے ہیں، کچھ کے نزدیک وحدۃ الوجود کفر ہے جبکہ بعض اسے نہ صرف صحیح سمجھتے بلکہ اس کے صحیح ہونے پر دلائل بھی دیتے ہیں۔

جس طرح ہر فن کی کچھ اپنی اصطلاح ہوتی ہیں، اسی طرح صوفیاء کی بھی اپنی اصطلاحات ہیں۔ اس لیے جس فن کا مسئلہ ہو اُس کی وضاحت اور اصطلاحی تعریف اُسی فن کی کتابوں سے نقل کرنی چاہیے۔ لیکن غیر مقلدین بات تو صوفیاء کی پیش کرتے ہیں مگر اُن کی بیان کردہ اصطلاح سے نظریں ہٹا کر اپنا من پسند

مطلب بیان کر کے اعتراض کر دیتے ہیں۔ مصنف حفظہ اللہ نے اس بات پہ روشنی ڈالی ہے کہ صوفیاء کی بات پیش کرتے ہو تو اس کی وضاحت بھی صوفیاء سے پیش کرو، صوفیاء کی اصطلاح کے برعکس نہ تو لغت کا سہارا لیں اور نہ خود سے اس کا من پسند مطلب بیان کریں۔

وحدۃ الوجود کے اثبات پر اس سے پہلے بھی کئی کتابیں لکھی گئیں، مگر اُن میں زیادہ تر بحث صوفیانہ اقوال کے پیشِ نظر ہے، مصنف حفظہ اللہ نے صوفیاء کے اقوال بھی درج کیے اور غیر مقلدین کے اعتراضات کا بھی جواب دیا۔ بلکہ خود غیر مقلدین کا وحدۃ الوجودی ہونا بھی نقل کیا۔ اس لیے یہ کتاب اُن کے لیے بھی مفید ہوگی جو نفس وحدۃ الوجود جاننا چاہتے ہیں اور اُن لوگوں کے لئے بھی تحفہ ہے جو غیر مقلدین کے وساوس سے پریشان ہیں۔ ہمیں اُمید ہے کہ یہ کتاب دونوں طبقوں کے لیے رہنما ثابت ہوگی بلکہ وحدۃ الوجود کو کفر کہنے والے غیر مقلدین کو بھی سوچنے اور نظرِ ثانی کی دعوت دے گی ان شاء اللہ۔

کتاب لکھنے کے آداب میں یہ بات شامل ہے کہ اگر کوئی حوالہ اصل کتاب کی بجائے کسی دوسری کتاب سے لیا ہو تو بحوالہ فلاں لکھ دینا چاہیے، یہ دیانت داری بھی ہے اور اگر بالفرض وہ حوالہ غلط ہو ثابت جائے تو غلطی ناقل کے سر نہیں لگے گی، اس کتاب میں بعض مقامات پر ایسے حوالے نظر میں آئے جہاں مصنف نے بات نقل کر کے بحوالہ فلاں لکھ دیا، ہمیں اُن کا یہ طرز پسند آیا ہے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مصنف حفظہ اللہ کی اس کاوش کو شرف قبولیت دے اور ہمیں اُن کے علوم سے مستفید ہونے کی توفیق دے، آمین۔ آخر میں اہلِ خیر کو متوجہ کرنا چاہوں گا کہ حضرت مولانا عبدالرحمٰن عابد حفظہ اللہ جیسے محقق اور محنتی مصنفین کے ساتھ کتابوں کی اشاعت کے سلسلہ میں تعاون فرمائیں تا کہ ان کی علمی و تحقیقی کتب جلد سے جلد شائع ہوں اور لوگوں کے لیے اُن سے استفادہ کی شکل بن سکے، اُمید ہے کہ صاحبِ ثروت لوگ اس کارِ خیر میں ذوق وشوق سے حصہ لیں گے ان شاء اللہ۔

رب نواز عفا اللہ عنہ
مدیر اعلیٰ مجلہ الفتحیہ احمد پور شرقیہ
بروز منگل... ۲۵ر شوال ۱۴۴۳ھ... مطابق ۱۶ر مئی ۲۰۲۲ء
صرف میسج کے لیے 0307-4034570
یوٹیوب چینل Mufti Rabnawaz Official

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

﴿افتتاحی کلمات﴾

جب سے انسان آباد ہوئے تب سے اختلافات چلے آرہے ہیں، یہ کوئی انوکھی اور نادر بات نہیں، تعجب کی بات تب ہوتی ہے جب اختلاف علمی میدان سے نکل جائے اور ذاتیات پر اتر آئے اور جانب مخالف کی ذات پر کیچڑ اچھالا جائے بنا اُن کا کوئی مؤقف سمجھے جبکہ جانب مخالف اسے بہتان کہہ کر ان سے برأت بھی کریں اور پھر بھی خوانخواہ عقیدہ یا مسئلہ اُن پر تھوپا جائے اور سب وشتم کی بوچھاڑ کی جائے۔

غیر مقلدین کی فتویٰ بازیاں:

بعض شر پسند عناصر نے اپنے بغض وعناد سے مجبور ہو کر اپنی فطری عادت کے مطابق خوانخواہ علماء دیوبند کثر اللہ سوادہم جیسی محققین وخیر خو . جماعت کو بدنام کرنے کی حسب استطاعت کوشش کی، کبھی بزرگوں کی کرامات دیکھ کر اُن پر علم غیب اور حاضر وناظر جیسے گمراہ کن عقائد کا فتویٰ لگایا، کبھی تصوف کی وجہ سے اُن پر ہندومت کے ٹھپے لگائے، کبھی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی تقلید کرنے پر اُن کو مشرک کہا العیاذ باللہ، کبھی وحدۃ الوجود کی وجہ سے اُن پر حلول الوجود کا الزام لگایا، کبھی ترک رفع الیدین کی وجہ سے اُن پر خلاف سنت ہونے کے فتوے چسپاں کئے، کبھی ترک القرأۃ خلف الامام کے قائل ہونے کی وجہ سے اُن پر بے نمازی ہونے کا لیبل لگایا......الغرض کبھی ایک فتویٰ لگایا تو کبھی دوسرا فتویٰ۔

اسی طرح کے چند فتاویٰ جات ملاحظہ فرمائیں:

"مقلدین کے اہل العلم واشد رئیس فاسق تو یقیناً ہیں لیکن ان کے کفر میں شک ہے" (حقیقۃ التقلید واقسام المقلدین از امین اللہ پشاوری، اردو ص:۲۵۴، پشتو ص:۳۹۳)

"حنفیوں سے تو عیسائی اور مرزائی اچھے ہیں کہ کم از کم نسبت تو اپنے نبی کی طرف کرتے ہیں" (رسائل بہاولپوری ص:۳، حقانیت مسلک اہلحدیث ص:۳۸۱، اصلی اہلسنت ص:۳ از عبداللہ بہاولپوری)

"مقلدین مشرکین ہیں لہٰذا ان کے فوت ہو جانے کے بعد ان کو دعائے مغفرت نہ کرنی چاہیے" (سراج محمدی ص:۴۷)

"ہر مشرک پہلے مقلد ہوتا ہے پھر مشرک" (حقانیت مسلک اہلحدیث ص:۴۰۲)

''مقلد ایمان سے عاری وخالی ہوتا ہے''(استیصال التقلید ص:۳۵)

''حنفیوں سے سکھ اچھے ہیں''(حنفیوں کے ۳۵۰ سوالات کے مدلل جوابات ص:۳۰۷)

''احناف مشرکین اور بدعتی ہیں، ان سے محبت کی مجالست اور مناکحت کس طرح روا ہو سکتی ہے؟''
(سیاحۃ الجنان ص:۱۰)

''مقلدین حنفیہ کے ہر دو فرقے دیوبندی اور بریلوی بلا شبہ گمراہ ہیں اور مقلدین دس وجوں سے گمراہ اور فرقہ ناجیہ سے خارج ہیں جن سے مناکحت (نکاح کرنا) جائز نہیں ہے''(ایضاً ص:۵)

''دیوبندی مشرک ہیں''(مجموعہ مقالات پر سلفی تحقیقی جائزہ ص:۸۲۳و۹۳۲)

اور خود اپنی سوانح میں لکھتے ہیں کہ ''راقم الحروف ابو محمد سلطان احمد میانوالی آبائی مقلد مشرک حنفی المسلک تھا''(ھدایۃ النبی المختار ص:۱۶)

اسی طرح کے ان گنت حوالے ہیں جس کو لکھنے بیٹھوں تو بات لمبی ہو جائے گی تاہم دو حوالے مزید دیکھیں کہ ان ظالموں نے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کو بھی نہیں بخشا:

غیر مقلدین کے شیخ الحدیث، مناظر کبیر اور مجتہد العصر رئیس ندوی صاحب اپنے تکفیری قلم کی تلوار چلاتے ہوئے لکھتے ہیں: ''ابو حنیفہ اپنی غلط آراء کے سبب کافر ہو گئے تھے اور یکے بعد دیگرے توبہ کرنے کے باوجود بھی کفر پر قائم رہے''(مجموعہ مقالات پر سلفی تحقیقی جائزہ ص:۲۰۶)

اسی صفحہ پر لکھتے ہیں: ''ائمہ وقت نے امام ابو حنیفہ سے ان کے کفریہ و شرکیہ رویہ سے جبراً وقہراً توبہ کرائی''(ایضاً)

مندرجہ بالا کتاب میں صفحہ در صفحہ ان پر فتوؤں کی بوچھاڑ کی گئی ہے لیکن مزید لکھنے کی ضرورت نہیں، اسی پر اکتفاء کرتا ہوں، اللہ تعالیٰ ان ظالموں کے ساتھ انصاف کا معاملہ فرمائیں۔

مقلدین اہل السنۃ والجماعۃ میں سے ہیں:

ان بیچاروں کو علم نہیں کہ بغض وعناد اور تعصب میں اپنے ہی اکابرین کو جھوٹا ثابت کر رہے ہیں حالانکہ ان کے اکابرین تو احناف کثر اللہ سوادہم کو اہل السنۃ والجماعۃ میں شمار کرتے ہیں! اب یہ جھوٹے ہیں یا ان کے اکابرین؟ غیر مقلدین کے اکابرین کی عبارات ملاحظہ فرمائیں:

(۱) غیر مقلدین کے امام اہلحدیث علامہ وحید الزمان صاحب لکھتے ہیں: ''اما الأحناف والشوافع والمالکیة والحنابلة فهم مسلمون داخلون فی زمرة اهل السنة والجماعة'' (هدیۃ المهدی ص:۹) یعنی مقلدین مسلمان ہیں اور اہل السنۃ والجماعۃ میں داخل ہیں۔

(۲) مولانا جوناگڑھی صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں: ''کم از کم ملک ہند کے سنی مسلمانوں کے یہ بڑے بڑے فریق یعنی حنفی اور اہلحدیث تو متفق ہو جائیں جو اصولاً قریب قریب ایک ہیں ہاں البتہ بعض فروعات میں اختلاف ہے'' (دلائل محمدی ص:۱۱، مکتبۃ التفہیم یوپی، مندرج محمدیات ص:۱۱۹)

(۳) مولانا حکیم محمد صادق سیالکوٹی صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں: ''پس کتاب وسنت کی روشنی میں حضرت امام ابوحنیفہؒ کے مسلک پر چلنے والے حق پر ہیں'' (قرآنی شمعیں ص:۳۳۷)

(۴) مولانا رحمت اللہ ڈوگر صاحب کنگن پور غیر مقلد لکھتے ہیں: ''مختلف مسالک کے مفسرین دورِ حاضر شیعہ سنی (بریلوی، دیوبندی، اہلحدیث) کے ہاں اقویٰ یہی ہے کہ...... الخ'' (پندرہ روزہ صحیفہ اہلحدیث کراچی جلد:۱۰۲، ص:۲۳، شمارہ: جولائی اگست ۲۰۲۰ء)

(۵) غیر مقلدین کے مفتی ومجتہد العصر عبداللہ روپڑی صاحب لکھتے ہیں: ''احناف دیوبندی اہل سنت میں شامل ہیں'' (فتاویٰ اہلحدیث ج:۱، ص:۶)

فی الحال انہی حوالہ جات پر اکتفاء کرتے ہیں، مزید تفصیل کے لئے میرا مضمون ''احناف سنی غیر مقلدین کی زبانی'' کی طرف مراجعت فرمائیں جو عنقریب ماہنامہ مجلّہ ''راہِ ہدایت'' کی زینت بنے گا ان شاء اللہ وبفضلہٖ تعالیٰ۔

ان تکفیری وتخریبی فتوے کی رو سے جب ہم نے مطالعہ کیا تو دو باتیں سامنے آئیں:

(۱) ان لوگوں نے تصوف پر مبنی بعض مغلق اور محتمل عبارات پر ناسمجھی سے بے جا اعتراضات کئے تو اس معاملہ میں ہم نے ''توضیحاتِ عباراتِ اکابر'' لکھ کر الحمد للہ ان کے اعتراضات کو جڑ سے ختم کر دیا۔

(۲) ان کا اصل اعتراض تصوف ہی کے ایک خاص موضوع ''وحدۃ الوجود'' پر تھا جس کی حقیقت حال آپ حضرات کے سامنے ہے، اللہ تعالیٰ اس کو ذریعۂ اصلاح بنائیں......آمین

کتاب کا نہج:

اس کتاب میں حتی الوسع کوشش کی گئی ہے کہ موضوع کے ہر پہلو پر بحث کریں اور اس کی حقیقت حال

سامنے لائیں بعونہٖ تعالیٰ، مثلاً ''وحدۃ الوجود'' کیا ہے؟ اس کی تشریح وتوضیح عام اور سہل انداز میں کی ہے، پھر اس کو خاص انداز میں یعنی اس کی لغوی اور تشریح کر کے علماء دیوبند سے اس کا صحیح مفہوم ذکر کیا ہے اور ساتھ ساتھ اتحاد وحلول کی نفی علماء دیوبند ہی کی تصریحات سے دکھا کر اس غلط فہمی کو دور کرنے کی کوشش کی ہے کہ یہ ایک قسم ہے بلکہ یہ تینوں الگ الگ اقسام ہیں اور صرف علماء دیوبند سے نہیں بلکہ متقدمین اسلاف کی کتب سے بھی ثابت کیا ہے اور پھر خود غیر مقلدین کے اکابرین سے بھی اس کی توضیح وثبوت پیش کیا ہے کہ ان حضرات کو کچھ شرم آجائے اور اپنی غلطی کا احساس ہو جائے کہ صرف علماء دیوبند اس کے قائل نہیں بلکہ خود ان کے اپنے اکابرین بھی اس کے قائل ہیں اور اگر یہ اللہ کے ولیوں پر فتویٰ بازی کریں تو ان کو پتہ چل جائے کہ ان فتوؤں کی لپیٹ میں ان کے اپنے اکابرین بھی آتے ہیں۔

اسی طرح اس موضوع کو خاص ترتیب دینے والے الشیخ محی الدین ابن عربی رحمہ اللہ کی توثیق اور ان کو خراجِ تحسین پیش کرنے والے محدثین، مفسرین ومتکلمین حضرات کے نام بھی باحوالہ درج کئے اور پھر آخر میں بطور فائدہ اس موضوع پر جو تحریری مناظرہ ہوا تھا اس کو پیش کیا تاکہ قارئین کرام اس کو اچھی طرح جان لیں اور ساتھ ہی اس موضوع پر امین اللہ پشاوری صاحب نے جو اعتراضات کئے ہیں، ان کے جوابات بھی درج کئے ہیں۔

حضراتِ گرامی! یہ تو اس کتاب کا مختصر الفاظ میں تعارف تھا ورنہ اس موضوع پر کافی مواد ہمارے پاس موجود ہے جس کو ہم نے قصداً چھوڑ دیا تاکہ قارئین پر بھی بوجھ نہ ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ معاف فرمائیں آج کل مطالعہ کرنے والے بہت کم ہیں اور دوسرا یہ کہ خریدنے والے پر بھی بوجھ نہ پڑے کیونکہ مہنگائی کی وجہ سے کاغذ کی قیمت اور چھپائی کے اخراجات بہت زیادہ ہیں اور وسائل کی بہت قلت ہے لہٰذا مجبوراً کچھ حوالہ جات حذف کرنے پڑے خصوصاً وہ اعتراضات جو ملا علی قاری یا دیگر محدثین رحمہم اللہ بلکہ خود غیر مقلدین کے مناظر شیخ افضل السواتی السلفی وغیرہ نے کئے ہیں تو اُن کے جوابات ان شاء اللہ اس کتاب کے دوسرے حصے میں دیں گے۔

اگر کوئی مکتبہ والا اس کو شائع کرنا چاہے تو اس کو عام اجازت ہے، اگر شائع کرنے سے پہلے ہمیں اطلاع دیں تو اُن کو ان شاء اللہ کچھ مفید مشورے بھی دیں گے۔

اس کتاب میں جن مقرظین (تقریظ کرنے والے) حضرات نے تصحیح کی یا دیگر حضرات نے مسوّدہ کو

چیک کیا مثلاً انجینیر شہباز حنفی صاحب حفظہ اللہ، استاذ العلماء حضرت مفتی عطاء الرحمن صاحب دامت برکاتہم مہتمم نور الھدیٰ للبنات فقیر آباد پشاور اور بالخصوص حافظ شہزادگل صاحب حفظہ اللہ نے جس وسعت قلبی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس مضمون کو پشتو زبان سے اردو قالب میں ڈھالا، ان حضرات کے لئے دل سے دعائیں نکلتی ہیں، اللہ تعالیٰ انہیں اپنے شایانِ شان اجرِ عظیم عطا فرمائیں۔

آخر میں عرض کرتا چلوں کہ ہماری جو دیگر تصانیف ہیں وہ بھی وسائل کی قلت کی وجہ سے مسودہ ہی کی صورت میں پڑی ہیں مثلاً ''جنازہ کے موضوع پر غیر مقلدین کے ساتھ اختلافی امور پر تحقیقات'' اور ''غیر مقلدین کا فقہ قرآن وحدیث کے خلاف ہے'' وغیرہ، ان کے لئے قارئین کرام دعا فرمائیں، میرے اور میرے تمام اساتذہ کرام، معاونین، تلامیذ واحباب کے لئے بھی خصوصی دعا فرمائیں اور اخص الخاص استاذ المناظرین وکیل احناف، ترجمانِ علماء دیوبند حضرت مفتی محمد ندیم المحمودی حفظہ اللہ عن کل مکروہ کو خصوصی دعاؤں میں یاد فرمائیں جو کہ یقیناً اس دور میں مسلک اہل السنۃ والجماعۃ کے لئے الحمدللہ عظیم سرمایہ ہیں طوّل اللہ عمرہ.

قارئین کرام بالخصوص اہل علم کی خدمت اقدس میں گذارش ہے کہ اس کتاب میں کوئی غلطی یا خامی نظر آئے یا ترمیم واضافہ یا کوئی مشورہ ہو خواہ مشورہ دینے والا ہمارا ہم مسلک ہو یا دیگر مسلک سے تعلق رکھنے والا بھائی ہو، سب حضرات سے التجا ہے کہ وہ ''عفو'' کے دامن میں چھپانے کی بجائے ہمیں ضرور اطلاع دے کر ہماری اصلاح فرمائیں، معقول مشورہ کا ہم دل کی گہرائیوں سے خیر مقدم کریں گے اور ان شاء اللہ آپ کے مشکور ہوں گے اور دعا دیں گے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں علماء اہل السنۃ والجماعۃ علماء دیوبند کثر اللہ سوادھم کے عقائد ونظریات کے ساتھ تادم مرگ قائم ودائم رکھے هذا ظهر لی فی هذه الرسالة بظاهر النظر وقد بقی فيها امور بعد تظهر بامعان النظر

خادم نوجوانانِ احناف طلباء دیوبند عبدالرحمٰن عابد عفی عنہ
مدرّس مرکز امام اعظم ابوحنیفہؒ پشاور
۴ مئی ۲۰۲۳ء بمطابق ۱۳ شوال المکرم ۱۴۴۴ھ
رابطہ نمبر: 0333-3300274

بسم اللہ الرحمن الرحیم.

﴿مسئلہ وحدۃ الوجود﴾

پیش لفظ

الحمد للّٰہ وحدہ والصلوٰۃ والسلام علیٰ من لا نبی بعدہ، اما بعد!

اللہ رب العزت نے جب سے انسانوں کو پیدا فرمایا تو اس وقت سے یہ اختلافات شروع ہیں، انسان کو پیدا کرنے کی وجہ پر بھی ایک قسم کا اعتراض ہوا اور پھر خصوصاً انسان کے اندر بھی اختلافات کا مادہ موجود ہے لیکن اگر یہ اختلافات ذاتیات یا کفر و شرک میں بدل جائیں تو پھر اس طرح کے اختلافات عموماً نہ ختم ہونے والے ہوتے ہیں۔

اسی طرح کے اختلافات والی فضا غیر مقلدین نے بھی پیدا کر رکھی ہے، کبھی تو فتویٰ دیتے ہیں: ''حنفی المذہب مستحل الدم ہیں، ان کا مال مالِ غنیمت ہے، ان کی بیویاں ہمارے واسطے جائز ہیں، آپ قابو میں لا سکتے ہوں تو شوق سے لائیے۔'' (دہلی اور اس کے اطراف ص:۵۰)

کبھی فتویٰ دیتے ہیں: ''مقلدین کے مدارس و مساجد خدمت دین کے مراکز ٹھکانے نہیں ہو سکتے، یہ مساجد ضرار کے حکم میں ہیں اور جس نے ان میں زکوٰۃ دی تو زکوٰۃ بھی ادا نہیں ہوتی'' (اقامۃ البرہان ص:۲۶۷، از صبغۃ اللہ محمدی شیرانی غیر مقلد)

اور کبھی لکھتے ہیں: ''دیوبندی مشرک ہیں'' (مجموعہ مقالات پر سلفی تحقیقی جائزہ ص:۸۲۳، ۹۳۲)

تو غیر مقلدین نے اپنی پرانی روش کے مطابق ان اختلافاتِ کثیرہ میں سے ایک اختلاف ''مسئلہ وحدۃ الوجود'' کا بھی اٹھا رکھا ہے کہ اپنی طرف سے اس کی غلط تشریح اور تفسیر کر کے ہم پر تھوپ دیتے ہیں اور پھر اس کی بنیاد پر علماءِ اہل السنۃ والجماعۃ علماءِ دیوبند کثر اللہ سوادھم پر کفر اور شرک کا فتویٰ لگا دیتے ہیں۔

الحمد للہ! انہوں نے علماءِ اہل السنۃ والجماعۃ نوجوانانِ احناف طلباءِ دیوبند بارک اللہ فی حیاتھم سے ہر میدان میں پے در پے شکست کھائی تو اب انہوں نے صوفیاءِ کرام کی ایک خاص حالت، ایک ذوقی مسئلہ کو اٹھا کر اس کو عقیدہ کا نام دے دیا اور اس وجہ سے اب یہ مسئلہ زور و شور سے اٹھا کر علماءِ دیوبند کی تکفیر کرتے رہتے ہیں العیاذ باللہ۔

غیر مقلدین کے شکوک وشبہات کے ازالہ کے لئے کہ عوام دھوکہ میں نہ پڑ جائے اور حقیقت حال سے باخبر ہو جائے اور غیر مقلدین کو بھی اپنے فاسد خیالات اور وساوس سے آگاہی کے لئے علمی انداز میں عام فہم اور غیر مقلدین کے گھر کے حوالہ جات سے لبریز ایک مضمون لکھنے کا ارادہ کیا کہ شاید غیر مقلدین اپنے غلط مشن سے یا تو توبہ کرلیں اور یا پھر اپنے غلط مشن میں کامیاب نہ ہوسکیں...... بعونہ تعالیٰ۔

محترم قارئین! یاد رکھیں غیر مقلدین تو اس کو عقیدہ کا نام دیتے ہیں لیکن یہ ان کی جہالت عظمیٰ پر صراحۃً دلالت کرتی ہے کیونکہ اگر یہ ہمارا عقیدہ ہوتا، تو چاہئے تو یہ تھا کہ پھر ہر شخص مرد وعورت، عالم وغیر عالم، بچے، جوان، بوڑھے غرض ہر طبقہ سے تعلق رکھنے والے ہر شخص کو اپنے اس عقیدہ کے متعلق معلومات ہوتی اور عقائد کی کتابوں میں یہ مسئلہ بطور عقیدہ کے لکھا جاتا مگر حال یہ ہے کہ اس مسئلہ کو سوائے صوفیاء کے کوئی نہیں سمجھتا تو پھر یہ کیسا عقیدہ ہوا......؟ اصل میں یہ بیچارے لوگ علمی اصول سے ناواقف ہیں کہ عقیدہ کسے کہتے ہیں اور احکام کس چیز کا نام ہے؟ نظریات کیا ہوتے ہیں اور ذوقیات کسے کہتے ہیں؟

وحدۃ الوجود کا جاننا نہ تو ضروری ہے اور نہ ہر کسی کو اس کا علم ہونا ضروری ہے بلکہ یہ ایک مخصوص طبقے کے خاص احوال، کیفیات اور ذوقیات ہیں اور یہ وہ پیچیدہ ذوقی مسئلہ ہے کہ جس کے متعلق خود غیر مقلدین کے شیخ الاسلام اور مجتہد العصر شیخ ثناءاللہ امرتسری صاحب (التوفی: ۱۹۴۸ء) لکھتے ہیں: ”میں نے مولانا محمود الحسن (صحیح محمود حسن ہے بنا الف ولام کے......از ناقل) صاحب دیوبندی مرحوم سے سنا تھا کہ یہ مسئلہ مزلۃ الاقدام ہے اس لئے مجھے اس میں دخل دینے کی جرأت نہیں ہوتی۔“ (فتاویٰ ثنائیہ ج:۱، ص:۱۳۶)

اور خود صوفیاء کرام کا کہنا بھی یہ ہے کہ جو لوگ ہمارے موضوع اور فن تصوف سے تعلق نہیں رکھتے اور سطحی ذہن کے مالک ہوتے ہیں تو اُن لوگوں کو ہماری تصوف کی کتب دیکھنا حرام ہے جیسا کہ حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

”نااہل کو ہماری کتاب کا دیکھنا حرام ہے“ (شمائم امدادیہ ص:۶۳)

اور مفسر قرآن، حکیم الامۃ حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے بھی یہی اصول تحریر فرمایا ہے کہ: ”کتب تصوف کا مطالعہ کرنا بدون استاذ کے ممنوع ہے“ (مرقومات ص:۴۱۵)

دوسری جگہ فرماتے ہیں: ”حضرت شیخ اکبر نے ارشاد فرمایا یحرم النظر فی کتبنا“ (بوادر النوادر ص:۹۹)

اور علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ (المتوفی: ۹۱۱ھ) نے بھی اسی طرح فرمایا ہے ملاحظہ فرمائیے ''شذرات الذھب لابن العماد ج:۵، ص:۹۱''

ایسا کیوں......؟ کیونکہ اُن میں بعض ایسے الفاظ ملتے ہیں کہ وہ اس فن سے متعلق ہوں گے اور یہ خالی الذہن اور اس فن سے لاعلم لوگ اس لفظ سے لغوی معنی مراد لیں گے اور درحقیقت اس سے تصوف کی خاص اصطلاح مراد ہوگی وغیرہ وغیرہ......تو ایسے لوگوں کو اس طرح کی کتابیں براہِ راست پڑھنے کی بجائے کسی استاذ اور عالم سے پڑھنا چاہئیں تاکہ وہ بہتر سمجھ سکیں۔

ضروری تنبیہ:

اول: یہ وضاحت کرنا انتہائی ضروری ہے جس سے یہ بات واضح ہو جائے کہ ایک وحدت الوجود کا نظریہ عیسائیوں اور یہودیوں (حلول کا عقیدہ رکھنے والوں) کا ہے جو درحقیقت حلول الوجود ہے اور دوسرا وحدت الوجود کا نظریہ غیر مقلدین کا ہے اور تیسرا نظریہ ہمارے علماء اہل السنۃ والجماعۃ دیوبند کثر اللہ سوادہم اور صوفیاء حق کا ہے......تو ہر ایک نظریہ کی حیثیت اور حکم جدا ہے یعنی نہ تو ہر کسی کے وحدۃ الوجود کے تمام نظریات درست ہیں اور نہ ہی تمام غلط، بلکہ اس میں تقسیم و تفصیل ہے۔

دوم: یہ بات بھی واضح رہے کہ وحدت الوجود ایک الگ چیز ہے اور اتحاد الوجود اور حلول الوجود الگ چیز ہے۔

سوم: جن حضرات نے نیک نیتی کی بنیاد پر وحدت الوجود یا ابن عربی رحمہ اللہ تعالیٰ پر رَد کیا ہے (جیسا کہ ملا علی قاری الحنفی، حافظ ابن تیمیہ، حافظ ابن حجر رحمہم اللہ تعالیٰ وغیرہم) تو اُن کو یہ غلط فہمی ہوئی کہ اُنہوں نے وحدت الوجود کی تشریح اتحاد الوجود اور حلول الوجود سے کر دی اور اسی طرح اُنہوں نے خاص اصطلاحی الفاظ کو لغوی جامہ پہنا دیا تو اس وجہ سے دلائل کی روشنی میں اِن بعض شخصیات کا اختلاف اصل حقیقت کو ضرر نہیں پہنچاتا، یا ابن عربی رحمہ اللہ تعالیٰ کی تحریف شدہ عبارات پر اعتراضات کر کے اُسی بنیاد پر ان کی تردید یا تکفیر کی۔

مسائل کی اقسام:

(۱) مسائل کا ایک درجہ عقیدہ ہے (۲) دوم احکام ہیں۔ (۳) سوم احسان ہے۔

یہ تینوں دین کے شعبے ہیں جیسا کہ حدیث جبرائیل علیہ السلام میں اس کا خلاصہ موجود ہے۔

پہلی قسم عقیدہ: عقائد کی دو اقسام ہیں:

(۱) ایک قسم کو ضروریاتِ دین کہا جاتا ہے۔

(۲) اور دوسری قسم کو ضروریاتِ اہل السنۃ والجماعۃ کہا جاتا ہے۔

ضروریاتِ دین: اُن مسائل کو کہا جاتا ہے جن کے انکار یا باطل تاویل کی صورت میں انسان دین اسلام سے محروم ہو جاتا ہے جیسے توحید، رسالت، ختم نبوت، قیامت، حیات عیسیٰ علیہ السلام وغیرہ۔

ضروریاتِ اہل السنۃ والجماعۃ: یہ وہ مسائل ہیں جن کے انکار سے انسان اہل السنۃ والجماعۃ کی فہرست سے نکل جاتا ہے اور اہل بدعت کی فہرست میں داخل ہو جاتا ہے البتہ پھر بھی بہر حال وہ مسلمان سمجھا جاتا ہے۔

دوسری قسم احکام: اسی طرح کی مثال احکام کی بھی ہے کہ اُن میں بعض مجمع علیہ ہیں اور بعض مختلف فیہ ہیں یعنی بعض احکامات ایسے ہیں جن کے انکار سے انسان کافر ہو جاتا ہے جیسا کہ نماز، روزہ، زکوٰۃ، جہاد وغیرہ۔ اور بعض ایسے احکامات ہیں کہ اُن کے انکار سے بندہ اگر چہ دائرۂ اسلام سے تو خارج نہیں ہوتا مگر دائرہ اہل السنۃ والجماعۃ سے خارج ہو جاتا ہے اور اُن فرقوں میں داخل ہو جاتا ہے جن کے جہنمی ہونے کی آقا مدنی ﷺ نے شہادت دی ہے **اللّٰھم احفظنا...**

تیسری قسم احسان: ایک قسم احسان ہے کہ سالک کو مختلف قسم کے حالات کا سامنا کرنا پڑتا ہے، مختلف کشف وذوقیات سے اس کو واسطہ پڑتا ہے، کسی دوسرے کو اس پر سمجھایا بھی نہیں جا سکتا اس لئے کہ یہ ذوقیات سے تعلق رکھتی ہے اور نہ یہ دکھانا مقصود ہوتا ہے کیونکہ یہ کوئی فقہی مسئلہ نہیں ہوتا کہ لوگوں کو یاد کرایا جائے بلکہ یہ ذوق سے تعلق رکھتا ہے اور انسانوں کو ذوقیات پر سمجھانا مشکل ہوتا ہے مثلاً اگر کسی نے سیب نہیں چکھا تو اس کو سیب کی مٹھاس اور ذائقہ کے بارے میں نہیں سمجھایا جا سکتا اگر چہ اس کو بہت سی مثالیں پیش کر دی جائیں پھر بھی اس کی سمجھ میں یہ بات نہیں آئے گی، وہ کہے گا کہ گڑ کی طرح میٹھا ہے اور تم اُسے کہو گے کہ نہیں! میٹھا ہے مگر گڑ کی طرح نہیں بلکہ اس کی مٹھاس کا ذائقہ جدا ہے، پھر وہ کہے گا کہ آم کی طرح میٹھا ہے تو یہاں بھی تم اُسے نفی میں جواب دو گے، پھر وہ چینی کی مثال دے گا کہ اس کی طرح

میٹھا ہے......؟ انگور کی طرح میٹھا ہے......؟ مختصر یہ کہ وہ بہت بحث کرے گا اور بہت سی مثالیں پیش کرے گا مگر اُس کو کچھ سمجھ نہیں آئے گی کہ سیب کی مٹھاس کیسی ہے؟ لیکن اگر اُس کو عملی میدان میں لاکر سیب کا ایک ٹکڑا کھلا دیا جائے تو پھر یہ بہت سارے اشکالات خود بخود ختم ہو جائیں گے۔

اسی طرح صوفیاء کرام کے ذوقی احوال بھی ہیں جسے اگر اغیار کو بہت بھی سمجھانا چاہو تو اُن کو نہیں سمجھا پاؤ گے کیونکہ یہ احوال الفاظ کے جامہ میں نہیں آتے، اِسی وجہ سے تو صوفیاء کرام یہ نعرہ لگاتے ہیں: ''نہ دانی بخدا تا نہ چشی'' کہ اللہ کی قسم جب تک اس کو چکھا نہ ہو اُس وقت تک نہیں سمجھو گے کہ اس کا ذائقہ کیسا ہے؟

مشہور غیر مقلد مولانا ابراہیم سیالکوٹی صاحب شاہ عبدالرحیم صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ سے نقل کرتے ہیں کہ: ''مَنْ لَمْ یَذُقْ لَمْ یَدْرِ'' (پھر سیالکوٹی صاحب اپنا ترجمہ کرتے ہیں اور ان الفاظ میں تبصرہ کرتے ہیں) یعنی ''جس نے چکھا ہی نہیں وہ نہیں جان سکتا، زبان محسوسات کا مزہ چکھنے کے لئے ہے، دماغ معقولات کے سمجھنے کے لئے ہے اور وجدانیات وکوائف روحانیہ ولطائف قلبیہ کے لئے خالق اکبر نے دل پیدا کیا ہے، غرض خدا تعالیٰ نے ہر عضو کا فعل الگ الگ رکھا ہے، ایک دوسرے کے فعل سے کوئی واسطہ نہیں'' (سراجاً منیراً ص:۳۸، علمائے اہلحدیث کا ذوق تصوف ص:۲۵۶)

نواب صدیق حسن خان صاحب غیر مقلد (المتوفی:۱۳۰۷ھ) بھی اسی طرح کا اعتراف کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ''شرعِ شریف میں وحدتِ وجود، وحدتِ شہود...... یہ باتیں اکثر آدمیوں کی عقل سے زیادہ ہیں'' (مجموعہ رسائلِ عقیدہ ج:۲،ص:۱۶۱)

لیکن دورِ جدید کے غیر مقلدین اِن ذوقی الفاظ کا موازنہ اپنی ناقص عقل سے کرنے کی وجہ سے ''ضلّوا و اضلّوا'' (خود بھی گمراہ ہیں اور دوسروں کو بھی گمراہ کرتے ہیں) کا مصداق بن چکے ہیں۔

﴿وحدۃ الوجود کا فقہی مسئلہ سے کوئی تعلق نہیں﴾

وحدۃ الوجود کا مسئلہ انتہائی باریک مسئلہ ہے اور اس کا تعلق غلبۂ محویت کے ساتھ ہے، یہ کوئی منطوق کلام نہیں کہ ہر کوئی اس کو سمجھ سکے اور نہ یہ عقیدے سے تعلق رکھتا ہے بلکہ یہ عام حکمِ فقہی سے بھی تعلق نہیں رکھتا کہ اس کا سمجھنا لوگوں پر لازم وضروری ہو اور اس کے بغیر اخروی نجات ناممکن ہو حاشا و کلا۔ بلکہ یہ اہل اللہ اور خواص کا ایک حال اور کیفیت ہے کہ اُن پر ایک مخصوص کیفیت طاری ہو جاتی ہے، یہ اُن کا حال

ہوتا ہے یہ ایک اندرونی اور وجدانی کیفیت ہوتی ہے اور یقیناً یہ ہر وقت ہر کسی کی نہیں ہوسکتی۔ تو یہ کسی فقہی مسئلہ سے تعلق نہیں رکھتا کہ ہم اس کو فرض، واجب یا سنت وغیرہ کہیں اور اس کے تارک کو گناہ گار کہیں۔ نہیں! بلکہ یہ احوال کا مسئلہ ہے۔

حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ اسی کے متعلق فرماتے ہیں: ”مگر یہ شرعاً نہ مامور بہ ہے اور نہ اس کو توحید کہا گیا ہے نہ اس کے عدم کو شرک کہا گیا ہے جیسے ریاء کو شرک کہا گیا ہے اسی لئے اس کو توحید کا درجہ سمجھنا غلط ہے باقی اصطلاح میں کوئی نزاع نہیں“ (خطبات حکیم الامت ج [illegible] ص [illegible])

حضرت تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ کی یہ آخری بات قابل توجہ ہے کہ ”باقی اصطلاح میں کوئی نزاع نہیں“ مطلب کسی نے اگر اسے توحید کہا ہو تو اس سے شرعی توحید یعنی توحید ایمانی مراد نہیں ہوگی بلکہ اس کی خاص اصطلاح والی توحید مراد ہوگی۔

تنبیہ: البتہ یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ یہ ایک خاص حالت ہے اور دوسری اس کی جزئیات ہیں اور اس کی غایت کو پہنچنے کے بیچ جو مراحل ہیں تو ان جزئیات اور مراحل تک پہنچنے کی وجہ سے بعض علماء اس کو محض اسلام اور ایمان وغیرہ کہتے ہیں ملاحظہ فرمائیے ”فتاویٰ عزیزی ص [illegible]، آثار الاحسان ج [illegible] ص [illegible]، للشیخ خالد محمود رحمہ اللہ تعالیٰ“

حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ (المتوفی ۱۱۷۶ھ) بھی اسی وجہ سے فرماتے ہیں کہ یہ کشف سے تعلق رکھتے ہیں (عقیدہ سے نہیں) تفصیل لکھنے کے بعد فرماتے ہیں: ”تو پہلے مذہب کا نام وحدۃ الوجود ہے اور دوسرے کا نام وحدۃ الشہود ہے اور ہمارے نزدیک دونوں <u>مکاشفے</u> صحیح ہیں“

(فیصلہ وحدۃ الوجود والشہود ص [illegible])

غیر مقلدین کے مجدد العصر نواب صدیق حسن خان صاحب (المتوفی ۱۳۰۷ھ) لکھتے ہیں: ”مسئلہ وحدۃ الوجود کا دارومدار حضرت صوفیہ کے کشف و شہود پر ہے“ (مآثر صدیقی حصہ [illegible] ص [illegible])

﴿غیر مقلدین کے نزدیک وحدۃ الوجود عقائد کا مسئلہ ہے﴾

نواب صدیق حسن خان صاحب (المتوفی ۱۳۰۷ھ) لکھتے ہیں: ”شرع شریف میں وحدت وجود، وحدت شہود۔۔۔۔ یہ باتیں اکثر آدمیوں کی عقل سے زیادہ ہیں، کوئی مطلق انکار کرے گا اور کوئی زیادتی کی

کرے گا تو دونوں گمراہ ہوں گے۔" (مجموعہ رسائل عقیدہ ج:۲،ص:۱۶۱)

نواب صاحب کہتے ہیں کہ وحدۃ الوجود سے انکار کرنے پر انسان گمراہ ہو جاتا ہے حالانکہ یہ غلو ہے، اس کے قائل ہونے پر نہ انسان واجب یا سنت کا حامل بنتا ہے اور نہ ترک کرنے پر گمراہ یا خطا کار ہوتا ہے، یہ مسئلہ شرعیہ سے بالکل بھی متعلق نہیں بلکہ ذوقیات اور خاص حال سے تعلق رکھتا ہے۔

غیر مقلدین کے مفتی عبداللہ روپڑی صاحب ایک سائل کو جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

"یہ چار قسمیں توحید کی صوفیاء کے ہاں مشہور ہیں اخیر کی دو وہی ہیں جن کے متعلق آپ نے سوال کیا ہے یعنی توحید حالی "وحدۃ الشہود" اور توحید الٰہی "وحدۃ الوجود" ہے......الخ"

(فتاوی اہلحدیث ج:۱،ص:۱۵۳)

تو یہاں پر وحدۃ الوجود کو توحید کی قسم میں ذکر کر دیا اور یہ غیر مقلدین کے نزد عقیدہ کا مسئلہ ہے جیسا کہ درج ذیل عبارت اس پر دلالت کرتی ہے:

غیر مقلدین کے شیخ التفسیر عبدالسلام رستمی صاحب لکھتے ہیں: "توحید کی جو قسم بھی ہو عقیدہ کا مسئلہ ہے اور عقیدہ کے اثبات کے لئے دلیل قطعی ذکر کرنا ضروری ہے ظنیات اور اقوالِ رجال سے یہ ثابت نہیں ہو سکتی" (ڈاکٹر اسرار کا نظریہ اور توحید وجودی ص:۴۰، مؤلفہ: ڈاکٹر شفیق الرحمن)

﴿وحدۃ الوجود کی تشریح﴾

اللہ تعالیٰ وحدہٗ لاشریک ہے، نہ اللہ تعالیٰ کی ذات میں کوئی شریک ہے اور نہ صفات میں کوئی شریک ہے، وہ جہت اور کیفیت سے پاک ہے، اللہ تعالیٰ کا نہ جسم ہے اور نہ عضو، اللہ تعالیٰ موجود ہے بلا کیف ومکان، نہ وہ کسی خاص مکان میں ہے اور نہ ہی کسی ذات میں حلول کیا ہے، اللہ تعالیٰ کا وجود لامحدود ہے، اللہ تعالیٰ کا وجود حقیقی ہے اور باقی کائنات کا وجود اعتباری، اضافی اور عارضی ہے، اللہ تعالیٰ کا وجود حقیقی اور کائنات کا وجود ظلی اور عارضی ہے، حقیقت میں موجود ذات اُسی کی ہے اور اُس کے بغیر ساری کائنات معدوم ہے کیونکہ وہ خالق ہے اور یہ کائنات اُس کے صفت تخلیق کا ظہور ہے اور یہ قاعدہ ہے کہ صفتِ وجود موصوف کو محتاج ہوتی ہے لہٰذا تمام کائنات اپنے وجود میں اللہ تعالیٰ کے وجود کی محتاج ہے اور اِس کا وجود محض عارضی اور محتاج ہے تو جب ساری کائنات کا وجود ظلی، اعتباری اور عارضی ہوا تو موجودِ حقیقی صرف

ایک ہی ذات ہوئی اور وہ اللہ پاک کی ذات بابرکات ہے تو جب اہل حقیقت اہل تصوف یہ مقام طے کر لیں اور یہ راز اُن پر عیاں ہو جائیں تو پھر وہ یہ کہنا شروع کر دیتے ہیں:

''لا موجود الا اللّٰہ''

کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی بھی موجود نہیں ہے اور اسی کو 'وحدۃ الوجود' کہا جاتا ہے۔

حدیث پاک میں آتا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''أَصْدَقُ كَلِمَةٍ قَالَهَا الشَّاعِرُ، كَلِمَةُ لَبِيدٍ: أَلَا كُلُّ شَيْءٍ مَا خَلَا اللّٰهَ بَاطِلٌ'' (بخاری شریف ج:۱،ص:۵۴۱،باب ایام الجاھلیۃ) یعنی سب سے سچا کلمہ اور بات وہ ہے جو لبید (شاعر) نے کہی ہے کہ ''أَلَا كُلُّ شَيْءٍ مَا خَلَا اللّٰهَ بَاطِلٌ'' یعنی خبردار! اللہ تعالیٰ کے سوا ہر چیز باطل (معدوم) ہے۔

وحدۃ الوجود کی تشریح یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا ہر ایک چیز باطل اور معدوم ہے، اللہ تعالیٰ کا وجود حقیقی اور کائنات کا وجود عارضی ہے، جب انسان کو اس حقیقت کا ادراک ہو جاتا ہے تو اُس کا پھر یہی نعرہ ہوتا ہے کہ حقیقی وجود صرف اللہ تعالیٰ کا ہے......

''لا موجود الا اللّٰہ''

اور اسی طرح کا مضمون سورۃ القصص میں آیا ہے: ''كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهُ'' (سورۃ القصص آیۃ:۸۸) کہ ہر چیز معدوم ہے سوائے اللہ تعالیٰ کے......تو جب ہر چیز معدوم ہو جائے تو موجود صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہوتی ہے یعنی:

''لا موجود الا اللّٰہ''

اسی طرح کا مضمون سورۃ الحدید میں بھی بیان ہوا ہے: ''هُوَ الْأَوَّلُ وَالْآخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ'' (سورۃ الحدید آیۃ:۳) اس سے بھی صحیح وحدۃ الوجود (بدونِ اتحاد ذات وحلولیت) ثابت ہوتا ہے کیونکہ اس کی تشریح خود نبی پاک ﷺ نے یوں بیان کی ہے:

''أَنْتَ الْأَوَّلُ فَلَيْسَ قَبْلَكَ شَيْءٌ. وَأَنْتَ الْآخِرُ فَلَيْسَ بَعْدَكَ شَيْءٌ. وَأَنْتَ الظَّاهِرُ فَلَيْسَ فَوْقَكَ شَيْءٌ. وَأَنْتَ الْبَاطِنُ فَلَيْسَ دُونَكَ شَيْءٌ'' (مسند احمد ۷/۱۲ اسناد صحیح)

ترجمہ: ''یا اللہ! تو اول ہے تجھ سے پہلے کوئی چیز نہیں، اور تو آخر ہے تیرے بعد کوئی چیز نہیں، اور تو ظاہر ہے تیرے اوپر کوئی چیز نہیں، اور تو باطن ہے تیرے سوا کوئی چیز نہیں۔''

توجب یہ ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی چیز (صفات مذکورہ کے ساتھ) نہیں ہے تو لامحالہ ہر چیز معدوم ٹھہری تو حق تعالیٰ باقی اور موجود ہے اور اسی کو وحدۃ الوجود کہتے ہیں اور اسی کو کہا جاتا ہے:

''لا موجود الا اللہ''

روایات میں آتا ہے کہ: ''کَانَ اللّٰہُ وَلَمْ یَکُنْ شَیْءٌ'' اللہ تعالیٰ تھا اور باقی کوئی چیز نہیں تھی تو جب اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی چیز نہیں تو وحدت آ گئی یعنی وجود کی وحدت آ گئی تو اسی وجہ سے اس کو وحدۃ الوجود کہا جاتا ہے یعنی:

''لا موجود الا اللہ''

جب عارف کامل اس مقام کو پہنچ جائے کہ اس کو اللہ تعالیٰ کی تجلیات کا مشاہدہ شروع ہو جائے تو اس وقت اسے اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی دوسری چیز نظر نہیں آتی جیسا کہ دن کے وقت بھی آسمان پر ستارے اپنے اپنے مقامات پر موجود ہوتے ہیں لیکن سورج کی روشنی اتنی تیز ہوتی ہے کہ اس کی وجہ سے ستارے نظر نہیں آتے تو اللہ تعالیٰ کی تجلیات کے تو کیا ہی کہنے جو سورج کی روشنی سے بھی لاکھوں کروڑوں بلکہ لاتعداد گنا تیز ہیں تو اسی وجہ سے اس عارف کو اس خاص وقت میں سوائے اللہ تعالیٰ کے دوسری کوئی چیز نظر نہیں آتی اور وہ یہ نعرہ لگاتا ہے:

''لا موجود الا اللہ''

اس کا یہ مطلب نہیں کہ اس کائنات میں تمام موجودات ''اللہ تعالیٰ'' ہیں العیاذ باللہ! نہیں، بلکہ مطلب یہ ہے کہ کوئی بھی نہیں (صفات کمالیہ کے ساتھ) مگر صرف اللہ پاک موجود ہیں۔

حضرت مولانا امین صفدر اوکاڑوی رحمہ اللہ تعالیٰ اسی طرح کی ایک مثال بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص دن کے بارہ بجے ریڈیو پر تقریر کرتا ہے اور خوب بلند آواز سے کہتا ہے کہ ''سورج طلوع ہو چکا ہے، نہ آسمان پر کوئی ستارہ ہے اور نہ زمین پر جگنو'' مگر ایک شخص ایسی جگہ پر موجود یہ تقریر سنتا ہے کہ جہاں رات ہے تو ظاہر ہے کہ وہ شخص جس مقام پر تقریر سن رہا ہے تو اُس کو یہ بات بظاہر حقیقت کے خلاف اور جھوٹ نظر آئے گی، اُس کو آسمان پر بے شمار ستارے اور زمین پر بے تحاشہ جگنو نظر آئیں گے تو وہ کہے گا کہ تقریر کرنے والا جھوٹ بول رہا ہے...... تو یہ دونوں اشخاص اپنی اپنی جگہ صحیح ہیں کیونکہ دونوں کا مقام جدا جدا ہے۔ اسی طرح ایک شخص بند کمرے میں بیٹھا ہے اور اُس کو روشن دان میں سورج کی کرنیں دکھائی دے رہی ہیں اور دوسرا شخص براہِ راست سورج کی روشنی سے مستفید ہو رہا ہے تو وہ کہے گا کہ فضا میں سورج کے علاوہ کوئی

دوسری چیز نظر نہیں آرہی۔۔۔۔تو کمرہ میں موجود شخص کی مثال عوام کی طرح ہے کہ اُسے لاکھوں ذرات دکھائی دے رہے ہیں لیکن عارف کامل کی مثال براہ راست سورج کی روشنی میں کھڑے ہوئے شخص کی طرح ہے کہ اُسے اللہ تعالیٰ کی تجلی کے ظہور کے مقابلہ میں کوئی چیز دکھائی نہیں دیتی تو اس لئے وہ یوں گویا ہوتا ہے:

''**لا موجود الّا اللّٰہ**''

غیر مقلدین کے مجتہد العصر اور مجدد الدہر نواب صدیق حسن خان صاحب (المتوفی:۱۳۰۷ھ) لکھتے ہیں: ''غیب پر ایمان لانا چاہئے اور جو کچھ مکشوف ومشہود ہو اس کو ''**لا**'' کی نفی کے تحت لانا چاہئے'' (المتقد المنتقد محتویہ مجموعہ رسائل ج:۳،ص:۴۱۲، ناشر: دار ابی الطیب گوجرانوالہ)

اسی طرح اس کتاب کا صفحہ ۴۶۲ بھی ملاحظہ فرمائیں......

اور دوسری کتاب میں یوں رقمطراز ہیں: ''وہ ''**لا موجود الّا اللّٰہ**'' کہتا ہے اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ وہ وجودِ عالَم کی نفی کرتا ہے بلکہ مطلب یہ ہے کہ اس کے دل پر اللہ کی محبت اتنی غالب ہوتی ہے کہ اس کے مقابلے میں خلق محجوب ہوگئی ہے، سوا ذات شاہد کے اور کچھ اس کو مشہود نہیں ہوتا'' (فتح الخلاق ص:۵)۔

ہوا ہے مدعی کا فیصلہ اچھا مرے حق میں
زلیخا نے کیا خود پاک دامن ماہ کنعان کا

اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر دنیا میں کوئی طاقت نظر آئے تو اسے ''**لا**'' کی نفی کے تحت لے آؤ، دنیا میں کوئی خوشحالی نظر آئے تو اسے ''**لا**'' کی نفی کے تحت لے آؤ، دنیا میں کوئی شان وشوکت اور طاقت ورنظر آئے تو اسے ''**لا**'' کی نفی کے تحت لے آؤ تو گویا ایسا ہوگا جیسے:

''**لا موجود الّا اللّٰہ**''

اسی وجہ سے نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے: ''**لَا عَیْشَ اِلَّا عَیْشُ الْآخِرَۃِ**'' (بخاری شریف:۲/۴۰، باب لا عیش الا عیش الآخرۃ)

ترجمہ: ''زندگی تو نہیں (ہاں اگر ہے) مگر آخرت کی زندگی ہے''

وحدة الوجود کا مفہوم عہدِ رسالت ﷺ میں

وحدۃ الوجود کا خاص لفظ عہد رسالت ﷺ میں اگر نہ ہو تو کوئی بات نہیں، معنی و مفہوم تو اس کا موجود تھا! چنانچہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''أَلَا كُلُّ شَيْءٍ مَّا خَلَا اللّٰهَ بَاطِلٌ''

(بخاری شریف ج:۱،ص:۵۴۱)

ترجمہ: ''خبردار......! اللہ تعالیٰ کے سوا ہر چیز باطل اور معدوم ہے''

اور وحدۃ الوجود کا مفہوم بھی یہی ہے۔

اگر اصطلاحی الفاظ اور اسماء نہ بھی ہوں تو کوئی بات نہیں، عہدِ رسالت ﷺ میں تو اصولِ حدیث کے الفاظ بھی نہ تھے کہ یہ صحیح حدیث ہے یا ضعیف ہے اور یہ صحیح لذاتہٖ ہے یا لغیرہٖ ہے، موقوف ہے یا مقطوع ہے وغیرہ وغیرہ۔

مختصر یہ کہ اگر مزید بحث کریں گے تو بات لمبی ہو جائے گی، اسی پر اکتفاء کرتے ہیں، یہاں تک بفضلہٖ تعالیٰ ہم نے مختصراً عوامی انداز میں اس مسئلہ کا تعارف کر کے بات سمجھانے کی کوشش کی ہے، خلاصہ یہ کہ حقیقی اور خودمختار ذات اللہ تعالیٰ کی ذات ہے اور اگر باقی کسی چیز کا وجود ہے تو وہ عارضی اور محتاج ہے تو اس وجہ سے گویا یہ کوئی وجود نہ ہوا ''الناقص کالمعدوم'' کے مقولہ کے مطابق، اسی وجہ سے اسے ''وحدۃ الوجود'' کہا جاتا ہے۔

وحدۃ الوجود کا تعارف علمی انداز میں اگلی سطور میں پیش کیا جائے گا ان شاء اللہ تعالیٰ، اور اس کے ساتھ ساتھ غیر مقلدین کے گھر سے شواہد اور اس مسئلہ پر ان کے اعتراضاتِ فاسدہ اور پھر اس کے جواباتِ محمودہ بھی آپ ملاحظہ فرمائیں گے اور خود فیصلہ کریں گے کہ اُن کے یہ اعتراضات کتنے سطحی اور بے بنیاد بلکہ تعصب پر مبنی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں صحیح معنی میں علماء حق علماء دیوبند رحمہم اللہ تعالیٰ کے متبعین میں شامل فرمائے......آمین ثم آمین۔

﴿وحدۃ الوجود کا لغوی اور اصطلاحی مفہوم﴾

مسئلہ کی وضاحت کے لئے لغوی اور اصطلاحی معنی کا ذکر کیا جاتا ہے تا کہ آئندہ بحث آسان ہو جائے ان شاء اللہ تعالیٰ۔

﴿وحدۃ الوجود کا لفظی ترجمہ﴾

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ وحدۃ الوجود کا لفظی ترجمہ یوں بیان کرتے ہیں: ''اس کا لفظی ترجمہ ہے وجود کا ایک ہونا'' (شریعت وطریقت ص: ۳۱۰)

تو وحدۃ کے معنی تو ''ایک'' کے آتے ہیں مگر چونکہ یہ اس کا لغوی معنی ہے تو جیسا کہ ''ایک'' کے معنی میں آتا ہے تو اسی طرح '' یکتا، ہمسر، بے نظیر، بے مثل'' کے معنی میں بھی آتا ہے اور یہاں ہماری مراد یہی معنی ہے جیسا کہ کہا جاتا ہے ''**محمد ندیم واحد فی المناظرۃ**'' یعنی مفتی محمد ندیم مدظلہ العالی مناظروں میں بے مثال ہے...... یہ مطلب نہیں کہ اور کوئی مناظر نہیں ہے اور دنیا میں کسی دوسرے مناظر کا وجود ہی نہیں ہے...... نہیں! بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ مناظرین میں کمال والا مناظر، بے مثال مناظر اور یکتا مناظر ہے۔

﴿وحدۃ الوجود کا اصطلاحی معنی ومفہوم﴾

وحدۃ الوجود کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا ہر چیز غیر مستقل اور عارضی ہے، اللہ تعالیٰ کا وجود حقیقی ہے اور کائنات کا وجود عارضی ہے، ساری کائنات میں ایک اللہ تعالیٰ کا وجود ہی حقیقی ہے باقی تمام اشیاء اور مخلوق غیر حقیقی، ضعیف، فانی اور حادث ہیں تو مخلوق کا وجود اگر چہ ہے مگر عارضی، ضعیف اور ناقص ہونے کی وجہ سے نہ ہونے کے برابر ہے اور اللہ تعالیٰ کی ذات اور صفات کے مقابلہ میں مخلوق کی کوئی حیثیت نہیں گویا کہ مخلوق کا کوئی وجود ہی نہیں۔ اس کی مثال ایسے ہے جیسے دن میں سورج کے طلوع ہونے سے ستارے غائب ہو جاتے ہیں باوجود اس کے کہ ستارے اپنی جگہ پر موجود ہوتے ہیں (یعنی وجود رکھتے ہیں) مگر سورج کے مقابلہ میں ان کی کوئی حیثیت نہیں رہتی تو لوگ کہتے ہیں کہ سورج ہے مگر ستارے نہیں۔ اسی طرح وہ لوگ جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنی معرفت عطا کی ہوتی ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کی محبت میں

مستغرق رہتے ہیں تو پھر ان کو اپنا وجود دکھائی نہیں دیتا، اپنے وجود کو وجود نہیں کہتے بلکہ ان کی نظر اللہ تعالیٰ پر ہوتی ہے، جس چیز کو بھی دیکھتے ہیں اُن کو اللہ تعالیٰ کا مظہر اور قدرت دکھائی دیتی ہے، اپنا وجود بھول جاتے ہیں اگر چہ در حقیقت ان کا وجود ہوتا ہے مگر ناقص ہونے کی وجہ سے اسے کالمعدوم سمجھتے ہیں۔

اسی حقیقت کو تسلیم کرتے ہوئے ثناء اللہ امرتسری صاحب (المتوفی: ۱۹۴۸ء) لکھتے ہیں: ''عشق وہ آگ ہے جو اللہ تعالیٰ کے سوا ہر چیز کو خاکستر کر دیتی ہے، جو لوگ عشق الٰہی کے نور سے منور ہو گئے ہیں وہ تمام چیزوں سے روگردان ہو چکے ہیں حتیٰ کہ ان کو حسب ونسب کا بھی خیال نہیں رہتا، وہ تو اس قدر عشق الٰہی میں مست الست ہوتے ہیں کہ بجز ذات محبوب حقیقی کے کسی چیز پر ان کی نظر نہیں ٹکتی بلکہ اجسام مادیہ کو بھی وہ اسی نظر سے دیکھتے ہیں کہ ان کو خدا ہی نظر آتا ہے۔'' (تفسیر ثنائی: ۲/۹۹۴، طبع مکتبہ اصحاب الحدیث، دوسرا نسخہ: ۲/۳۵۲، طبع مکتبہ قدوسیہ لاہور، تحت سورۃ النور: ۳۵)

امرتسری صاحب یہاں پر اقرار فرما رہے ہیں کہ جو لوگ عشق الٰہی کے نور سے منور ہو گئے ہوں تو وہ اجسام مادیہ کو بھی اسی نظر سے دیکھتے ہیں کہ ان کو اس میں اللہ تعالیٰ ہی نظر آتا ہے اور یہ بات اہل علم سے چھپی ہوئی نہیں ہے کہ اجسام مادیہ میں بھیڑ، بکری، خنزیر، کتا، شجر وحجر، گھوڑا وغیرہ سب آتے ہیں باقی اس سے مزید نتائج غیر مقلدین خود نکال لیں۔

علماءِ دیوبند رحمہم اللہ تعالیٰ اور وحدۃ الوجود

۱۔ ہمارے علماء دیوبند کے ترجمان، شیخ التفسیر والحدیث، حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ وحدۃ الوجود کا مفہوم اور تعریف یوں بیان کرتے ہیں:

''گو (اگرچہ) ممکنات (مخلوقات) موجود ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو وجود دیا ہے موجود کیوں نہ ہوتے مگر وجودِ حق کے روبرو (مقابلہ میں) ان کا وجود نہایت ناقص، ضعیف وحقیر ہے اسی لئے وجودِ ممکن (مخلوق) کو وجودِ حق کے روبرو گو (اگرچہ) عدم نہ کہیں گے مگر کالعدم ضرور کہیں گے، جب یہ کالعدم ہوا تو وجود معتد بہ (اصل) ایک ہی رہ گیا، یہی معنی وحدۃ الوجود کے ہیں۔'' (شریعت وطریقت ص: ۳۱۰)

اسی طرح دوسری کتاب میں فرماتے ہیں: ''وحدۃ الوجود یہی ہے، اس کی حقیقت یہی ہے کہ تمام مخلوقات آئینہ جمال حق ہیں، یہ معنی نہیں کہ ہر مخلوق عین حق ہے، یہ تو کفر ہے اور کثرت ہے وحدت نہیں ہے، بھلا کثرت میں بھی کہیں وحدت ہوتی ہے؟ افسوس! جہلاء صوفیاء نے وحدۃ الوجود میں غلو کر کے کفار کو بھی مسلمانوں پر ہنسنے کا موقع دے دیا چنانچہ ایک عیسائی کا قول ہے کہ مسلمان ہم کو تین خدا ماننے کی وجہ سے کافر کہتے ہیں مگر صوفی کو کافر نہیں کہتے جو ہر چیز کو خدا کہتا ہے، واقعی صحیح اعتراض ہے۔ اگر وحدۃ الوجود کا یہی معنی ہے کہ ہر شے عین خدا ہے...... تو عیسیٰ علیہ السلام اور مریم علیہا السلام کا خدا ہونا بھی لازم آئے گا، پھر ان کی الوہیت کے قائل کو کافر کس لئے کہا گیا ہے: **لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ** '' (خطبات حکیم الامت ج: ۹، ص: ۱۷۴، ناشر ادارہ تالیفاتِ اشرفیہ ملتان، فضائل صبر وشکر ص: ۲۵۶)

''مسئلہ وحدۃ الوجود در حقیقت حالی ہے'' عنوان کے تحت موصوف مزید فرماتے ہیں: اور یہی وہ کیفیت ہے جس کو اہل فن نے وحدۃ الوجود کہا ہے، وحدۃ الوجود کے جو معنی عوام میں مشہور ہیں ''میں بھی خدا اور تو بھی خدا اور دیوار بھی خدا'' یہ معنی بالکل غلط ہیں اور بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ خدا کے سوا کوئی بالکل ہی موجود نہیں یہ بھی غلط ہے اور قرآن وحدیث کے بالکل خلاف ہے۔ ارشاد خداوندی ہے: **اَللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ وَّكِيْلٌ** (اللہ تعالیٰ ہر چیز کے پیدا کرنے والے ہیں اور وہی ہر چیز کے ذمہ دار ہیں) حقیقت میں یہ حالی مسئلہ ہے قالی نہیں، وہ حال یہ کہے کہ جب خدا تعالیٰ کی ذات پیش نظر آتی ہے اس وقت دوسروں کا اور اپنا وجود کالعدم معلوم ہوتا ہے، اس کی بالکل ایسی مثال ہے کہ ایک

شخص اگر کسی خیال میں منہمک ہو تو اس کو دوسری تمام چیزوں کی طرف مطلق التفات نہیں ہوتا، اگر کوئی اس کو آواز دیتا ہے تو وہ نہیں سنتا بلکہ بعض اوقات خاص خیالوں میں اس قدر انہماک ہو جاتا ہے کہ اگر کوئی سر کے پاس آ کر آواز دے تو مطلق خبر نہیں ہوتی اس کیفیت میں وہ شخص محاورے میں مجازاً کہہ سکتا ہے کہ **''لاموجود الا الامر الفلانی''** لیکن ظاہر ہے کہ یہ کہنا واقع کے اعتبار سے نہیں بلکہ اپنی کیفیت کے اعتبار سے ہے۔ اسی طرح وحدۃ الوجود بھی ایک اصطلاح ہے صوفیاء کی کہ وہ اپنی اس قسم کی کیفیت کو وحدۃ الوجود کے عنوان سے مجازاً تعبیر کرتے ہیں، جس طرح قرآن وحدیث کے محاورات میں مجاز کا استعمال ہوتا ہے اسی طرح اصطلاح تصوف میں بھی، کیونکہ وہ بھی قرآن وحدیث ہی سے مستنبط ہے تو خلاصہ وحدۃ الوجود کا یہ نکلا کہ یہ وجودات متکثرہ گویا کہ نہیں ہیں پس حکم وحدۃ، (پھر اپنے مدّعا کے لئے حضرت تھانوی رحمہ اللہ چند اشعار ذکر فرما کر لکھتے ہیں) اگر چہ سب موجود ہیں لیکن ذاتِ باری کے سامنے سب کی ہستی ہیچ ہے۔'' (خطباتِ حکیم الامت ج:۲۳، ص:۱۸۴و۱۸۵)

۲۔ علامہ ظفر احمد عثمانی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ وحدۃ الوجود کی تعریف یوں کرتے ہیں:

''ممکنات کے لئے مستقل وجود نہیں، وجود مستقل بس ایک ہی ہے یعنی وجود حق ...... اور وحدۃ الوجود اسی کا عنوان ہے۔'' (سیرت منصور حلاج ص:۲۳)

۳۔ شیخ التفسیر مولانا ادریس کاندھلوی رحمہ اللہ تعالیٰ اس کی تعریف یوں بیان کرتے ہیں:

''بعض صوفیاء کرام جو وحدۃ الوجود کے قائل ہیں ان کی یہ مراد ہرگز نہیں کہ بندہ خدا کے ساتھ متحد ہو جاتا ہے اس لئے کہ یہ سراسر کفر اور الحاد ہے، ان کی مراد یہ ہے کہ اصل وجود تو ایک ہے یعنی وجودِ خداوندی باقی ہیچ، جیسے آفتاب جب طلوع ہوتا ہے تو عالم کا ہر ہر ذرہ روشن ہو جاتا ہے تو روشن اور منور تو لاکھوں اور کروڑوں ہیں مگر نور ایک ہی ہے یا یوں کہئے کہ جن حضرات پر اللہ کی محبت کا غلبہ ہوتا ہے ان کو سوائے خدا تعالیٰ کے کوئی چیز نظر نہیں آتی، یہ خاص کیفیت اور خاص حالت ہے جن پر گزرتی ہے وہی جانتے ہیں...... **اللّٰھم اجعلنا منھم۔**'' (علم الکلام ص:۱۷۹)

۴۔ مسیح الملّت حضرت مولانا شاہ محمد مسیح اللہ صاحب نور اللہ مرقدہ وحدۃ الوجود کی تعریف ایسے کرتے ہیں:

''وجود حقیقی ذاتِ واجب و[illegible] اللہ) کے لئے ہے دوسری موجودات ممکنات جو بالذات (ذات

کے اعتبار سے پہلے) معدوم تھے ذاتِ واجب کی ایجاد سے بعد العدم موجود ہوئے تو جس طرح اپنے وجود میں ذاتِ واحد واجب کے محتاج ہوئے اسی طرح اپنی بقا (باقی رہنے) میں بھی محتاج ہیں اور ہر وجود حیات میں ذی افتقار الی الذات الواجب (یعنی ہر وجود حیات کے لئے ذاتِ واجب (اللہ تعالیٰ) کا محتاج ہے، پس ایسی ذاتِ واجب کے روبرو (مقابل) دوسری موجودات کا وجود نہایت حقیر وضعیف، اضعف وانقص اور مضمحل (کمزور) ہوتا ہے اور کالعدم ہوتا ہے یہی معنی ہیں وحدۃ الوجود کے یعنی کل ممکنات تو موجود ظاہری ہیں لیکن حقیقت میں کوئی موجود نہیں، ہستی کامل کے ساتھ کوئی موجود نہیں بجز ذاتِ حق کے۔'' (شریعت وتصوف ص:۲۴۸)

۵۔ شیخ الاسلام مفتی تقی عثمانی صاحب حفظہ اللہ وحدۃ الوجود کا مطلب یوں بیان کرتے ہیں:

''وحدۃ الوجود کا صحیح مطلب یہ ہے کہ اس کائنات میں حقیقی اور مکمل وجود صرف ذاتِ باری تعالیٰ کا ہے، اُس کے سوا ہر وجود بے ثبات، فانی اور نامکمل ہے، ایک تو اس لئے کہ وہ ایک نہ ایک دن فنا ہو جائے گا، دوسری اس لئے کہ ہر شے اپنے وجود میں ذاتِ باری تعالیٰ کی محتاج ہے لہٰذا جتنی اشیاء ہمیں اس کائنات میں نظر آتی ہیں انہیں اگر چہ وجود حاصل ہے لیکن اللہ کے وجود کے سامنے اس وجود کی کوئی حقیقت نہیں اس لئے وہ کالعدم ہے، اس کی نظیر یوں سمجھئے جیسے دن کے وقت آسمان پر سورج کے موجود ہونے کی وجہ سے ستارے نظر نہیں آتے، وہ اگر چہ موجود ہیں لیکن سورج کا وجود اُن پر اس طرح غالب ہو جاتا ہے کہ ان کا وجود نظر نہیں آتا، اسی طرح جس شخص کو اللہ نے حقیقت شناس نگاہ دی ہو وہ جب اس کائنات میں اللہ تعالیٰ کے وجود کی معرفت حاصل کرتا ہے تو تمام وجود اسے ہیچ مانند بلکہ کالعدم نظر آتے ہیں۔'' (فتاویٰ عثمانی ج:۱، ص:۶۶، مکتبہ معارف القرآن کراچی)

۶۔ مناظرِ اسلام، وکیل احناف، محقق ومدقق، حجۃ من حجج اللہ حضرت مولانا امین صفدر اوکاڑوی رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ وحدۃ الوجود کی وضاحت یوں بیان کرتے ہیں:

''ہر کثرت کسی وحدت کی طرف سمٹ جاتی ہے مثلاً آدم علیہ السلام سے لے کر جتنے مرد وعورتیں پیدا ہوں گے وہ سب ایک لفظ انسان کی وحدت میں سمٹ آتے ہیں، سب پر لفظ انسان ہی بولا جائے گا اس کو وحدت انسانیت کہتے ہیں لیکن آج تک کسی بے وقوف نے وحدت انسانیت کا یہ مفہوم نہیں لیا کہ سب ایک ہو گئے ہیں حالانکہ مرد مرد رہا، عورت عورت رہی، ماں ماں رہی، بہن بہن رہی، کافر کافر ہی رہا اور مسلمان

مسلمان ہی رہا، وحدت انسانیت کا کوئی یہ مطلب نہیں لیتا کہ اب بیوی اور بہن کی تمیز ختم ہوگئی، کافر اور مسلمان کی تمیز ختم ہوگئی بلکہ سب کے سب وحدت انسانیت میں شامل ہونے کے بعد انسان تو ہیں لیکن ابوجہل ابوجہل ہی رہا، عثمانی عثمانی ہی رہا، اسدی اسدی ہی رہا۔

اس کے اوپر وحدت حیوانیت ہے، کائنات کے تمام حیوان ایک وحدت حیوانیت میں اکٹھے ہو گئے اگرچہ خنزیر بھی حیوان ہے اور اسد بھی حیوان ہے، یہ دونوں ایک وحدت میں اکٹھے ہیں لیکن اسد اپنے آپ کو خنزیر اور خنزیر اپنے آپ کو اسد نہیں سمجھتا۔

اس کے اوپر وحدت جسم نامی ہے جس میں کانٹے دار درخت، خنزیر اور اسد ایک ہی وحدت میں شریک ہیں لیکن پھر بھی درخت درخت ہے، خنزیر خنزیر ہے اور اسد اسد ہی ہے۔

اس کے اوپر وحدت جسم مطلق ہے جس میں مہاتما بدھ کا بت اسد، کتا اور تھور کا درخت ایک ہی وحدت میں اکٹھے ہو گئے ہیں لیکن کوئی یہ نہیں کہتا کہ اسد بت بن گیا یا کتا بن گیا ہے۔

ان مثالوں سے معلوم ہوا کہ ہر کثرت کسی وحدت کی طرف سمٹ جاتی ہے لیکن افراد کے احکام میں کوئی فرق نہیں آتا۔ وحدۃ انسانیت، وحدۃ حیوانیت، وحدۃ جسم نامی، وحدۃ جسم مطلق وغیرہ میں ہم خدا کو شریک نہیں کر سکتے لیکن سب سے بڑی وحدت وجود کی وحدت ہوتی ہے، خدا پر انسان کا لفظ نہیں بولا جا سکتا، جسم کا لفظ نہیں بولا جا سکتا لیکن وجود کا لفظ بولا جا سکتا ہے اس لئے وجود کی وحدت میں مخلوق کے ساتھ خدا بھی شامل ہے لیکن واجب الوجود، واجب الوجود ہی رہا اور ممکن الوجود ممکن الوجود ہی رہا، خدا خدا ہی رہا، بندہ بندہ ہی رہا، خالق خالق ہی رہا، مخلوق مخلوق ہی رہا۔

اسدی کا یہ کہنا کہ وحدۃ الوجود کا مطلب یہ ہے کہ بندہ خدا یا خدا بندہ بن گیا یہ ایسی ہی جہالت ہے جیسے وحدت انسانیت میں کوئی کہے کہ ابوجہل اسدی بن گیا اور اسدی ابوجہل بن گیا یا وحدۃ حیوانیت میں کوئی کہے کہ اسدی کتا بن گیا اور کتا اسدی بن گیا وغیرہ......

تو اسی طرح یہاں وحدۃ الوجود میں متعدد وجود سے ایک وجود مراد لینا اور وجود کے احکام میں فرق نہ کرنا عظیم جہالت ہے، تو وحدت کے معنی اتحاد کے ساتھ مراد لینا جہالت اور حماقت ہے......الخ"

(ماہنامہ الخیر، اشاعت خاص بیاد مناظر اسلام مولانا امین صفدر اوکاڑوی نور اللہ مرقدہ، ص: ۲۳۰ و ۲۳۱)

دیکھئے کتنی پیاری اور بہترین تشریح فرمائی ہے رحمہ اللہ ونور اللہ مرقدہ!

۷۔ مشہور محقق ڈاکٹر مفتی عبدالواحد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے وحدۃ الوجود کی مفصل تشریح ذکر فرماتے ہوئے لکھتے ہیں:

''اصل بات یہ ہے کہ وحدت جس کا معنی واحد ہونا ہے تو واحد کے دو معنی ہیں ایک اور یکتا، ناواقفوں اور جاہلوں نے ایک کے معنی لئے تو مطلب بنالیا کہ اللہ تعالیٰ اور سب مخلوقات کا وجود ایک ہے صورتیں مختلف ہیں، حقیقت میں ایک وجود ہے جس سے لازم آتا ہے کہ ہر چیز خدا ہو اور خدا ہی ہر چیز ہو۔ چونکہ اللہ تعالیٰ ازل سے ہیں قدیم ہیں تو ہر چیز ازلی اور قدیم ہو اور صفات الٰہیہ سے ہر چیز موصوف ہو وغیرہ جبکہ اہل حق کے نزدیک وحدت دوسرے معنی یعنی یکتا میں استعمال ہوا ہے، مطلب یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ اپنے وجود میں اور ہر صفت میں یکتا ہیں، کوئی مثل تو کیا ہوتا قریب بھی نہیں اور گو ساری مخلوق اپنے اپنے وجود سے موجود ہے مگر حق تعالیٰ کے وجود کے سامنے ان کا وجود کچھ نہیں اور اس کی صفات کے سامنے کسی کی صفات کچھ نہیں۔ اس بات کی مزید وضاحت ذکر کی جاتی ہے صوفیاء نے وحدت کو یکتا کے معنی میں لیا ہے اور یکتا اور بے نظیر اس کو کہتے ہیں جس کا کوئی ہمسر نہ ہو، کہتے ہیں **فلان واحد فی الحسن** اور **واحد فی العلم** وغیرہ، کیا اس کا یہ مطلب ہے کہ دوسرا کوئی حسین یا عالم مطلقاً ہے ہی نہیں؟ بلکہ مطلب یہ ہے کہ اس کے برابر کوئی نہیں، یہی مطلب وحدۃ الوجود کا ہے کہ خدا تعالیٰ کے وجود کے برابر کسی کا وجود نہیں، وجود حقیقی اور کامل ایک ہی ہے دوسرے وجودات اس کے سامنے اس قابل نہیں کہ ان کو وجود کہا جا سکے گو کسی درجہ میں وجود ان کا بھی ہے اور یہ مضمون قرآن وحدیث کے ذرا خلاف نہیں بلکہ عین مطابق ہے۔ غرض وحدۃ الوجود کا یہ مطلب نہیں کہ کسی شئ کا وجود ہی نہیں بلکہ مطلب یہ ہے کہ وجود تو اغیار کا بھی ہے مگر کالعدم ہے جیسے ستارے دن میں موجود تو ہوتے ہیں جس کو اہل علم جانتے ہیں مگر آفتاب کے سامنے کالعدم ہوتے ہیں نیز اس کی مثال ایسی ہے جیسے ایک تھانیدار چپڑاسی پر حکومت کرتا ہے اور اس وقت وہ حاکم معلوم ہوتا ہے مگر وزیر اعظم کے سامنے وہ بول بھی نہیں سکتا، اس وقت اس کی حکومت کالعدم ہو جاتی ہے نیز ایک ماہر فن قاری کے سامنے ایک طفل مکتب کو کوئی قاری نہیں کہتا گو کسی قدر پڑھنا اس نے سیکھا ہو۔ غرض گفتگو میں ناقص کو کامل کے سامنے لاشئ اور کالعدم سمجھا جاتا ہے اور یوں بھی کہا جاتا ہے کہ بس قاری تو فلاں ہے، بخی تو وہ ہے، حسین تو یہ ہے اور ناقص سے بالکلیہ اس کی نفی کرتے ہیں مگر مطلب یہ ہوا کہ یہ کامل کے سامنے کوئی چیز نہیں، یہ معنی نہیں کہ فی نفسہ بھی کچھ نہیں۔ یہی مطلب ہے محققین کا وحدۃ

الوجود سے کہ حق تعالیٰ کے وجود کے سامنے کسی کا وجود کچھ نہیں، کسی درجہ میں قابل ذکر نہیں اس لئے ان کا قول ہے کہ وحدۃ الوجود تو ایمان ہے اور اتحادِ وجود کفر ہے۔ بہر حال جب صوفیاء کے نزدیک اتحادِ وجود کفر ہے تو اب معلوم ہوگیا کہ محققین کے قول میں اور جہلاء کے اس قول میں کہ ہر چیز خدا ہے کتنا فرق ہے، وہ کسی شئ کو موجود کہنے کے قابل بھی نہیں سمجھتے اور یہ ظالم ہر چیز کو خدا کہتے ہیں **نعوذ بالله منه**۔

وحدۃ الوجود کی جو تحقیق ذکر کی گئی جب تک یہ آدمی کے علم کی حد تک رہے تو صوفیاء اس کو توحید کہتے ہیں اور جب یہ بات کسی شخص کا حال بن جائے یعنی یہ کہ اس کی مستقل کیفیت بن جائے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے وجود کے آگے دوسروں کے وجود کو مثل معدوم کے سمجھتا ہے تو اس کو فنا کہتے ہیں اور یہی وحدۃ الشہود کا حاصل بھی ہے اس کا ترجمہ ہے مشہود کا ایک ہونا یعنی واقع میں تو ہستی اور موجود متعدد ہیں مگر سالک کو ایک ہی کا مشاہدہ ہوتا ہے اور باقی سب اس کو کالعدم معلوم ہوتے ہیں۔'' (تحفہ خیر خواہی ص:۴۱ تا ۴۴)

۸۔ مولانا مجیب الرحمٰن صاحب دامت فیوضہم نے بھی اپنی کتاب ''راہِ حق ص:۲۷۷و۲۷۸'' میں اسی طرح کی تشریح نقل فرمائی ہے۔

۹۔ مشہور محقق اور مفکر اسلام حضرت مولانا خالد محمود صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ وحدۃ الوجود کی تشریح یوں بیان کرتے ہیں:

''سالک کی نظر میں وجود حقیقی صرف ایک خدا کا ہے، وہی ایک ذات ازلی ہے باقی جو کچھ ہے وہ حادث ہے، یہ حادث وجود نہ ہونے کے برابر ہے اور سالک جب اس کے نہ ہونے کا دعوی کرتا ہے تو وہ نفی کمال کا دعوی کرتا ہے جیسے کہا جائے ''**لافتی الاعلی** '' یا'' **لاسیف الا ذو الفقار** '' اس کا یہ مطلب نہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سوا اب تک کوئی بہادر نہیں ہوا اور ذوالفقار کے سوا اب تک کوئی تلوار نہیں چلی۔

اللہ تعالیٰ اپنے وجود میں یکتا ہے کوئی اس کے برابر تو کیا اس کے قریب بھی نہیں ''**کل من علیها فان ویبقی وجه ربک ذو الجلال و الاکرام**'' وجود کامل حقیقی ایک ہی ہے باقی جو ہیں اس کی قدرت کے سائے ہیں، ناقص کو کامل کے سامنے لاشئ اور کالعدم کہہ دینا کوئی عیب نہیں، محققین اہل تصوف کے ہاں حق تعالیٰ کے سامنے کسی کا وجود نہیں، اس اعتبار سے وہ وحدۃ الوجود کے قائل ہیں'' (آثار الاحسان ج:۲،ص:۲۰۸)

۱۰۔ مفتی رشید احمد لدھیانوی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ یوں تشریح فرماتے ہیں:

''حاصل کلام اس کا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا وجود کامل ہے اور اس کے مقابلے میں تمام ممکنات کا وجود اتنا

ناقص ہے کہ کالعدم ہے جیسے کہ علامہ کے مقابلے میں معمولی تعلیم یافتہ کو یا کسی مشہور پہلوان کے مقابلے میں معمولی شخص کو کہا جاتا ہے کہ یہ تو اس کے مقابلے میں کچھ بھی نہیں......تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ سب حکام آپ سے متحد ہیں بلکہ مطلب یہ ہے کہ آپ کے سامنے حکام کالعدم ہیں۔''

(احسن الفتاویٰ ج:۱،ص:۵۵۳، جامع الفتاویٰ ج:۳،ص:۴۷)

تلک عشرة کاملة

معلوم ہوا کہ وحدۃ الوجود کا اصل یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا ہر چیز معدوم ہے اور وجودِ حقیقی اللہ تعالیٰ ہی کی ذات ہے اور بقیہ وجودات محض ظلی وعارضی ہیں تو وحدۃ الوجود میں مخلوقات کے وجود کی بالکلیہ نفی نہیں ہوتی کہ ہر اعتبار اور ہر درجہ میں مطلقاً اس کا وجود ہی نہیں حاشا وکلا...... بلکہ غیر اللہ کا وجود بھی ہے مگر اپنے مجموعی نقص کے لحاظ سے کالعدم ہے۔

﴿وحدۃ الوجود کا دارومدار اُس کی تعریف پر ہے﴾

اسی وجہ سے تو غیر مقلدین کے شیخ الاسلام ثناء اللہ امرتسری صاحب لکھتے ہیں: ''سو در اصل اس کی تفسیر پر مدار ہے جیسی اس کی تفسیر کی جائے ویسا ہی اس کا اثر ہوگا، خاکسار کے نزدیک اس کی صحیح تفسیر بھی ہو سکتی ہے......الخ'' (فتاویٰ ثنائیہ ج:۱،ص:۳۳۲)

تو معلوم ہوا کہ اگر آپ اس کی غلط وضاحت اور تفسیر کریں گے (یعنی ہندوؤں یا غیر مقلدین والی وحدۃ الوجود مراد لیں) تو پھر واقعی غلط ہے اور اگر صحیح تفسیر اور تشریح کریں تو پھر واقعی صحیح ہے لیکن مکھی کا کام ہے کہ وہ گندگی پر ہی بیٹھتی ہے تو اسی طرح غیر مقلدین بھی صحیح تفسیر اور تشریح کرنے کی بجائے غلط تفسیر وتشریح اور اپنے مسلک کا وحدۃ الوجود والا معنی بیان کرتے ہیں تو پھر واقعی یہ غلط وحدۃ الوجود ہے یعنی آج کل کے بعض غیر مقلدین اس کی جس طرح تفسیر بیان کرتے ہیں تو ایسا وحدۃ الوجود تو ہم بھی نہیں مانتے بلکہ اس کو کفر اور گمراہی کہتے ہیں اور اگر صحیح تفسیر ہو جائے تو بے شک ہم اس کو مانتے ہیں اور اس کے قائل ہیں۔

اور اس طرح کے احتمال کو خفیہ طور پر غیر مقلدین کے شیخ القرآن مولانا عبدالسلام رستمی صاحب بھی مانتے ہیں کہ اس کی صحیح تفسیر بھی ہو سکتی ہے مگر افسوس اپنے مسلک کی خاطر حق واضح طور پر بیان نہ کر سکے، چنانچہ لکھتے ہیں: ''وحدۃ الوجود کا مطلب اگر یہ لیا جائے کہ اللہ تعالیٰ کا وجود حقیقی ہے اور غیر اللہ کا وجود

عارضی ہے توصحیح ہے‘‘ (نظریہ توحید وجودی اور ڈاکٹر اسرار احمد ص:۴۱، مؤلفہ ڈاکٹر شفیق الرحمن)

اور مشہور غیر مقلد ڈاکٹر شفیق الرحمن صاحب اپنی کتاب میں لکھتے ہیں: ’’بعض صوفیاء نے اصطلاح ’’وحدۃ الوجود‘‘ کو تو قبول کیا لیکن اس کے قائلین کو دو جماعتوں میں تقسیم کیا ہے، ایک تو وہ جماعت ہے جو وحدۃ الوجود کے شرکیہ مفہوم کو مانتی ہے اس کو جاہل صوفیوں کا نام دیا ہے جبکہ دوسری جماعت وحدۃ الوجود کے شرکیہ معنی ومفہوم کا رَد کرتے ہوئے درست معنی بیان کرتے ہیں ان کو محققین صوفیاء کہتے ہیں۔‘‘

(اہلسنت کا منہج تعامل ص:۲۱۴)

اور پھر آخر میں علماء دیو بند رحمہم اللہ تعالیٰ کی کتب سے وحدۃ الوجود کی تعریف اور مفہوم بیان کر کے اُس سے اتفاق کیا ہے اور آخر میں پھر اقرار کرتے ہوئے لکھا ہے کہ وحدۃ الوجود کے یہ معنی تو ہمارے بزرگوں نے بھی لئے ہیں۔ (ملاحظہ فرمایئے حوالہ بالا)

اور اسی کی تائید میں ایک اور حوالہ بھی پیش کرتا ہوں کہ علماءِ دیو بند وحدۃ الوجود سے کیا مراد لیتے ہیں: غیر مقلدین کے شیخ الحدیث اور مناظر شیخ افضل سواتی صاحب وحدۃ الوجود کا مفہوم اور معنی علماء دیو بند رحمہم اللہ تعالیٰ سے اس انداز میں پیش کرتے ہیں، لکھتے ہیں: ’’دیو بندی وحدۃ الوجود کے یہ معنی کرتے ہیں کہ وحدۃ الوجود اس کو کہا جاتا ہے کہ وجودِ حقیقی اللہ تعالیٰ کا ہے اور مخلوق کا وجود وجودِ حقیقی نہیں بلکہ اعتباری اور ظلی ہے یعنی یہ وجود بالذات نہیں بلکہ بالغیر ہے اور اللہ تعالیٰ کا وجود بالذات ہے نہ کہ بالغیر۔ اور کبھی (علماء دیو بند رحمہم اللہ تعالیٰ......از ناقل) یہ کہتے ہیں کہ وحدۃ الوجود کا معنی یہ ہے کہ وجود کا اطلاق اللہ تعالیٰ کے وجود پر بھی ہوتا ہے اور مخلوق کے وجود پر بھی ہوتا ہے جیسا کہ حیوان کا اطلاق انسان پر بھی ہوتا ہے اور گھوڑے پر بھی ہوتا ہے تو اتحاد جنس سے انواع کا اتحاد لازم نہیں ہوتا کہ حیوانیت میں انسان اور گھوڑا شریک ہو گئے تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ انسان اور گھوڑا متحد ہو گئے۔‘‘ (د دیوبندیانو خطرناک عقائد ص:۳۳)

خلاصہ یہ ہوا کہ:

۱۔ خالق کا وجود بھی ہے اور مخلوق کا وجود بھی ہے لیکن باری تعالیٰ کا وجود کامل ہے اور مخلوق کا وجود ناقص، عارضی اور کمزور صفت ہونے کی وجہ سے نہ ہونے کے برابر ہے تو گویا وجود صرف اللہ تعالیٰ کا ہے اور اسی وجہ سے اس کو وحدۃ الوجود کہا جاتا ہے۔

۲۔ خالق اور مخلوق کے مابین عُرفی فرق ضرور ہے، مطلب یہ کہ خالق خالق ہے اور مخلوق مخلوق ہے، نہ خالق عینِ مخلوق ہے اور نہ مخلوق عینِ خالق ہے ورنہ ایسے نظریہ کو ہم خود بھی کفر سمجھتے ہیں۔

۳۔ اسی وجہ سے ایک شعر ہے جو موقع کی مناسبت سے یہاں ذکر کرتا ہوں کہ اس موضوع پر فٹ آجائے، شاعر کہتا ہے:

نشان مہر ہے ہر ذرہ ظرف مہر نہیں
خدا کہاں نہ ملا ، خدا کہیں نہ ملا

تشریح: مہر بمعنی رحمت ہے اور اس سے مراد اللہ تعالیٰ کی ذات ہے اور ظرف برتن کو کہتے ہیں یعنی وہ چیز جس میں کوئی شے قرار پکڑے۔

تو شعر کا مطلب یہ ہوا کہ ہر چیز اللہ تعالیٰ کا نشان اور علامت ہے لیکن اللہ تعالیٰ کے لئے وہ ظرف نہیں کہ اس میں اللہ پاک سما جائے العیاذ باللہ...... تو "خدا کہاں نہ ملا" کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر جگہ موجود ہے، آپ جس جگہ جاؤ گے تو وہاں قدرتِ الٰہی کے مظاہر پاؤ گے اور "خدا کہیں نہ ملا" کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک جگہ بھی حلول نہیں کیا اور نہ کوئی مستقر ہے تو ہمیں ایک جگہ بھی اللہ تعالیٰ (اس شان کے ساتھ) نہیں ملا۔

مزید عام فہم مثال: استاذِ محترم استاذ المناظرین وکیل احناف حضرت مفتی محمد ندیم المحمودی ادام اللہ ظلہ علینا نے اس کی بہترین عام فہم مثال بیان فرمائی ہے کہ: "مصنوع اپنے صانع پر دلالت کرتا ہے، جس معمار نے کوئی مکان بنایا ہو تو ہر بندہ کہتا ہے کہ جس معمار نے یہ بنایا ہے تو مجھے اس مکان کے دیکھنے سے وہ معمار یاد آتا ہے تو اسی طرح بعض اشیاء کو عارف باللہ دیکھتا ہے تو اُس کو اللہ یاد آتا ہے تو اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان اشیاء میں حلول کیا ہے نعوذ باللہ...... بلکہ جیسا اوپر ذکر ہوا کہ کسی بندہ کو ایک چیز (مصنوع) کے دیکھنے سے اس کا فاعل (صانع) یاد آتا ہے تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ اس مصنوع میں صانع نے حلول کیا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے جو اتنی مخلوقات مختلف اقسام وصفات اور مختلف صورتوں سے متصف پیدا فرمائی ہیں تو ان مخلوقات کو ایک عارف باللہ دیکھے گا تو وہ ضرور تعجب میں پڑے گا اور اُس کو اللہ یاد آئے گا اور وہ اللہ تعالیٰ کی تسبیح شروع کردے گا۔"

یہی وجہ ہے کہ ابراہیم علیہ السلام نے جب سورج، چانداور ستاروں کو دیکھا تو فرمایا ''ھٰذَا رَبِّی'' (سورۃ انعام آیت:٧٦ تا ٧٨) تو کیا یہ اس بات کی دلیل ہے کہ ابراہیم علیہ السلام اللہ تعالیٰ کو معاذ اللہ سورج، چاند یا ستاروں میں حلول تصور فرماتے ہیں......؟ نہیں! بلکہ ان کے دیکھنے سے اُن کو اللہ تعالیٰ یاد آ گئے تو انہوں نے حاضر فی الذھن یعنی خالق کو رب کہا۔

مگر ایسی کیفیت محمودہ بدعقیدہ اور مبتدعینِ زمانہ ٹولہ کو کیسے ہضم ہوگی؟ وہ تو ضرور اِن اہل اللہ پر تنقیداتِ فاسدہ کرے گا اور قائل کی منشاء کے خلاف خوامخواہ بے بنیاد الزامات اور اتہامات کے تیر نچھاور کرے گا اَللّٰھُمَّ اِھْدِھِمْ.

ایک شاعر کہتا ہے کہ ۔

اَلْبَعْرَۃُ تَدُلُّ عَلَی الْبَعِیْرِ وَالرَّوْثُ عَلَی الْحَمِیْرِ وَأَثَرُالْقَدَمِ عَلَی الْمَسِیْرِ فَسَمَاءٌ ذَاتُ اَبْرَاجٍ وَأَرْضٌ ذَاتُ فِجَاجٍ وَبِحَارٌ ذَاتُ اَمْوَاجٍ أَفَلاَ تَدُلَّانِ عَلَی اللَّطِیْفِ الْخَبِیْرِ؟ (دیوان الشعراء، التفسیر الکبیر للرازیؒ تحت سورۃ البقرۃ آیۃ:٢١، تفسیر ابن کثیر تحت سورۃ البقرۃ آیۃ:٢١)

فائدہ: یہ مقولہ امین اللہ پشاوری غیر مقلد نے بھی اپنی کتاب میں نقل کیا ہے ملاحظہ فرمایئے ''حکمۃ القرآن ج:١،ص:٣١١''

مینگنیاں اونٹوں پر دلالت کرتی ہیں اور لید گدھوں پر دلالت کرتی ہیں اور قدم کا اثر گزرنے والے پر دلالت کرتا ہے پس اتنا بڑا آسمان جو برجوں والا ہے اور ایسی زمین جو وسیع ہے اور سمندر جو طوفانی موجوں والا ہے تو کیا یہ دلالت نہیں کرتے لطیف وخبیر ذات پر؟ تو معلوم ہوا کہ عارف باللہ کی نظر مخلوقات پر بلکہ اپنے آپ پر بھی نہیں ہوتی، اس کی ساری توجہ اللہ تعالیٰ پر ہی ہوتی ہے۔

اسی وجہ سے غیر مقلدین کے شیخ الاسلام ثناء اللہ امرتسری صاحب لکھتے ہیں: ''عشق وہ آگ ہے جو اللہ تعالیٰ کے سوا ہر چیز کو خاکستر کر دیتی ہے، جو لوگ عشق الٰہی کے نور سے منور ہو گئے ہیں وہ تمام چیزوں سے روگرداں ہو چکے ہیں حتیٰ کہ ان کو حسب ونسب کا بھی خیال نہیں رہتا، وہ تو اس قدر عشق الٰہی میں مست الست ہوتے ہیں کہ بجز ذات محبوب حقیقی کے کسی چیز پر ان کی نظر نہیں ٹکتی بلکہ اجسام مادیہ کو بھی وہ اسی نظر سے دیکھتے ہیں کہ ان کو خدا ہی نظر آتا ہے۔'' (تفسیر ثنائی:٢/٩٩٤، طبع مکتبہ اصحاب الحدیث، دوسرا نسخہ:٢/٣٥٢، طبع مکتبہ قدوسیہ لاہور، تحت سورۃ النور:٣٥)

امرتسری صاحب یہاں پر اقرار فرما رہے ہیں کہ جو لوگ عشق الٰہی کے نور سے منور ہو گئے ہوں تو وہ اجسام مادیہ کو بھی اسی نظر سے دیکھتے ہیں کہ ان کو اس میں اللہ تعالیٰ ہی نظر آتا ہے اور یہ بات اہل علم سے چھپی ہوئی نہیں ہے کہ اجسام مادیہ میں بھیڑ، بکری، خنزیر، کتا، شجر وحجر، گھوڑا وغیرہ سب آتے ہیں تو کیا مطلب ہوا......؟ کہ ان اجسام مادیہ (بھیڑ، بکری، خنزیر، کتا، شجر وحجر، گھوڑا وغیرہ) میں اُن کو اللہ تعالیٰ نظر آتا ہے یعنی اللہ نے ان اشیاء میں حلول کیا ہے نعوذ باللہ......؟

اور اس کے ساتھ علامہ وحید الزماں صاحب غیر مقلد کی یہ بات بھی اس کی تائید میں شامل ہو سکتی ہے جو انہوں نے کہی ہے کہ اللہ تعالیٰ جس صورت میں چاہیں ظاہر ہو سکتے ہیں، لکھتے ہیں: ''وَيَظْهَرُ فِيْ أَيِّ صُوْرَةٍ مَّاشَاءَ'' (ہدیۃ المہدی ص:۹۷)

تو اب اپنا یہ اعتراض یہاں بھی دیکھیں۔

خلاصہ التحقیق: ان حوالہ جات وتعریفات سے درج ذیل باتیں مترشح ہوئیں:

(۱) وحدۃ الوجود صوفیاء کی اصطلاحی اور حالی کیفیت ہے نہ کہ عقیدہ۔

(۲) ہم وحدۃ الوجود کے بے شک قائل ہیں لیکن اتحاد الوجود، حلول الوجود کے قائل نہیں۔

(۳) ہم مخلوقات کے وجود کی بالکلیہ نفی نہیں کرتے بلکہ اس کو محتاج اور کمزور سمجھ کر کالعدم کہتے ہیں۔

(۴) بعض اوقات عارف باللہ کی نظر جو اجسامِ مادیہ وغیرہ پر پڑتی ہے اور اس حالتِ راھنہ میں جو قول کرتا ہے، وہ یا تو حکایۃً ہوتا ہے اور یا اُس کے پیش نظر خالق ہی ہوتا ہے نہ کہ وہ مشہود شے۔

(۵) وحدۃ الوجود کا مدار اپنی تعریف وتفسیر پر ہے، جیسے اس کی تفسیر کی جائے ویسے اس کی شرعی حیثیت متعین ہوگی۔

﴿تصوف کی بعض اصطلاحات کی وضاحت﴾

وحدۃ الوجود سے متعلق چند ضروری اصطلاحات یہاں ذکر کئے جاتے ہیں تاکہ قارئین کرام اہل باطل کے مغالطے اور پروپیگنڈوں سے ہوشیار رہیں بعونہ تعالیٰ!

عینیت کی توضیح: تصوف کے میدان میں جب بھی لفظ "عین" استعمال ہو تو اس سے لغوی معنی مراد نہیں ہوگا بلکہ اس سے تصوف کا اصطلاحی معنی مراد ہوگا، اکثر ناسمجھ معترضین اس عینیت کے لفظ کو لے کر اپنی لاعلمی کی وجہ سے اس سے لغوی معنی مراد لیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ دیکھو فلاں نے لکھا ہے کہ خالق ومخلوق عین ایک چیز ہے اور پھر یہ معترضین عینیت کے معنی عُرفی انداز میں کرتے ہیں جبکہ یہ ان کی لاعلمی وناسمجھی ہے کہ اس سے لغوی اور عُرفی معنی مراد لیتے ہیں حالانکہ یہ صوفیاء کرام کی ایک خاص اصطلاح ہے چنانچہ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"چونکہ اصل وظل میں نہایت قوی تعلق ہوتا ہے اس کو اصطلاح صوفیہ میں عینیت سے تعبیر کرتے ہیں اور عینیت کے یہ معنی نہیں کہ دونوں ایک ہوگئے، یہ تو صریح کفر ہے چنانچہ وہی صوفیہ محققین اس عینیت کے ساتھ غیریت کے بھی قائل ہیں پس یہ عینیت اصطلاحی ہے" (شریعت وطریقت ص:۳۱۲)

اسی طرح دوسری کتاب میں فرماتے ہیں: "پس عینیت اور اتحاد اگر ان کے کلام میں ہے تو بمعنی اصطلاحی ہے جس کا حاصل ہے **تابعیت خلق للحق فی الوجود**" (التنبیہ الطربی فی تنزیۃ ابن العربی ص:۴۸)

یعنی یہ مطلب ہوا کہ مخلوق اپنے وجود میں اللہ تعالیٰ کی محتاج ہے تو عینیت کا اصطلاحی معنی احتیاج ہے کہ مخلوق خالق کی محتاج ہے، نیز حضرت تھانوی رحمہ اللہ کی دوسری کتاب "تجدید دین کامل ص:۱۳۸" میں بھی اسی طرح کا مفہوم موجود ہے۔

اسی طرح کی تشریح مفتی رشید احمد لدھیانوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے بھی کی ہے، لکھتے ہیں:

"اسی طرح عینیت اصطلاحِ صوفیہ میں بمعنی احتیاج ہے اس معنی سے جملہ مخلوق عینِ خالق ہے یعنی اس کی محتاج ہے" (احسن الفتاویٰ ج:۱ ص:۵۵۴)

حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"پس اس تمہید سے معلوم ہوا کہ عبد ورب میں عینیت حقیقی لغوی نہیں ہے...... جاننا چاہئے کہ عبد

ورب میں عینیت حقیقی لغوی کا جو اعتقاد رکھے اور غیریت کا بجمیع وجوہ انکار کرے ملحد و زندیق ہے کیونکہ اس عقیدہ سے عابد و معبود، ساجد و مسجود کا کچھ فرق نہیں رہتا اور یہ غیر واقع ہے نعوذ باللہ من ذالک"

(شمائم امدادیہ ص:۳۷، طبع دارالعلوم دیوبند)

غیر مقلدین کے امام علامہ وحید الزماں صاحب لکھتے ہیں:

"اما الصوفية الوجودية ومنهم الشيخ ابن عربي فهم لايقولون بالحلول ولا بالاتحاد الصرف بل يثبتون ذات الله سبحانه بائنا عن خلقه على عرشه انما يقولون ان الحق عين الخلق من وجه يعني من جهة الوجود فان الوجود واحد وهو وجود الحق وسائر الاشياء موجودة بهذا الوجود ليس لها وجود مستقل"

ترجمہ: "وحدۃ الوجود والے صوفیاء کرام اور ان میں شیخ ابن عربی، یہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں حلول اور اتحاد والا قول نہیں لیتے بلکہ یہ تو ذاتِ باری تعالیٰ کو مخلوق سے جدا عرش پر جلوہ گر سمجھتے ہیں، یہ تو صرف یہ کہتے ہیں کہ ذاتِ حق عین خلق ہے اور اس کو یہ جہت وجود کی بناء پر کہتے ہیں، بے شک وجود ایک ہے اور وہ ذاتِ باری تعالیٰ کا ہے باقی تمام اشیاء محض اُس کے وجود کے سبب موجود ہیں، ان تمام اشیاء کا کوئی مستقل وجود نہیں۔" (ہدیۃ المہدی ص:۵۰)

دوسری کتاب میں لکھتے ہیں: "فصوص الحکم میں جو بعض الفاظ عین اور اتحاد وغیرہ ان کے قلم سے نکلے ہیں ان کا بھی یہی مطلب ہے کہ وجود ہمارا من وجہ وجود الٰہی کا عین ہے یعنی اس وجود کا سایہ ہے، دوسرا کوئی مستقل وجود ہمارا نہیں ورنہ ہم اپنی بقاء میں معاذ اللہ خدا سے بے پرواہ ہو جائیں گے، ان کا یہ مطلب نہیں ہے جو اس زمانہ کے ملحد اور جاہل درویش پھرتے ہیں کہ خدا اور بندہ ایک ہے۔"

(تیسیر الباری ج:۴، ص:۴۶۶، دوسرا نسخہ ص:۳۲۶)

اور دوسری کتاب میں عین کی یوں تاویل کرتے ہیں: **"قال في الفصوص الحمدلله الذي خلق الاشياء وهو عينها معناه ان وجوده سبحانه هو عين وجود المخلوقات لا ان للمخلوقات وجودا آخر كما زعمه المتكلمون"** (ہدیۃ المہدی ص:۵۰ حاشیہ)

ترجمہ: "ابن عربی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فصوص کتاب میں لکھا ہے **الحمدلله الذي خلق الاشياء وهو عينها** تو اس (عینیت) کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا وجود ہے، یہ نہیں کہ مخلوقات کا الگ سے

وجود ہے جیسا کہ متکلمین کا خیال ہے"

شاہ اسماعیل رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: "پوچھنے والا اگر یہ پوچھے کہ کائنات کی یہ چیزیں یعنی آسمان وزمین، شجر وحجر (درخت، پتھر)، آدمی، گھوڑے یہ کیا ہیں؟ کیا یہ بجنسہ خدا ہیں یعنی اللہ تعالیٰ کا عین ہیں یا غیر ہیں؟ ہم اس کے جواب میں کہیں گے کہ شجر وحجر سے تمہاری کیا مراد ہے؟ شجر ہونے یا حجر ہونے کے جو آثار ہیں ان آثار کا مبدا اور ان احکام کی جو چیز منشاء ہے اگر یہ مقصود ہے تو میں کہتا ہوں کہ ایسی صورت میں یہ ساری چیزیں بجنسہ اللہ اور عین خدا ہیں۔" (عبقات ص:۱۶۱)

تو اب اگر "عینیت" سے لغوی معنی مراد لئے جائیں اور اس موضوع کے اصطلاحی معنی پر نہ فٹ کئے جائیں تو پھر معترضین ان درج بالا عبارات کی کیا تاویل کریں گے......؟

وحدۃ الوجود: وحدۃ الوجود کا مفہوم گذشتہ صفحات میں گزر چکا ہے البتہ بطور یاد دہانی تکرار اً عرض ہے کہ اس موضوع میں نہ تو صرف "وحدۃ" کو دیکھنا چاہئے اور نہ "وجود" پر بحث کی جائے گی اور نہ ہی "وحدۃ الوجود" کے لغوی معنی پر بحث کی جائے گی بلکہ خاص تصوف کی "وحدۃ الوجود" کے اصطلاحی معنی کو پیش نظر رکھ کر بحث کی جائے گی۔

ظہور: جب سورج کا ظہور شیشے پر ہوتا ہے تو اس کی وجہ سے خود سورج پر تو کوئی اثر نہیں پڑتا مگر شیشے پر جو ظہور ہوتا ہے اس کی وجہ سے شیشہ چمک اٹھتا ہے تو اسے ظہور کہتے ہیں۔

مظہر: مظہر بھی یہی ظہور ہے مگر بعض اوقات صوفیاء کرام پر ایسی خاص حالت طاری ہو جاتی ہے کہ جب وہ کسی آدمی کو دیکھتے ہیں تو کوئی خاص وصف اس میں پا لیتے ہیں مثلاً اگر اس میں رحم دلی ہو تو یہ خاص ولی اللہ جب اس آدمی کو دیکھتا ہے تو اسے اللہ یاد آجاتا ہے یعنی یہ نہیں کہ اس آدمی کو بعینہ خالق بنا لے العیاذ باللہ بلکہ اس کو اللہ تعالیٰ کا مظہر تصور کرتا ہے، اللہ تعالیٰ کی صفتِ رحمت اسے اُس آدمی میں نظر آتی ہے تو اُسے اللہ تعالیٰ یاد آجاتا ہے یعنی اللہ تعالیٰ کے یاد آنے کی معمولی صفت بھی اُسے نظر آئے تو فوراً اللہ یاد آجاتا ہے جیسا کہ مجنوں اگر لیلیٰ کے گاؤں کے کسی گھر کی دیوار بھی دیکھ لیتا تو اسے اس میں اپنی لیلیٰ نظر آجاتی، ایسا نہیں کہ اس دیوار میں لیلیٰ نے حلول کیا ہو بلکہ وہ سمجھتا کہ اس دیوار کا تعلق لیلیٰ سے ہے تو اس تعلق کی وجہ سے اسے لیلیٰ یاد آجاتی۔ اسی طرح ولی اللہ کو اللہ تعالیٰ کی قدرت کا کوئی نمونہ نظر آئے (اگر چہ

پوری کائنات اللہ تعالیٰ کی قدرت پر دال ہے اور کل کائنات میں اللہ تعالیٰ کا نور ہے "اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ") تو پھر اس ولی اللہ اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ مضبوط تعلق رکھنے والے کو اللہ تعالیٰ یاد آجاتا ہے۔

تو خلاصہ یہ ہوا کہ اس کا مطلب یہ نہیں کہ ولی اللہ اس مخلوق کو بعینہٖ خالق اور معبود سمجھتا ہے العیاذ باللہ...... بلکہ اس کو اللہ تعالیٰ کا مظہر سمجھتا ہے وسیاتی التفصیل فی موضعه ان شآء اللّٰه.

حلول: حلول کا مطلب یہ ہے کہ پانی میں نمک یا چینی ڈال دی جائے اور وہ اس میں حل ہو جائے تو اب نمک یا چینی کا وجود ختم ہو گیا تو اس (دونوں جسموں کی) سرایت کو حلول کہتے ہیں۔

اتحاد: دو مختلف اشیاء اس طرح متحد ہو جائیں کہ اس کے بعد اُن دونوں کا وجود ایک ہو جائے اور دوسرا وجود نظر انداز ہو جائے۔

واصل: تصوف کی اصطلاح میں واصل سے مراد وہ شخص ہے جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ خصوصی تعلق رکھنے والا ہو۔

﴿اتحاد و حلول کی نفی پر اکابرین امت خصوصاً علماءِ دیوبند رحمہم اللہ کے اقوال﴾

الحمد للہ علماءِ دیوبند نہ تو "اتحاد الوجود" کے قائل ہیں اور نہ ہی "حلول الوجود" کے قائل ہیں بلکہ اس مسئلہ کو کفریہ اور زندقیہ کہا ہے اور ہمارا تو کیا کہنا، خود مخالفین (غیر مقلدین) کا بھی ماننا ہے کہ واقعی علماءِ دیوبند رحمہم اللہ تعالیٰ "اتحاد اور حلول" کے قائل نہیں ہیں اور صرف علماءِ دیوبند نہیں بلکہ تمام اہلِ اسلام اور اہلِ حق کے صوفیاء کرام کا بھی یہ نظریہ نہیں بلکہ یہ عیسائیوں کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات نے عیسیٰ علیہ السلام میں حلول کیا ہے العیاذ باللہ...... اور بعض شیعوں کا یہ عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ میں حلول کیا ہے مگر تعجب کی بات یہ ہے کہ عیسائی اللہ تعالیٰ کے صرف عیسیٰ علیہ السلام میں حلول کرنے کے قائل ہیں اور شیعہ حضرت علی رضی اللہ عنہ میں حلول کے قائل ہیں اور بت پرست بتوں میں حلول کے قائل ہیں اور سامری بچھڑے میں اللہ تعالیٰ کے حلول کے قائل تھے العیاذ باللہ...... مگر غیر مقلدین کا عجیب مسلک ہے جو اِن سب پر بازی لے گئے اور اِن سب کا ریکارڈ توڑ دیا کہ نہ صرف اِن مذکورہ اشیاء میں بلکہ اللہ تعالیٰ اگر چاہیں تو ہر صورت وشکل میں ظاہر ہو سکتے ہیں العیاذ باللہ...... ملاحظہ فرمائیے غیر مقلدین کی کتاب (ہدیۃ المہدی ص:۹۷)

تو ہم غیر مقلدین کو دعوتِ انصاف دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے لئے اتہامات اور الزامات سے باز رہیں

اور قیامت کے ہولناک مناظر اپنے پیش نظر رکھیں اور اپنی عادت (بے انصافی) کو خرقِ عادت کے طور پر چھوڑ دیں، ہم پر جھوٹ نہ باندھیں، آئیں اور حقائق کو سمجھیں، ہم ہرگز اتحاد اور حلول کے قائل نہیں ہیں، اللہ تعالیٰ ہمیں ایسے غیر مقلدانہ نظریئے سے بچائے کہ ہمیں شریعت یا اس کے پیروکار یعنی ہمارے اماموں نے ایسا درس نہ دیا ہو اور ہم پھر بھی اسے اختیار کریں...... حاشا و کلا.

آیئے ہم آپ کو اپنے اکابرین نور اللہ وجوههم یوم القیامۃ کے چند حوالہ جات پیش کرتے ہیں کہ ہمیں ہمارے اکابرین کیا درس دیتے ہیں اور اُن کے خلاف جس کسی کا بھی قول آجائے جس میں اس نے اتحاد اور حلول کی بات کی ہو تو وہ مردود اور نا قابل قبول ہے۔

☆...... سب سے پہلے مشہور صوفی اور مسلّم بزرگ (فی بیننا وبین اللامذھبیہ) حضرت علی ہجویری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"جب کوئی شخص قدیم (اللہ تعالیٰ) کو حادث (مخلوق) میں اترنے والا حلول کرنے والا کہے تو پھر حق تعالیٰ کے قدیم ہونے اور عالم کے حادث ہونے پر کوئی دلیل باقی نہیں رہتی اور یہ دہریہ لوگوں کا مذہب ہے (نہ کہ صوفیاءِ کرام اہل السنۃ والجماعۃ کا)" (کشف المحجوب مترجم اردو ص: ۳۱۰)

☆...... اسی طرح ایک اور عظیم اتفاقی شخصیت، مشہور صوفی اور عابد و زاہد شیخ مجدد الف ثانی رحمہ اللہ تعالیٰ (المتوفی: ۱۰۳۴ھ) نے بھی حلول کی تردید کی ہے چنانچہ فرماتے ہیں: **هو سبحانه منزه من ان يحل فيه صور الأشياء المعلومة** (مبداء و معاد ص: ۲۸)

ترجمہ: "اللہ تعالیٰ اس سے منزہ ہیں کہ اس میں اشیاء معلومہ کی صورتیں حلول کریں"

☆...... علامہ ابو الشکور السالمی رحمہ اللہ تعالیٰ جو مشہور متکلم اور صوفی ہیں وہ فرماتے ہیں: "یہ فرقہ مانویہ کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بذاتہ ہر جگہ حلول کیا ہے (یعنی اہل السنۃ کا عقیدہ نہیں ہے...... از ناقل)"

(التمہید ص: ۲۱۳)

☆...... خود مشہور صوفی اور بقول امین اللہ پشاوری غیر مقلد "وحدۃ الوجود" کے موجد شیخ ابن عربی رحمہ اللہ تعالیٰ (المتوفی: ۶۳۸ھ) کا نظریہ بھی ملاحظہ فرمایئے اور وہ بھی غیر مقلد کے قلم سے دیکھئے:

غیر مقلدین کے فضیلۃ الشیخ مولانا حکیم محمد اشرف آزاد صاحب (فاضل جامعہ سلفیہ فیصل آباد و سابق ناظم جامعہ سلفیہ) ابن عربی رحمہ اللہ تعالیٰ سے ایسے مؤدبانہ انداز میں حلول کی نفی پیش کرتے ہیں: "فتوحات

مکیہ میں شیخ ابن عربی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: انہ لیس للعبد فی العبودیۃ نہایۃ حتی یحمل الیھا ثم یرجع ربا کما انہ لیس للرب حد ینتھی الیہ ثم یعود عبدًا فالرب رب بلا نہایۃ والعبد عبد بلا نہایۃ یعنی عبد کے واسطے عبودیت میں کوئی نہایت نہیں ہے کہ جس پر پہنچ کر وہ رب ہو جائے اور جیسے کہ رب کے لئے کوئی حد نہیں کہ وہ ختم ہو جائے اور وہ عبد بن جائے اس لئے رب رب ہے بغیر نہایت اور عبد عبد ہے بلا نہایت۔" (علمائے اہلحدیث کا ذوقِ تصوف ص:۱۱۱)

☆......ترجمانِ علماءِ دیوبند، محققِ اسلام حضرت مولانا امین صفدر اوکاڑوی رحمہ اللہ تعالیٰ ابن عربی رحمہ اللہ تعالیٰ کے متعلق فرماتے ہیں: "اتحاد کے عقیدہ کو خود ابن عربی کفر قرار دیتے ہیں چنانچہ فتوحاتِ مکیہ میں فرماتے ہیں اما القول بالاتحاد فھو من مقالات اھل الکفر والالحاد"

(ماہنامہ الخیر اشاعت خاص بیاد مولانا امین صفدر اوکاڑوی ص:۲۳۱-۲۳۲)

تو اس عبارت سے ترجمانِ علماءِ دیوبند حضرت مولانا امین صفدر اوکاڑوی رفع اللہ درجتہ کا موقف بھی واضح ہو گیا اور ابن عربی رحمہ اللہ تعالیٰ کا موقف بھی واضح ہو گیا۔

☆......شیخ سراج الدین بلقیانی رحمہ اللہ تعالیٰ (المتوفی:۸۰۴ھ) ابن عربی رحمہ اللہ تعالیٰ سے متعلق حلول اور اتحاد کی نفی اس انداز میں فرماتے ہیں، اُن کے شاگرد شیخ الاسلام المخزومی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: "ذکرت لہ ما سمعت من بعض اھل الشام فی حق الشیخ محی الدین من انہ یقول بالحلول والاتحاد فقال الشیخ: معاذ اللّٰہ وحاشاہ من ذلک انما ھو من اعظم الائمۃ وممن سبح فی بحار علوم الکتاب والسنۃ ولہ الید العظیمۃ عند اللّٰہ وعند القوم وقدم صدق عندہ" (الیواقیت ص:۱۳، وفی نسخہ اخری ص:۲۹)

ترجمہ: میں نے اپنے شیخ (سراج الدین بلقیانی رحمہ اللہ تعالیٰ) سے اُس بات کے متعلق عرض کیا جو اہل شام شیخ ابن عربی رحمہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں کہتے ہیں کہ شیخ ابن عربی رحمہ اللہ حلول اور اتحاد کا قول کرتے ہیں تو انہوں نے فرمایا کہ اللہ کی پناہ! وہ تو اس سے مبرّا ہیں، وہ (محی الدین ابن عربی رحمہ اللہ) تو عظیم المرتبت ائمہ کرام میں سے ہیں اور اُن حضرات میں سے ہیں جنہوں نے کتاب وسنت کے علوم میں دسترس حاصل کی ہے اور اللہ تعالیٰ اور اہل اللہ کے نزداونچے مقام والے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے نزد اُن کا سچا مقام ہے۔

☆......ایک اور مشہور صوفی باعمل بزرگ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمہ اللہ تعالیٰ (جن کی عبارات

میں غیر مقلدین اکثر قطع و برید کرتے رہتے ہیں) بھی اس بات کا اظہار کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''پس اس تمہید سے معلوم ہوا کہ عبد و رب میں عینیت حقیقی لغوی نہیں ہے...... جاننا چاہئے کہ عبد و رب میں عینیت حقیقی لغوی کا جو اعتقاد رکھے اور غیریت کا بجمیع وجوہ انکار کرے ملحد و زندیق ہے کیوں کہ اس عقیدہ سے عابد و معبود، ساجد و مسجود کا کچھ فرق نہیں رہتا اور یہ غیر واقع ہے **نعوذ بالله من ذالک**''

(شمائم امدادیہ ص:۳۷، طبع دار العلوم دیوبند)

ایک اور مقام پر حاجی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ یوں ارشاد فرماتے ہیں: ''بوجہ نہ سمجھنے معنی وحدۃ الوجود کے بہت سے فرقے ہوگئے، بعض قائل بحلول اور بعض اتحادیہ ہوگئے'' (امداد المشتاق ص:۹۰)

اس عبارت سے امین اللہ پشاوری غیر مقلد کا یہ دھوکہ بھی درہم برہم ہوگیا جنہوں نے اپنی کتاب میں یہ غلط بیانی کی ہے کہ حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمہ اللہ تعالیٰ حلول کے قائل تھے۔

(تفسیر حکمۃ القرآن ج:۱، ص:۴۵۹، تحت سورۃ البقرۃ:۵۱)

☆......حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

''وحدۃ الوجود کے جو معنی عوام میں مشہور ہیں کہ میں بھی خدا اور تو بھی خدا اور دیوار بھی خدا، یہ معنی بالکل غلط ہیں'' (خطبات حکیم الامت ج:۲۳، ص:۱۸۵)

درج بالا عبارت سے چند صفحات پہلے حضرت تھانوی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کا یہ قول بھی مذکور ہے: ''اس کے یہ معنی نہیں کہ نعوذ باللہ خدا کو حسینوں کے ساتھ اتحاد ذاتی ہے یا اُس نے اُن میں حلول کیا ہے کیوں کہ یہ عقیدہ تو ایمان کے بالکل خلاف ہے اور کفر ہے، کوئی عامی بھی اس کا قائل نہیں ہوسکتا اگر ذرا سمجھ سے کام لے چہ جائیکہ کسی صاحب دل کے کلام کے یہ معنی ہوں بلکہ مطلب یہ ہے کہ یہ لوگ اس ذات مجمع الصفات کے مظہر ہیں......الخ'' (خطبات حکیم الامت ج:۲۳، ص:۱۷۸)

ایک اور مقام پر فرماتے ہیں: ''عینیت کے یہ معنی نہیں کہ دونوں ایک ہوگئے، یہ تو صریح کفر ہے۔''

(شریعت و طریقت ص:۳۱۲)

☆......دار العلوم دیوبند کے محدث و محقق علامہ ظفر احمد عثمانی رحمہ اللہ نے ''**طریق السداد فی اثبات الوحدۃ ونفی الاتحاد**'' کے نام سے ایک مضمون لکھا ہے جس میں تفصیل ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں: ''پس جو لوگ صوفیہ کو یا اُن میں سے ابن منصور کو یہ کہہ کر بدنام کرتے ہیں کہ وہ خالق و مخلوق میں اتحاد

یا حلول کے قائل ہیں یقیناً وہ ان پر افتراء کرتے ہیں'' (سیرت منصور حلاج ص:۲۱)

عنوان اور مضمون سے صراحۃً معلوم ہوا کہ ہمارے اکابر رحمہم اللہ تعالیٰ اتحاد الوجود اور حلول الوجود کی نفی کرتے ہیں الحمدللہ۔

☆...... حضرت مولانا مفتی محمود حسن گنگوہی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

''اگر کسی کا یہ عقیدہ ہو کہ خدا ہر شئی میں ہے حتی کہ بت بھی خدا کے غیر نہیں تو اس کا یہ عقیدہ غلط ہے، ہر شئی کو خدا کی مخلوق اعتقاد کرنا چاہئے، یہ عقیدہ کہ ہر شئی خدا ہے حتی کے بت بھی خدا کے غیر نہیں یہ اسلامی عقیدہ نہیں، ایسا عقیدہ رکھنے والا دائرہ اسلام سے خارج ہے'' (فتاویٰ محمودیہ ج:۱، ص:۲۴۷)

☆...... ترجمانِ علماءِ دیوبند اور محقق عالمِ دین حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ تعالیٰ حلولیت اور اتحادیت کے نظریئے کا یوں تعاقب کرتے ہیں، فرماتے ہیں:

''شیطان اکثر جاہلوں کو حلول کے عقیدے میں ڈال دیتا ہے'' (امداد السلوک ص:۲۱۲)

اگر علماءِ دیوبند معاذ اللہ حلول کا عقیدہ رکھتے تو پھر ایسی بات کرتے......؟

گنگوہی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ اسی کتاب کے پہلے صفحات میں لکھتے ہیں:

''بندہ اور حق تعالیٰ کے وصال کے بس یہی معنی ہیں کہ غیر خدا تعالیٰ سے انقطاع حاصل ہو کر حق تعالیٰ شانہ میں محویت ہو جائے نہ جیسا کہ بعض ملحدوں نے سمجھ لیا اور دنیا کی چیزوں کے باہم مل جانے پر خدا تعالیٰ اور بندے کے اتصال کو قیاس کر کے مرتد بن گئے، سو خدا پناہ میں رکھے اتصال حق کو ایسا سمجھنا کفر ہے۔'' (امداد السلوک ص:۳۰)

دیکھئے گنگوہی رحمہ اللہ تعالیٰ تو حلولیت کو الحاد و کفر کہہ رہے ہیں پھر بھی ہمارے اکابر علماءِ دیوبند رحمہم اللہ کو حلولی کہنا ہمارے زمانہ کے غیر مقلدین ہی کے شان کے لائق اور مناسب ہے **هداهم الله**.

آگے مزید فرماتے ہیں: ''اعتقاد صحیح وہ ہے جو صحابہ کرام، تابعین و تبع تابعین رحمہم اللہ کے عقائد کے مطابق ہو اور حق تعالیٰ کے نعوذ باللہ معطل ہونے اور الحاد، تشبیہ، جسمیت و حلول اور اتحاد وغیرہ ان خرافات سے خالی ہو جو بدعتیوں اور اہل ہوئی کی منگھوت ہیں'' (امداد السلوک ص:۱۶۱)

اسی کتاب میں دوسرے مقام پر لکھتے ہیں:

''وجود باری تعالیٰ ہر شئے سے جدا ہے اور خلق ان سے علیحدہ اور مختلف ہے اس لئے خلق کا حق تعالیٰ

میں حلول اور اللہ تعالیٰ کا خلق میں حلول ناممکن اور محال ہے، تمام انبیاء، اولیاء اور علماء حلول کے خلاف اتفاق رکھتے ہیں۔" (امداد السلوک ترجمہ ارشاد السلوک ص:۹۳)

ملاحظہ فرمایئے! گنگوہی رحمہ اللہ تعالیٰ کتنے زوردار الفاظ میں حلولیت کی نفی فرمارہے ہیں مگر غیر مقلدین اپنے اتہام، بہتان تراشی کی عادت اور ہٹ دھرمی سے علماءِ حق رحمہم اللہ تعالیٰ پر اعتراضات فاسدہ کرتے ہیں اَللّٰھُمَّ اھدھم۔

☆......حضرت مولانا مفتی رشید احمد لدھیانوی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ سب حکام آپ سے متحد ہیں بلکہ مطلب یہ ہے کہ آپ کے سامنے حکام کالعدم ہیں" (احسن الفتاوی ج:۱،ص:۵۵۳)

☆......شیخ التفسیر حضرت مولانا ادریس کاندھلوی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"بعض صوفیہ کرام جو وحدۃ الوجود کے قائل ہیں اُن کی یہ مراد ہرگز نہیں کہ بندہ خدا کے ساتھ متحد ہو جاتا ہے اس لئے کہ یہ سراسر کفر اور الحاد ہے" (علم الکلام ص:۱۷۹)

اور دوسرے مقام پر علماءِ دیوبند کا عقیدہ یوں لکھتے ہیں: "حق تعالیٰ کسی چیز کے ساتھ متحد نہیں ہوتا اور نہ کوئی چیز اس کے ساتھ متحد ہوتی ہے اور نہ کوئی چیز اس میں حلول کرتی ہے اور نہ وہ کسی شے میں حلول کرتا ہے" (عقائد الاسلام ص:۳۱، طبع مکتبہ عثمانیہ لاہور، وفی نسخۃ الاخری ص:۵۹)

☆......علماءِ دیوبند کے ترجمان اور محقق ڈاکٹر خالد محمود صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے اتحاد الوجود کی بہترین تردید کی ہے، فرماتے ہیں:

"وہ (صوفیاء......از ناقل) اتحاد وجود کے قائل نہیں اور اس کا یہ مطلب نہیں کہ اِن کے ہاں خدا اور اس کی مخلوق ذاتاً متحد ہو گئے ہیں (معاذ اللہ) جاہل صوفیوں کے اس قول میں کہ ہر چیز خدا ہے بڑا کھلا فرق ہے یہ دوسری بات کفرِ صریح ہے اور اس میں کوئی شک نہیں۔" (آثار الاحسان ج:۲،ص:۲۰۹)

☆......علامہ ابن حجر مکی رحمہ اللہ تعالیٰ (المتوفی:۹۷۴ھ) بھی اسی طرح صوفیاء کرام کے "شطحیات" سے متعلق اظہار کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"لکن بعبارات لایقصد بھا ما یوھمه ظاھرھا فی اتحاد او حلول او انحلال"

(فتاویٰ حدیثیہ ص:۳۱۲)

ترجمہ: لیکن ان (صوفیاء کرام) کی عبارات جس سے ظاہری معنی کا وہم ہوتا ہے یعنی اتحاد، حلول یا انحلال کا تو یہ مراد نہیں ہے۔

☆......حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ تعالیٰ (جن کو غیر مقلدین بھی مستند، معتمد اور مجدد مانتے ہیں دیکھئے تاریخ اہلحدیث ص:۴۴۴) یوں وضاحت فرماتے ہیں:

''منصور نے جو''انا الحق'' کہا اس کی یہ مراد نہیں کہ میں حق ہوں اور حق کے ساتھ متحد ہوں کہ یہ کفر ہے۔'' (مکتوبات مترجم ج:۱،ص:۱۵۴،طبع ادارہ اسلامیات لاہور)

☆......شاہ اسماعیل شہید رحمہ اللہ تعالیٰ نے ''وحدۃ الوجود'' کے دفاع میں ''عبقات'' کے نام سے ایک مستقل کتاب تصنیف فرمائی ہے۔ جس میں ایک مقام پر فرماتے ہیں:

''مسئلہ وحدۃ الوجود کے متعلق عام طور پر یہ جو مشہور ہو گیا ہے کہ اس عقیدے کے ماننے والے کہتے ہیں کہ خالق ہی مخلوق ہے اور مخلوق ہی خالق ہے یعنی ذاتاً دونوں ایک ہی ہیں اس عبقہ میں اس غلط خیال کی تردید کی جائے گی'' (عبقات ص:۶۵، عبقہ نمبر۱۶)

☆......نواب صدیق حسن خان غیر مقلد (متوفی:۱۳۰۷ھ) لکھتے ہیں: ''بعض صوفیہ کی عبارات سے جو کچھ اتحاد کا مفہوم لیا جاتا ہے وہ ان کی مراد کے خلاف ہے کیونکہ ان کی مراد اس کلام سے جس سے اتحاد کا وہم ہوتا ہے''اذا تم الفقر فھو اللّٰہ'' یہ ہے کہ جب فقر تمام ہو جائے اور نیستی محض حاصل ہو جائے تو اس وقت اللہ تعالیٰ کے سوا کچھ باقی نہیں رہتا نہ یہ کہ وہ فقیر خدائے تعالیٰ کے ساتھ متحد ہو جاتا ہے اور خدا بن جاتا ہے۔'' (مجموعہ رسائل ج:۳،ص:۴۱۲)

دوسرے مقام پر شیخ رحمہ اللہ کا بہت عجیب انداز میں دفاع کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ''اس کے بعد شعرانی رحمہ اللہ نے دلائل سمعیہ شرعیہ سے مناسب تفصیل وتقریر کے ساتھ ہر جملہ عقیدہ کو ثابت کیا ہے اور اس کی تائید میں علماء اور اولیاء کے اقوال نقل کئے ہیں، ان عقائد میں وہ مسائل اتحاد وغیرہ جن پر انتقاد کیا گیا ہے مذکور نہیں ہوئے اس لئے کہ شعرانی رحمہ اللہ نے کتاب فتوحات میں بتایا ہے کہ یہ شیخ کے حاسدوں نے ان کے ذمے لگائے ہیں اور تکفیر کی بنیاد انہی مسائل پر ہے۔'' (مجموعہ رسائل ج:۳،ص:۳۷۰)

اور پھر نواب صاحب اسی کتاب میں دوسرے مقام پر لکھتے ہیں: ''میں کہتا ہوں میں نے کتاب فتوحات مکیہ کا مطالعہ کیا تو مجھے اس کتاب کی کئی جگہوں میں اتباع سنت کی تحریض اور ترکِ تقلید کی تحریض ملی

چنانچہ میں نے اس کتاب کو اعتقاد میں اہل حدیث کی مطابقت کرنے والی کتاب پایا جو اس بات کی واضح دلیل ہے کہ اتحاد و حلول کے مسائل اس کتاب میں داخل کر کے شیخ کے ذمے لگائے گئے ہیں۔"

(مجموعہ رسائل ج:۳، ص:۳۷۴)

☆......مشہور غیر مقلد مولانا محمد حنیف ندوی صاحب صوفیاء کرام کے متعلق کہتے ہیں کہ یہ حلول اور اتحاد سے پاک ہیں چنانچہ لکھتے ہیں: "اس سلسلے میں ان لوگوں کی عبارتوں سے دھوکہ نہیں کھانا چاہئے جس سے حلول واتحاد کی بو آتی ہے کیونکہ یہ خود بھی ان شطحیات کو درخور اعتناء نہیں جانتے ان سے ان کا مقصد صرف یہ ہوتا ہے کہ الفاظ و پیرایہ بیان کی مجبوریوں کے باوجود اپنی واردات محبت کی تشریح کریں......"

(عقلیات ابن تیمیہ ص:۳۰۷)

☆......غیر مقلدین کے امامِ اہلحدیث نواب وحید الزمان صاحب لکھتے ہیں: "اما الصوفية الوجودية ومنهم الشيخ ابن عربي فهم لايقولون بالحلول ولا بالاتحاد......الخ"

(ہدیۃ المہدی ص:۵۰)

ترجمہ: "بہر حال وحدۃ الوجود والے صوفیاء اور (پھر) اس میں شیخ ابن عربی یہ حلول اور اتحاد والا قول نہیں کرتے"

☆......ڈاکٹر شفیق الرحمن صاحب غیر مقلد علماءِ دیوبند کے حوالہ سے نقل کرتے ہیں کہ علماءِ دیوبند اتحاد الوجود کے قائل نہیں ہیں الحمد للہ، پہلے عنوان منعقد کیا ہے اور پھر بعد میں تشریح کرتے ہیں، اصل عبارت ملاحظہ فرمایئے:

﴿وحدۃ الوجود کے متعلق دار الافتاء دار العلوم دیوبند انڈیا کا موقف﴾

"وحدۃ الوجود صوفیہ کی اصطلاح ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا وجود کامل ہے اور اس کے بالمقابل تمام ممکنات کا وجود اتنا ناقص ہے کہ کالعدم ہے......تقریر بالا سے معلوم ہوا کہ وحدۃ الوجود کے یہ معنی نہیں کہ سب ممکنات کا وجود اللہ تعالیٰ کے وجود سے متحد ہے بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ وجود کامل صرف واحد ہے بقیہ موجودات کالعدم ہیں جیسے کہ کوئی بادشاہ کے دربار میں درخواست پیش کرے، بادشاہ اسے چھوٹے حکام کی طرف رجوع کا مشورہ دے اور یہ جواب میں کہے کہ حضور آپ ہی سب کچھ ہیں تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ سب حکام آپ سے متحد ہیں بلکہ مطلب یہ ہے کہ آپ کے سامنے سب حکام

کالعدم ہیں'' (سہ ماہی قافلہ حق کے مصنف مولانا محمد امجد سعید صاحب دیوبندی، اشرف الفتاوی، ڈاکٹر عبدالواحد مفتی جامعہ مدنیہ لاہور، حتیٰ کہ اہلحدیث علماء کرام حافظ محدث عبداللہ روپڑی رحمہ اللہ اور شیخ الاسلام ابوالوفاء ثناء اللہ امرتسری رحمہ اللہ نے وحدۃ الوجود کے یہی معنی بیان فرمائے ہیں)''

(اہلسنت کا منہج تعامل ص:۲۱۴،۲۱۵)

دوسری جگہ لکھتے ہیں: ''جہمیہ حلول واتحاد کی طرف گئے ہیں جبکہ اشاعرہ اس کے قائل نہیں''

(اہلسنت کا منہج تعامل ص:۲۲۶)

خلاصۃ التحقیق: ان حوالہ جات کی روشنی میں یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں ہوگئی کہ الحمدللہ ہمارے اکابر علماء احناف علماء دیوبند کثر اللہ سوادہم بالکل اتحاد الوجود یا حلول الوجود کے قائل نہیں ہیں بلکہ وہ صوفیاء کرام جو ''وحدۃ الوجود'' کے قائل ہیں یہ محققین بھی ان کے اس شرکیہ عقیدے سے بری ہیں۔ ان حوالہ جات کے باوجود بھی اگر غیر مقلدین تعصب اور ضد کی وجہ سے تہمت سے کام لے کر اپنی آخرت برباد کریں اور کہیں کہ علماء احناف علماء دیوبند ''اتحاد'' یا ''حلول'' کے قائل ہیں تو وہ جانیں اور ان کی آخرت، حساب کا دن قریب ہے، لہٰذا ہم اتحاد الوجود اور حلول الوجود کے قائل نہیں ہیں بلکہ ہم اس کو بیانگ دھل کفر وشرک کہتے ہیں۔

﴿اتحاد، حلول اور عینیت کے اثبات میں غیر مقلدین کے اقوالِ مردودہ﴾

اس فصل میں ہم غیر مقلدین کو دکھائیں گے کہ تم علماءِ اہلسنت پر جو فاسد الزام اور تہمت لگاتے ہو تو اس کا تفصیلی جواب تو ہم دے چکے ہیں البتہ تم ذرا اپنے گریبانوں میں بھی جھانک کر دیکھو اور اپنی تحریرات کو عقل اور نتیجے کی کسوٹی پر پرکھو اور اپنے مذہب کی بھی فکر کرو اور خود فیصلہ کرو کہ تم لوگوں پر کون سا کا فتویٰ لگنا چاہئے......؟ اب تم لوگ اپنی تحقیق ملاحظہ فرمائیں:

☆......مشہور غیر مقلد عبد القادر حصاری لکھتے ہیں:

''لیکن افسوس ہے کہ اہلحدیث کہلانے والے آج اہل بدعت کے ساتھ ہر دینی کام نماز، سلام، جنازہ، نکاح، مجالست وغیرہ میں اشتراک کر کے ان میں ایسے جذب ہوئے ہیں کہ ان کا عین بن گئے ہیں۔'' (سیاحۃ الجنان ص:۱۳)

سبحان اللہ! ایک طرف مبتدعین کے ساتھ مشارکت اور دوسری طرف اُن میں جذب اور اُن کا عین بن گئے ہیں، کیا غیر مقلدین کا ''وحدۃ الوجود'' ہندوؤں والا ''وحدۃ الوجود'' نہیں......؟ کیا یہ حلول نہیں......؟

☆......غیر مقلدین کا ممدوح ماہر القادری غیر مقلد حمد میں اللہ کی یوں صفت بیان کرتے ہیں:

تیرے حسن تحیرز کی کوئی انتہاء بھی ہے
کہ تو شامل ہے سب میں اور پھر سب سے جدا بھی ہے

اور اگلے صفحہ میں لکھتے ہیں ''حدودِ ذات سے تیرے نہیں ہے کوئی شے باہر'' (ذکر جمیل ص:۴۱،۴۲)

آیا یہ اتحادیت اور حلولیت نہیں ہے......؟ غیر مقلدین اس کی وضاحت کر دیں۔

فائدہ: ماہر القادری کے تعارف کیلئے ہماری کتاب ''اللامذھبیہ تعریفھا وعقائدھا'' دیکھئے۔

☆......غیر مقلدین کے محقق اور مجتہد العصر نواب صدیق حسن خان صاحب کی کتاب میں ہے:

''مخدوم میلا پوری برآن رفتہ کہ در حق تعالیٰ و عالم ہم عینیت حقیقی است و ہم غیریت حقیقی''

ترجمہ: مخدوم میلا پوری فرماتے ہیں کہ خدا اور عالم میں عینیت حقیقی بھی ہے اور غیریت حقیقی بھی۔

(مآثر صدیقی حصہ چہارم ص:۳۲)

☆......غیر مقلد عالم مولانا محمد شاہجہان پوری صاحب نے اپنی کتاب میں شیخ ابن عربی رحمہ اللہ کے

ایک خواب کا ذکر کیا ہے، لکھتے ہیں: ''میں نے نبی کریم ﷺ کو خواب میں دیکھا کہ حضور ﷺ نے ابن حزم سے معانقہ کیا اور ایک دوسرے میں غائب ہو گئے اور صرف رسول اللہ ﷺ ہی نظر آتے تھے، یہ غایت درجہ کا وصل واتحاد ہے۔''

خواب کے اس واقعہ کی بعد میں تردید نہیں کی بلکہ یوں تائید کرتے ہوئے لکھا:

''یہ ان کے اتباع حدیث کا طفیل تھا''

اسی صفحہ پر اپنے والد صاحب کے متعلق نذیر حسین دہلوی صاحب کے بارہ میں ایک خواب بیان کرتے ہیں: ''ایک مقام پہ جناب رسول اللہ ﷺ تشریف رکھتے ہیں، پھر حضور پُرنور ﷺ کی بجائے میاں صاحب (نذیر حسین دہلوی......ناقل) نظر آنے لگے اور اب اس جگہ پر میاں صاحب بیٹھے ہوئے ہیں۔'' (الارشاد الی سبیل الرشاد ص:۳۲۸، ۳۲۹، بنائے حدیث کا ذوق تصوف ص:۱۶۶)

اور یہی واقعہ غیر مقلدین کے محقق اور مناظر پیر بدیع الدین راشدی صاحب نے بھی بیان کیا ہے ملاحظہ فرمائیے اُن کی کتاب ''خطباتِ راشد ص:۴۵۹''

اور اسی طرح کی بات غیر مقلدین کے محقق نواب صدیق حسن خان صاحب نے بھی لکھی ہے:

''وهذه غايةُ الوصلة أن يكون الشيء عين ما ظهرَ، ولا يُعرف أنه هو كما رأيتُ النبيَّ ﷺ وقد عانق أبا محمدٍ بنَ حزم المحدِّث، فغاب الواحدُ في الآخرَ، فلم يُرَ الا واحد، وهو رسولُ الله ﷺ، فهذه غايةُ الوصلة، وهو المعبر عنه بالاتحاد، أي: كون الاثنين عينا للواحد، وما في الوجود أمر زائد.'' ولله در القائل:

تَوَهَّمَ واشِينا بِلَيْلٍ مَزارِنا — فَهَمَّ ليسعى بيننا بالتباعُدِ

فَعَانَقْتُهُ حتى اتَّحَدْنا تعانُقًا — فلمَّا أتانا ما رأى غيرَ واحد

(التاج المکلل ص:۸۷، ناشر: دار السلام ریاض سعودی عرب)

ترجمہ: ''یہ وصال کی انتہاء ہے کہ ایک چیز دوسری چیز کا عین ہو جائے جو کہ ظاہر ہو اور یہ معلوم نہ ہو سکے کہ یہ وہ چیز ہے (یعنی ایک چیز دوسری چیز کے ساتھ ایسے ظاہر ہو جائے کہ پہلی چیز کا پتہ ہی نہ چل سکے) جیسا کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا کہ انہوں نے محدث ابن حزم کے ساتھ معانقہ کیا تو ایک جسم دوسرے میں غائب ہو گیا اور صرف ایک جسم نظر آنے لگا اور وہ رسول اللہ ﷺ ہیں پس یہ اس کا وصل غایہ

ہے اور یہ اتحاد کے ساتھ تعبیر کیا جاتا ہے یعنی دو چیزیں ایک کا عین ہو جائیں اور وجود میں امر زائد نہ ہوں (اسی کو اتحاد کہا جاتا ہے)''...... پھر نیچے شعر کا ترجمہ ملاحظہ فرمائیں:

شعر: ''رات کے وقت ہمارے رقیب نے ہمارے درمیان دوری پیدا کرنے کی کوشش کی تو میں نے اپنے محبوب کے ساتھ اس طریقہ سے معانقہ کیا کہ ہم بالکل ایک ہو گئے تو جب رقیب آیا تو اس کو دو کی بجائے ایک ہی نظر آیا۔''

دوسری کتاب میں لکھتے ہیں: ''**وذکر الشیخ ابن عربی صاحب الفتوحات أنه رأی أبا حزم فی المنام وقد عانق رسول الله ﷺ فغاب أحدهما فی الآخر فلم أعرف أحدهما عن الآخر هذا حاصل معناه وهذا یدل علی حسن عاقبته ولطف علمه وخیرة طریقه وکما اتحاد بالنبی ﷺ ولیس وراء ذلک غایة والله أعلم**'' (ابجد العلوم ج:۱،ص:۶۵۲،تحت عنوان: ذکر حفاظ الاسلام)

دیکھو غیر مقلدو......! خواب پر بھی فتویٰ دینے والے لوگو......! نواب صدیق حسن خان صاحب تو وحدۃ الوجود چھوڑیئے ''اتحاد الوجود'' اور ''حلول الوجود'' کے متعلق گفتار کرتے ہیں، ان کے لئے آپ کے پاس کوئی فتویٰ موجود ہے......؟

☆...... مشہور غیر مقلد مولانا اسحاق بھٹی صاحب شاہ اسحاق دہلوی رحمہ اللہ کے متعلق لکھتے ہیں: ''ان میں ان کے نانا شیخ عبد العزیز دہلوی رحمہ اللہ کی برکت علمی حلول کر گئی تھی'' (گلستان حدیث ص:۷۲)

معلوم ہوا کہ غیر مقلدین حلول کے قائل ہیں اگر چہ یہاں علمی حلول کی بات کی ہے......! ورنہ غیر مقلدین ہمیں علمی حلول کے جواز پر کوئی ایک دلیل ہی پیش کر دیں۔

☆...... غیر مقلد مصنف صوفی احمد الدین حنیف صاحب نے مشہور غیر مقلد عالم مولانا عبد اللہ غزنوی مرحوم کی سوانح میں ایک کتاب لکھی جس میں مولانا عبد اللہ غزنوی کا ایک قول نقل کرتے ہیں:

''آپ نے فرمایا میں دنیا میں نہیں ہوں فقط میرا ظاہر بدن دنیا میں آپ کا مشاہدہ کرتا ہے ورنہ میں آخرت میں ہوں......'' (سوانح عمری عبد اللہ الغزنوی ص:۴۵، ناشر: محمدی اکیڈمی منڈی بہاؤالدین)

مطالبہ: صوفیاء کرام کی اصطلاحات، کیفیات اور ذوقیات نہ ماننے والے حضرات سے مطالبہ ہے کہ مولانا عبد اللہ صاحب کا ایک جسم دنیا میں تھا اور ایک آخرت میں تو آیا دنیا میں کس جسم میں حلول کیا تھا یا

آخرت میں کس جسم میں حلول کیا تھا؟ یا اس تعبیر وتشریح کے علاوہ آپ کسی اور تشریح کے قائل ہیں تو وضاحت فرمادیجئے۔

☆...... غیر مقلدین کے شیخ الاسلام اور امام العصر ابراہیم سیالکوٹی صاحب (موجودہ مرکزی جمیعت اہلحدیث کے سربراہ میر ساجد صاحب کے دادا جان) اپنی کتاب میں نقل کرتے ہیں کہ توجہ اور تاثیر کی اقسام وہ چار ہیں ایک انعکاسی ہے، دوم القائی ہے، سوم اصلاحی ہے اور چوتھی اتحادی ہے، چوتھی قسم یعنی اتحادی کی تفصیل ان الفاظ میں نقل کرتے ہیں:

''چوتھی قسم تاثیر اتحادی ہے کہ شیخ (پیر حقانی) اپنی روح کو جو کہ کمال کی حامل ہے فیض حاصل کرنے والے (مرید) کی روح کے ساتھ پوری قوت سے متحد کردیتا ہے تاکہ شیخ کی روح کا کمال مستفید کی روح میں منتقل ہوجائے اور یہ مرتبہ تاثیر کی اقسام میں سب سے زیادہ قوی ہے کیونکہ ظاہر ہے کہ ہر دو روحوں کے اتحاد سے جو کمال کہ شیخ کی روح میں ہے وہ تلمیذ (مرید باصفا وشاگرد رشید) کی روح میں پہنچ جاتا ہے اور بار بار استفادہ کی حاجت نہیں رہتی اور اس قسم کی تاثیر اولیاء اللہ میں بھی گاہے بگاہے واقع ہوجاتی ہے۔''

پھر آگے مزید لکھتے ہیں: حضرت مجدد صاحب رحمہ اللہ کے مرشد کامل حضرت خواجہ باقی باللہ صاحب رحمہ اللہ کا ایسا ہی ایک واقعہ نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

ترجمہ: ''غرضیکہ اس جھنجھوڑنے میں حضرت جبریل علیہ السلام کی تاثیر اتحادی تھی کہ انہوں نے اپنی لطیف روح کو آنحضرت ﷺ کے بدن مبارک میں مساموں کے رستے آپ ﷺ کی روح مبارک کے ساتھ متحد کردیا اور ان کو شیر وشکر کی طرح ملادیا اور بشریت وملکیت کے درمیان ایک ایسی عجیب حالت پیدا ہوگئی جو زبان قال میں نہیں آسکتی، بس اسے وہی دل سمجھ سکتا ہے جس پر وہ حالت طاری ہوتی ہے کیونکہ زبان کوائف سے نا آشنا ہے، خدا تعالیٰ نے وجدان کے لئے دل پیدا کیا ہے نہ کہ زبان۔'' (سراجا منیرا ص: ۳۷، ۳۸)

☆...... غیر مقلدین نے ایک اصول لکھا ہے کہ ''فنا فی اللہ'' بھی اتحاد الوجود کا ایک ٹکڑا ہے چنانچہ ارشاد اللہ امان صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''اتحاد ثلاثہ کا تیسرا ٹکڑا وحدۃ الشہود ہے اس کو ''فنا فی اللہ'' ہونا بھی کہتے ہیں، اس کا مطلب یہ ہے کہ بندہ اپنی محبت اور ریاضت کو اس قدر فروغ دے کہ حلولیوں کی طرح اللہ تعالیٰ کو عرش سے اتار کر کسی ذات میں داخل کرنے کی بجائے خود عروج کرے اور بلند ہوکر ذات الٰہی میں داخل ہوجائے اور اس طرح اپنی ذات کو فنا کر

کے بقا حاصل کر لے'' (حق کی تلاش ص: ۳۷۲، دارالتوحید کراچی، دوسرا نسخہ ص: ۳۱۷، ۳۱۸، مکتبہ دارالاندلس)

یعنی ''فنا فی اللہ'' بھی اتحاد الوجود کا حصہ ہے۔

اب آیئے غیر مقلدین کے اس اصول کے مطابق غیر مقلدین کی چند عبارات ملاحظہ فرمایئے کہ ان میں اسی ''فنا'' کا تذکرہ موجود ہے، گویا غیر مقلدین اپنے اصول اور اپنے خود ساختہ قانون کے مطابق خود اتحاد الوجود کے قائل ٹھہرتے ہیں:

☆......شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ جن کو غیر مقلدین اپنا بزرگ سمجھتے ہیں (**سیأتی التفصیل فی موضعه ان شاء اللّٰه**) لکھتے ہیں:

''اور استغراق توحیدِ وجودی اور توحیدِ فعلی میں اپنے کو ایسا رکھنا جیسا کہ نہلانے والے کے ہاتھ میں میت رہتی ہے اور اپنی صفات اور غیر کی صفات کو اللہ تعالیٰ کی صفات میں فنا سمجھنا بلکہ اپنی ذات اللہ تعالیٰ کی ذات میں محو کرنا اور اس کا حسن و جمال ہر مظہر میں مشاہدہ کرنا، حاصل کلام سابق میں لوگ ان امور میں زیادہ کوشش کرتے تھے پھر اس کے بعد ابتداء سلوک میں انوار و تجلیات سے فیض یاب ہوتے تھے اور انتہاء سلوک میں فناء اور بقاء کے درجہ سے فائز ہوتے تھے اور اتحاد کا دم بھرتے تھے ''**انا من اهوی ومن اهوی انا**'' یعنی میں وہ ہوں کہ اس کو چاہتا ہوں اور جس کو چاہتا ہوں وہ میں ہوں۔''

(فتاویٰ عزیزی ص: ۱۲۴، ناشر: ایچ ایم سعید کراچی)

☆......مولانا عبدالرزاق ملیح آبادی صاحب غیر مقلد جنہوں نے حافظ ابن تیمیہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی کتاب کا ترجمہ کیا ہے تو اس میں یوں لکھتے ہیں:

''ولایت کی دلیل فقط ایک ہے اور وہ محمد ﷺ کی غلامی ہے جو جتنا ان کے قریب ہوا وہ اتنا بڑا ولی ہوا، جو جتنا ان کی ذات اور ان کی سنت میں فنا ہوا وہ اتنا ہی مقرب بارگاہِ الٰہی ہوا''

(تصوف کی حقیقت ص: ۵، ناشر: طارق اکیڈمی فیصل آباد، بحوالہ ذوقِ تصوف ص: ۱۷۰)

غیر مقلدو......! تم خود بتاؤ کہ تمہارے اصول کے مطابق تم میں سے کتنے لوگ نبی کریم ﷺ کی ذات میں فنا ہوئے ہیں اور اس کے ذریعے سے کتنے غیر مقلد مقربین کے درجہ کو پہنچے ہیں......؟

تنبیہ: غیر مقلدین تصوف کی اصطلاحات کو نہیں مانتے اور ہر چیز کے لغوی معنی مراد لیتے ہیں تبھی ہم اس کتاب میں بعض تبصرے ان کے ذہن کی عکاسی کے مطابق کریں گے نیز اگر چہ ان تبصروں اور تعریض

کے ساتھ ہمارا متفق ہونا ضروری نہیں ہے صرف غیر مقلدین کو ان کی شکل اُن ہی کے آئینے میں دکھانا مقصود ہوتا ہوگا **کما لایخفی علی اولی الابصار.**

☆...... مشہور غیر مقلد محقق و مصنف مولانا محمد صادق سیالکوٹی صاحب لکھتے ہیں:

''علامہ اقبال کہتے ہیں کہ اگر تو اُن تک نہ پہنچا یعنی حضور انور ﷺ تک تو پھر تو پورا ابولہب ہے گویا اطاعت رسول ﷺ کی از حد تاکید کی گئی ہے، فنافی الرسول ﷺ ہو جانے کا سبق دیا گیا ہے۔''

(ضرب حدیث ص:۴۱، ناشر: نعمانی کتب خانہ لاہور، علمائے اہلحدیث کا ذوق تصوف ص:۱۳۸)

☆...... مشہور غیر مقلد سید ابو بکر غزنوی صاحب اپنی تالیف میں لکھتے ہیں:

''صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو دیکھئے! انہوں نے جو کچھ پایا سب <u>آنحضرت ﷺ کی ذات میں فنا ہونے سے پایا۔</u>'' (خطبات و مقالات ص:۲۶)

☆...... مولانا محمد حنیف ندوی صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''عشق و محبت کی وادی پر شوق میں ایک مقام ایسا بھی آتا ہے کہ جہاں سالک اپنی <u>ذات کو بھول جاتا</u> ہے اور اس <u>وسیع و بیکراں ذات میں جذب</u> ہو جاتا ہے۔'' (عقلیات ابن تیمیہ ص:۳۰۷)

غیر مقلدین سے عرض ہے کہ یہ عبارت آپ کے نزد حلول یا اتحاد پر دال ہے یا نہیں......؟ اگر نہیں تو وجہ بیان فرمادیں۔

ندوی صاحب نے ہر چیز کے باطن میں خدا تعالیٰ کی تصریح کی ہے۔

اسی کتاب میں لکھتے ہیں: ''جاری و ساری خدا سے مقصود یہ ہے کہ نہ تو تخلیق و آفرینش کا یہ تماشا ایسا ہے جو صرف اس کی حدودِ علم و تصور ہے کہ اندر جلوہ فگن ہو اور ہر طرح کی مصروفیت اور خارجی وجود سے محروم ہو اور نہ اس کی حیثیت ایسے صانع و مصنوع کی ہے کہ جن کو زمان و مکان کے فاصلوں نے جدا جدا اور الگ کر رکھا ہو بلکہ اس کی حیثیت ایسے داخلی عنصر، ایسی باطنی کارفرما اور نفس شی میں داخل و نہاں تحقیقی جوہر کی ہے جو باہر رہ کر نہیں <u>بلکہ ہر شئے کے رگ و پے میں سما کر اور اندر رہ کر تربیت و پرورش کے کار عظیم کو انجام دینے میں مصروف ہے۔</u>'' (عقلیات ابن تیمیہ ص:۳۰۹)

تو اس عبارت کو ملاحظہ فرمایئے: ''ہر شئے کے رگ و پے میں سما کر اور اندر رہ کر تربیت و پرورش کے کار عظیم کو انجام دینے میں مصروف ہے۔''

☆......غیر مقلد مفتی اعظم ومحدث اعظم اور مجتہد العصر عبداللہ روپڑی صاحب لکھتے ہیں:

''خدا کی ذات سے کسی کو عشق ہو جائے تو چونکہ تمام اشیاء اس کی آثار اور صفات کا مظہر ہیں اس لئے خدائی عاشق پر اس حالت کا زیادہ اثر ہوتا ہے یہاں تک کہ ہر شئے سے اس کو خدا نظر آتا ہے وہ شئے نظر نہیں آتی ہے......الخ'' (فتاوی اہلحدیث ج:۱،ص:۱۵۳)

☆......غیر مقلدین کے شیخ الاسلام ثناء اللہ امرتسری صاحب ایک رباعی نقل کر کے لکھتے ہیں: ''مسلم نے حرم میں راگ گایا تیرا ہندو نے صنم میں جلوہ پایا......الخ'' (فتاوی ثنائیہ ج:۱،ص:۱۴۸)

یعنی ظاہری کلام کے مطابق خدا تعالیٰ نے بت میں حلول کیا العیاذ باللہ، غیر مقلدین بتلائیں کہ حلولیت ان کے لئے کب سے روا ہوگئی......؟

دوسری کتاب میں لکھتے ہیں: ''عشق وہ آگ ہے جو اللہ تعالیٰ کے سوا ہر چیز کو خاکستر کر دیتی ہے، جو لوگ عشق الٰہی کے نور سے منور ہو گئے ہیں وہ تمام چیزوں سے روگردان ہو چکے ہیں حتیٰ کہ ان کو حسب ونسب کا بھی خیال نہیں رہتا، وہ تو اس قدر عشق الٰہی میں مست الست ہوتے ہیں کہ بجز ذات محبوب حقیقی کے کسی چیز پر ان کی نظر نہیں ٹکتی بلکہ اجسام مادیہ کو بھی وہ اسی نظر سے دیکھتے ہیں کہ ان کو خدا ہی نظر آتا ہے۔''

(تفسیر ثنائی:۲/۹۹۴،طبع مکتبہ اصحاب الحدیث، دوسرا نسخہ:۲/۳۵۲،طبع مکتبہ قدوسیہ لاہور، تحت سورۃ النور:۳۵)

امرتسری صاحب یہاں پر اقرار فرما رہے ہیں کہ جو لوگ عشق الٰہی کے نور سے منور ہو گئے ہوں تو وہ اجسام مادیہ کو بھی اسی نظر سے دیکھتے ہیں کہ ان کو اس میں اللہ تعالیٰ ہی نظر آتا ہے اور اجسام مادیہ میں بھیڑ، بکری، خنزیر، کتا، شجر وحجر، گھوڑا وغیرہ سب آتے ہیں تو کیا مطلب ہوا کہ ان اشیاء (بھیڑ، بکری، خنزیر، کتا، شجر وحجر، گھوڑا وغیرہ) میں انہیں خدا تعالیٰ نظر آتا ہے یعنی غیر مقلدین کے نظریے کے مطابق خدا تعالیٰ نے ان اشیاء میں حلول کیا ہے **نعوذ باللہ۔**

☆......نواب صدیق حسن خان صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''تمام طرق مشائخ کا مرجع تحصیل نسبت کی طرف ہے اور یہ نسبت نام اللہ تعالیٰ کی ذات اور سکینت ونور کے ساتھ ایک طرح کی انتساب وارتباط کا، نسبت کی حقیقت یہ ہے کہ یہ ایک کیفیت ہے جو نفس ناطقہ کے اندر حلول کر جاتی ہے اور نفس ملائکہ کے مشابہ ہو جاتا ہے......الخ'' (ابقاء المنن ص:۱۵۴،ناشر: دار الدعوۃ السلفیہ لاہور)

☆......ایک اور مشہور غیر مقلد ڈاکٹر ذاکر نائیک صاحب کی عبارت ملاحظہ کیجئے، لکھتے ہیں:

''اگر خدا چاہے تو وہ انسانی صورت میں آسکتا ہے تاہم اس کے بعد وہ خدا نہیں رہے گا''۔

(مذاہب عالم میں تصور خدا ص:۳۱، مترجم: سید امتیاز احمد)

غیر مقلدو......! اتنی سنگین تحاریر کے بعد بھی تم اپنے بزرگوں کے لئے صم بکم عمی ......؟ اور ہماری وضاحت شدہ عبارات کے باوجود بھی سارا غصہ ہمارے لئے......؟ کچھ انصاف فرمایئے!

آخر میں ہم آپ کو غیر مقلدین کی کتاب سے صریح حوالہ دکھاتے ہیں کہ غیر مقلدین کا مذہب حلولیت اور اتحادیت کا مذہب ہے، چنانچہ غیر مقلدین نے اپنی کتاب میں سعودی عرب کے قاضی شیخ محمد بن عبداللطیف صاحب کا ایک قول نقل کیا ہے، جس میں وہ کہتے ہیں:

''مولوی ثناء اللہ نے اپنی تفسیر میں حلولیہ، اتحادیہ، جمیہ اور معتزلہ کے مذاہب کو جمع کر رکھا ہے...... الخ'' (فیصلہ مکہ ص:۱۷)

☆......مشہور مترجم صحاح ستہ نواب وحید الزمان صاحب (جن کو غیر مقلدین امام اہلحدیث کہتے ہیں دیکھئے ''مسلکی تحقیقی جائزہ ص:۹۴۴'') لکھتے ہیں:

''وجود سب ممکنات کا عین خدا ہے'' (رفع العجاجہ ج:۱، ص:۵۰۷)

دوسری کتاب میں لکھتے ہیں: ''فصوص الحکم میں جو بعض الفاظ عین اور اتحاد وغیرہ ان کے قلم سے نکلے ہیں ان کا بھی یہی مطلب ہے کہ وجود ہمارا من وجہ وجودِ الٰہی کا عین ہے یعنی اس وجود کا سایہ ہے، دوسرا کوئی مستقل وجود ہمارا نہیں ورنہ ہم اپنی بقاء میں معاذ اللہ خدا سے بے پرواہ ہو جائیں گے''۔

(تیسیر الباری ج:۴، ص:۲۶۶، دوسرا نسخہ ص:۳۲۶)

دوسری کتاب میں لکھتے ہیں: انما یقولون ان الحق عین الخلق من وجہ یعنی من جھة الوجود.. (ہدیۃ المہدی ص:۵۰)

''صوفیاء کہتے ہیں کہ اللہ پاک عین مخلوق ہے تو یہ عین من وجہ ہے یعنی من جھة الوجود ہے''

بس انہی حوالہ جات پر اکتفاء کرتے ہیں، مزید بھی لکھے جاسکتے ہیں مگر ہم نے اختصار سے کام لیتے ہوئے اور اپنے موضوع کو مدلل کرتے ہوئے یہ چند حوالہ جات نقل کئے ہیں ورنہ اس موضوع پر کافی حوالہ جات پیش کئے جاسکتے ہیں مگر ماننے والوں کے لئے یہ چند دلائل بھی کافی ہیں اور نہ ماننے والوں کے لئے ہزاروں دلائل بھی بے جا ہیں۔

﴿فقہاء، محدثین، اکابرین امت اور وحدۃ الوجود﴾

ہم غیر مقلدین کے سامنے امت محمد یہ کے چند اکابرین واسلاف رحمہم اللہ تعالیٰ پیش کرتے ہیں تاکہ غیر مقلدین میں فکر اور سوچ پیدا ہو جائے کہ وہ مطلق "وحدۃ الوجود" کو کفر کہنے سے کتنے علماء کی تکفیر کر رہے ہیں معاذ اللہ! اور تمہاری اس تکفیر سے اُن کو تو کوئی نقصان نہیں پہنچتا البتہ اپنی عاقبت ضرور خراب کردو گے اور لوگ بھی تمہارے اس تکفیری ذہن کا تماشا دیکھیں گے۔

اور دوسرا یہ کہ شیخ افضل السلفی صاحب لکھتے ہیں: "یہ کیسے ممکن ہے کہ تقلید حرام ہو اور سلف صالحین اس کا ارتکاب کریں؟" (الرسالہ ص:۵۲۸)

تو ہم بھی اسلاف واکابرین امت کے چند حوالہ جات پیش کریں گے اور یہ کہیں گے کہ "اگر وحدۃ الوجود شرک ہو اور سلف صالحین واکابرین امت اس کا ارتکاب کریں، یہ کیسے ممکن ہے؟"

اسی وجہ سے غیر مقلدین کو اُن کے اپنے بزرگ بھی اس طرح کی نصیحت کرتے ہیں چنانچہ نواب صدیق حسن خان صاحب غیر مقلد (المتوفی:۱۳۰۷ھ) لکھتے ہیں:

"مذہب وحدۃ الوجود اور مذہب وحدۃ الشہود دونوں پر اگر نظر ڈالی جائے تو جس طرح ایک جانب بہت دلائل ہیں اسی طرح دوسری طرف بھی بہت دلیلیں ہیں، ہم پر اعتقاد لازم ہے کہ ہم کسی جانب بھی ضلالت اور گمراہی کا خیال دل میں نہ لائیں کیونکہ اس میں بہت سے علماءِ کرام اور مشائخ عظام کی تضلیل وتکفیر لازم آتی ہے۔" (مآثر صدیقی حصہ چہارم ص:۳۹)

اب غیر مقلدین اپنے گریبانوں میں نظر ڈالیں کہ انہوں نے کتنے علماء کی تکفیر کی ہوگی!!! آیئے اور ملاحظہ فرمایئے کہ کتنے اکابرین امت وحدۃ الوجود کے قائل یا اس کی حمایت کرنے والے ہیں؟

۱۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ:

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ (المتوفی:۱۱۷۶ھ) نے وحدۃ الوجود کے متعلق مفصل مضمون لکھا ہے، تفصیل لکھنے کے بعد فرماتے ہیں:

"تو پہلے مذہب کا نام وحدۃ الوجود ہے اور دوسرے کا نام وحدۃ الشہود ہے اور ہمارے نزدیک دونوں مکاشفے صحیح ہیں۔" (فیصلہ وحدۃ الوجود والشہود ص:۷)

دوسرے مقام پر فرماتے ہیں: ''اکابرین کے نزدیک مسلّم بات ہے کہ اللہ کے علاوہ کوئی چیز موجود نہیں ہے'' (انفاس العارفین ص:۲۲۱)

مولانا ابوالکلام آزاد صاحب رحمہ اللہ تعالی (جن کو غیر مقلدین تارک التقلید اور اہلحدیث سمجھتے ہیں) شاہ صاحب رحمہ اللہ تعالی کے حوالہ سے لکھتے ہیں: ''شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ نے تو یہاں تک لکھ دیا ہے کہ اگر میں مسئلہ وحدۃ الوجود کو ثابت کرنا چاہوں تو قرآن وحدیث کے تمام نصوص وظواہر سے اس کا اثبات کر سکتا ہوں۔'' (تفسیر ترجمان القرآن ج:۱،ص:۱۷۲)

غیر مقلدین کی ایک کتاب میں شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ تعالی کی ''وحدۃ الوجود'' کتاب کا تعارف ہے جس میں شاہ ولی اللہ صاحب رحمہ اللہ تعالی کی کتاب کو خراجِ تحسین بھی پیش کیا گیا ہے نیز اس کتاب کا مطالعہ کرنے کی ترغیب بھی دی گئی ہے، اصل عبارت ملاحظہ فرمایئے:

''الٰہیات کے سلسلے میں یہ بحث خاص طور سے بڑی اہمیت کی حامل ہے کہ اللہ تعالی اور کائنات میں ربط وتعلق کی نوعیت کیا ہے؟ اس ضمن میں ابن عربی رحمہ اللہ نے وحدت وجود کا نظریہ پیش کیا ہے جس کا دو لفظوں میں مطلب یہ ہے کہ بحر وجد دراصل ایک ہے اور تمام کائنات اسی بحر بیکراں کی موجیں ہیں...... مجدد الف ثانی رحمہ اللہ نے اس کے مقابلے میں نظریہ شہود کی وضاحت کی ہے جس میں دو وجود ہیں، ایک مادی دنیا کا اور دوسرا حقیقت وراء الوراء کا، حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ نے ان دونوں نظریوں کے درمیان تطبیق دینے کی کوشش کی ہے، شاہ صاحب رحمہ اللہ سے اس دور کے معروف عالم اسماعیل بن عبداللہ آفندی رومی مدنی رحمہ اللہ نے اس سلسلے میں سوال کیا تو انہوں نے بذریعہ مکتوب اس کا تفصیلی جواب دیا جو کتابی شکل میں اشاعت پذیر ہوا، یہ مکتوب عربی زبان میں مکتوب مدنی سے موسوم ہے...... مولانا مرحوم نے شاہ صاحب کی اس اہم علمی کاوش کا شگفتہ اور سلیس اردو ترجمہ کر دیا ہے، وحدت وجود اور وحدت شہود کے موضوع سے دلچسپی رکھنے والوں کے لئے اس کا مطالعہ نہایت مفید ثابت ہوگا۔''

(اشاعت خاص بیاد مولانا محمد حنیف ندوی ص:۱۴۷، علمائے اہلحدیث کا ذوق تصوف ص:۱۰۸)

یہی عبارت مولانا اسحاق بھٹی صاحب کی کتاب ''قافلہ حدیث ص:۳۳۷، علمائے اہلحدیث میں تصوف کی خوشبو ج:۱،ص:۴۴۹'' میں بھی موجود ہے۔ اور اس پر گواہی غیر مقلدین نے بھی دی ہے کہ شاہ صاحب رحمہ اللہ تعالی وحدۃ الوجود کے قائل تھے چنانچہ عطاء اللہ ڈیروی غیر مقلد لکھتے ہیں:

''شاہ ولی اللہ لکھتے ہیں فرمایا: میں نے عرفاء وعلماء کی ایک بڑی مجلس میں مسئلہ وحدۃ الوجود ثابت کر دکھایا، عقائد متکلمین پر مبنی عبارات کے حوالے پیش کئے اور عقلی ونقلی دلائل دیئے مگر اس تمام بحث کے دوران وحدۃ الوجود کی اصطلاح کو ذکر نہیں کیا، انہوں نے تمام دلائل قبول کر لئے۔ گویا خلاصہ یہ نکلا کہ لفظوں کے پجاری علماء کا اکثر تعصب لفظوں سے ہوتا ہے'' (انفاس العارفین ص:۲۱۷) ''اس سے صاف عیاں ہے کہ شاہ ولی اللہ بھی وحدۃ الوجود کے قائل تھے'' (عقیدہ صوفیت ص:۱۸۳)

اور عبدالعزیز نورستانی صاحب لکھتے ہیں:

''خواہ وہ نظریہ وعقیدہ اور تعبیر ڈاکٹر اسرار احمد صاحب کا ہو یا مناظر احسن گیلانی صاحب کا یا شیخ احمد سرہندی اور شاہ ولی اللہ دہلوی کا ہو......الخ'' (نظریہ توحید وجودی اور ڈاکٹر اسرار احمد ص:۱۵)

۲۔ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ:

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ (التوفی:۱۲۳۹ھ، جن کو غیر مقلدین اپنا بزرگ مانتے ہیں جیسا کہ غیر مقلد شیخ الحدیث مولانا اسماعیل سلفی صاحب لکھتے ہیں: ''شاہ عبدالعزیز عقیدۃً اہلحدیث تھے۔'' (تحریک آزادی فکر ص:۱۰۶، تراجم علمائے اہلحدیث ہند ص:۴۹ وغیرہ) لکھتے ہیں:

''اور استغراق توحید وجودی اور توحید فعلی میں اپنے کو ایسا رکھنا جیسا کہ نہلانے والے کے ہاتھ میں میت رہتی ہے اور اپنی صفات اور غیر کی صفات کو اللہ تعالیٰ کی صفات میں فنا سمجھنا بلکہ اپنی ذات اللہ تعالیٰ کی ذات میں محو کرنا اور اس کا حسن وجمال ہر مظہر میں مشاہدہ کرنا، حاصل کلام سابق میں لوگ ان امور میں زیادہ کوشش کرتے تھے پھر اس کے بعد ابتداء سلوک میں انوار وتجلیات سے فیض یاب ہوتے تھے اور انتہاء سلوک میں فناء اور بقاء کے درجہ سے فائز ہوتے تھے اور اتحاد کا دم بھرتے تھے'' **انا من اھوی ومن اھوی انا** ''یعنی میں وہ ہوں کہ اس کو چاہتا ہوں اور جس کو چاہتا ہوں وہ میں ہوں۔''

(فتاویٰ عزیزی ص:۱۳۳، ناشر: ایچ ایم سعید کراچی)

شاہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ یہ فلسفہ بیان کرنے کے بعد اسی فتاویٰ میں وحدۃ الوجود کے متعلق لکھتے ہیں:

''اور یہ امر (وحدۃ الوجود......از ناقل) فی نفسہٖ صحیح ہے اور حق ہے اور کسی طرح سے خلاف شرع نہیں......'' پھر اس سے آگے مسئلہ وحدۃ الوجود قرآن سے ثابت کرتے ہیں: ''چنانچہ اس مسئلہ کا ثبوت اس

آیت سے ہوتا ہے......" (آیاتِ کریمہ پیش کی ہیں اور پھر ایک اور آیت پیش کر کے لکھتے ہیں کہ......)
اور اس آیت سے بھی یہ مسئلہ ثابت ہوتا ہے......(آیت پیش کر کے لکھتے ہیں) یہ معنی وحدۃ الوجود کا ہے
اور وحدۃ شہود کا معنی یہ ہے کہ......الخ" (فتاوی عزیزی ص:۱۴۱،۱۴۲)

مزید لکھتے ہیں: "توحید وجودی پر صوفیاء کا اجماع ہے......وحدت وجود مرتبہ ذات خلوص اطلاق میں حق ہے......فی الواقع دونوں امر (وحدۃ الوجود، وحدۃ الشہود......ناقل) صحیح ہیں" (ایضاً ص:۱۴۳)

یعنی مسئلہ وحدۃ الوجود کو نہ صرف صحیح بلکہ اجماعی کہا بلکہ قرآن پاک سے استدلالاً ثابت کرنے کی بھی کوشش کی سبحان اللہ......! اور موصوف اتنی معتبر شخصیت کے مالک ہیں کہ غیر مقلدین بھی اُن کی توصیف بیان کرنے میں خود کو روک نہ پائے اور اُن کو خراجِ تحسین پیش کی۔ چنانچہ خود غیر مقلد محقق و مناظر عبداللہ بہاولپوری صاحب شاہ ولی اللہ اور شاہ عبدالعزیز رحمہما اللہ تعالی کے متعلق لکھتے ہیں:

"اب یہ شاہ ولی اللہ صاحب، شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نے حدیث کی بڑی خدمت کی، انہوں نے قرآن کی بڑی خدمت کی لیکن سارے وحدۃ الوجود کا شکار ہیں"

(خطبات بہاولپوری ج:۱،ص:۳۲۶، ناشر: مکتبہ اسلامیہ لاہور)

۳۔ شاہ رفیع الدین صاحب رحمہ اللہ تعالی:

شاہ رفیع الدین صاحب رحمہ اللہ تعالی فرزندِ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالی نے وحدۃ الوجود کے دفاع میں "دمغ الباطل" کے نام سے مستقل کتاب تصنیف فرمائی ہے جس میں انہوں نے ابن عربی رحمہ اللہ تعالی کی پیش کردہ وحدۃ الوجود کی صحیح اور مفصل انداز میں تشریح اور وضاحت بیان فرمائی ہے اور یہ بھی لکھا ہے کہ یہ بے شمار اکابرین اور اولیاء کرام کا نظریہ تھا اور صحیح نظریہ ہے۔ اور یہ کتاب گوجرانوالہ سے شیخ صوفی عبدالحمید سواتی صاحب رحمہ اللہ تعالی کی نگرانی میں شائع ہوئی۔

۴۔ شاہ اسماعیل شہید رحمہ اللہ تعالی:

شاہ اسماعیل شہید رحمہ اللہ تعالی نے بھی صوفیاءِ کرام اور وحدۃ الوجود کے دفاع میں "عبقات" کے نام سے ایک کتاب لکھی ہے جس میں ایک مقام پر لکھتے ہیں:

"مسئلہ وحدۃ الوجود کے متعلق عام طور پر یہ جو مشہور ہو گیا ہے کہ اس عقیدے کے ماننے والے کہتے

ہیں کہ خالق ہی مخلوق ہے اور مخلوق ہی خالق ہے۔یعنی ذاتاً دونوں ایک ہی ہیں اس عبقہ میں اس غلط خیال کی تردید کی جائے گی''(عبقات ص:٦٥،عبقہ نمبر:١٦)

دوسری جگہ فرماتے ہیں:''اسی طرح جب اس طالب کے نفس کامل کو رحمانی کشش اور جذب کی موجیں''احدیت'' کے دریاؤں کی گہری تہہ میں کھینچ لے جاتی ہیں تو''انا الحق ''اور''لیس فی جبیی سوی اللّٰہ '' کا آوازہ اس سے صادر ہونے لگتا ہے اور یہ حدیث قدسی:''کنت سمعه الذی یسمع به وبصره الذی یبصر به ویده التی یبطش بها ''ایک روایت کی رو سے''ولسانه الذی یتکلم به ''اس مثال کی حکایت سے ہے اور حدیث:''اذقال اللّٰہ علی لسان نبیه سمع اللّٰہ لمن حمده ''اور حدیث:''یقضی اللّٰہ علی لسان نبیه ماشاء ''اسی سے کفایت ہے اور یہ نہایت باریک بات اور نہایت نازک مسئلہ ہے چاہئے کہ تو اس میں خوب تامل وغور کرے اور اس کی تفصیل کو دوسرے مقام پر چھوڑے اور زنہار خبردار! اس معاملہ پر تعجب نہ کرنا اور انکار سے پیش نہ آنا کیونکہ جب وادی القدس کی آگ سے ندائے''انی انا اللّٰہ رب العالمین ''صادر ہوئی تھی پھر اشرف المخلوقات سے جو حضرت ذات سبحانہ کا نمونہ ہے اگر''انا الحق '' کی آواز صادر ہو تو کوئی تعجب کی بات نہیں ہے''
(صراط مستقیم ص:١٤)

دوسری جگہ فرماتے ہیں:''پوچھنے والا اگر یہ پوچھے کہ کائنات کی یہ چیزیں یعنی آسمان وزمین، شجر وحجر، درخت، پتھر، آدمی، گھوڑے یہ کیا ہیں؟ کیا یہ بجنسہ خدا ہیں یعنی اللہ تعالیٰ کا عین ہیں یا غیر ہیں؟ ہم اس کے جواب میں کہیں گے کہ شجر وحجر سے تمہاری کیا مراد ہے؟ شجر ہونے یا حجر ہونے کے جو آثار ہیں ان آثار کا مبدا اور ان احکام کی جو چیز منشاء ہے اگر یہ مقصود ہے تو میں کہتا ہوں کہ ایسی صورت میں یہ ساری چیزیں بجنسہ اللہ اور عین خدا ہیں''(عبقات ص:١٦١)

اسی وجہ سے تو ارشاد اللہ امان غیر مقلد لکھتے ہیں:''وحدت الوجود کے نظریئے نے اس قدر زور پکڑا کہ ساری دنیا میں اس کے حامی اور علمبردار پیدا ہو گئے، کہیں مولانا جلال الدین رومی نے اس کا نعرہ لگایا اور کہیں خاندانِ ولی اللہ نے اس کے جھنڈے اٹھائے اور آج اسلام کی جو صورت بنی ہے اس میں سب سے بڑا ہاتھ اس نظریہ کا ہے''(تلاش حق ص:٣٨٢،صحیفہ اہلحدیث کراچی ج:٩٨،ص:١٣،شمارہ:٣،دسمبر ٢٠١٥ء)

۵۔ مجددالف ثانی رحمہ اللہ تعالیٰ:

مجدد الف ثانی رحمہ اللہ تعالیٰ (المتوفی: ۱۰۳۴ھ) بھی وحدۃ الوجود کے قائل تھے، طوالت کے خوف سے یہاں ان کی عبارت ذکر نہیں کی جاسکتی ملاحظہ فرمائیے (مکتوبات دفتر اول حصہ اول مکتوب نمبر: ۳۱، مکتوبات جلد دوم مکتوب نمبر: ۴۴، مکتوبات جلد دوم مکتوب نمبر: ۴۵)

اسی لئے تو عبدالعزیز نورستانی صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں: ''خواہ وہ نظریہ وعقیدہ اور تعبیر ڈاکٹر اسرار احمد صاحب کا ہو یا مناظر احسن گیلانی صاحب کا یا شیخ احمد سرہندی اور شاہ ولی اللہ دہلوی کا ہو......الخ''
(نظریہ توحید وجودی اور ڈاکٹر اسرار احمد ص: ۱۵)

غیر مقلد محقق ارشاد اللہ امان صاحب کی تحقیق کے مطابق مجدد الف ثانی رحمہ اللہ تعالیٰ وحدۃ الشہود کے قائل تھے چنانچہ لکھتے ہیں: ''برصغیر ہند وپاک میں مجدد الف ثانی سرہندی نے اسے (وحدۃ الشہود......ناقل) اوج کمال تک پہنچایا ہے'' (تلاش حق ص: ۳۸۳، ناشر: دار التوحید کراچی)

اسی طرح کا اشارہ بلکہ تصریح غیر مقلدین کے شیخ التفسیر عبدالسلام رستمی صاحب نے بھی کی ہے ملاحظہ فرمائیے (نظریہ توحید وجودی اور ڈاکٹر اسرار احمد ص: ۴۰، مؤلفہ: ڈاکٹر شفیق الرحمن)

۶۔ امام فخر الدین رازی رحمہ اللہ تعالیٰ:

چونکہ وحدۃ الوجود کی اصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا ہر چیز معدوم ہے، وجودِ حقیقی صرف اللہ تعالیٰ کی ذات کو حاصل ہے اور باقی ہر چیز کا وجود محض اعتباری ہے تو اسی وجہ سے مشہور مفسر قرآن امام فخر الدین رازی رحمہ اللہ (المتوفی: ۶۰۶ھ) نے اپنی مایہ ناز تفسیر ''تفسیر کبیر'' میں ان الفاظ کے ساتھ متعدد جگہ تصریح فرمائی ہے:

''وَالْمُمْكِنُ لِذَاتِهٖ مَعْدُوْمٌ بِالنَّظْرِ اِلٰى ذَاتِهٖ وَمَوْجُوْدٌ بِاِيْجَادِ الْحَقِّ. وَاِذَا كَانَ كَذَالِكَ فَمَا سِوَى الْحَقِ فَلَا وَجُوْدَ لَهٗ اِلَّا اِيْجَادَ الْحَقِّ وَعَلٰى هٰذَا التَّقْدِيْرِ فَلَا نَافِعَ اِلَّا الْحَقُّ وَلَا ضَارَّ اِلَّا الْحَقُّ. فَكُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ وَاِذَا كَانَ كَذَالِكَ فَلَا حُكْمَ اِلَّا اللّٰهُ وَلَا رُجُوْعَ فِى الدَّارَيْنِ اِلَّا اِلَى اللّٰهِ'' (تفسیر کبیر: ۱۳۵، تحت سورۃ یونس آیت: ۱۰)

ترجمہ ومفہوم: ''اللہ تعالیٰ کی ذات کے مقابلے میں ممکن معدوم ہے، اور حق تعالیٰ ایجاد وصف کے ساتھ موجود ہیں، اور جب یہ بات ثابت ہوئی تو پھر اللہ تعا[illegible] کے سوا کسی چیز کا وجود نہیں مگر حق تعالیٰ کی ایجاد کے

سبب اور اس تقدیر پر حق تعالیٰ کے سوا کوئی نافع او[ر ضا]ر نہیں، اللہ تعالیٰ کے سوا ہر چیز ہلاک ہونے والی ہے اور جب یہ بات ثابت ہوگئی تو پھر حکم اللہ تعالیٰ کے [لیے] ہے اور دونوں جہانوں میں رجوع بھی اللہ تعالیٰ کی طرف ہوگا۔''

دوسری جگہ فرماتے ہیں: ''لِأَنَّ مَا سِوَی اللّٰهِ بَاطِلٌ لِأَنَّهُ هَالِکٌ بِقَوْلِهٖ: کُلُّ شَیْءٍ هَالِکٌ إِلَّا وَجْهَهٗ (القصص:۸۸) وَکُلُّ مَا هَلَکَ فَقَدْ بَطَلَ فَکُلُّ هَالِکٍ بَاطِلٌ وَکُلُّ مَا سِوَی اللّٰهِ بَاطِلٌ'' (تفسیر کبیر: ۲۳۲/ ۸، تحت سورۃ العنکبوت آیت: ۵۲)

ترجمہ و مفہوم: ''اس لئے کہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کے سوا باطل ہے کیونکہ جو کچھ باری تعالیٰ کے ماسوا ہے ایک دن وہ ہلاک ہونے والا ختم ہونے والا ہے اور اس پر دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے: کُلُّ شَیْءٍ هَالِکٌ إِلَّا وَجْهَهٗ (القصص:۸۸) اور ہر وہ چیز جو ہلاک ہونے والی ہو تو وہ معدوم ہے پس ہر ہلاک ہونے والی چیز باطل ہے اور اللہ تعالیٰ کے سوا ہر چیز باطل (معدوم) ہے۔''

۷۔ امام غزالی رحمہ اللہ تعالیٰ:

امام محمد بن محمد الغزالی رحمہ اللہ تعالیٰ (المتوفی: ۵۰۵ھ) کسی تعارف کے محتاج نہیں، خود غیر مقلدین نے بھی اُن کو خراجِ تحسین پیش کیا ہے مثلاً غیر مقلدین کے شیخ الکل فی الکل نذیر حسین دہلوی صاحب امام غزالی رحمہ اللہ تعالیٰ کے متعلق لکھتے ہیں: ''اور متاخرین مثل امام غزالی...... نے اسی دفع شرک اور بدعت میں اور اثبات تو[حی]د ذاتی اور صفاتی میں اور اعلائے کلمۃ اللہ اور احیائے سنتِ رسول اللہ ﷺ میں طرح طرح سے مضامین رنگارنگ بیان فرمائے ہیں، جو کچھ شک و شبہ ہو اُن سابقین لوگوں کی کتابیں ملاحظہ کرے''
(فتاویٰ نذیریہ ج:۱ص:۱۰۴و۱۰۵، فتاویٰ علمائے حدیث:۹/۲۵۲)

موصوف وحدۃ الوجود کی تفصیل ایک مقام میں یوں بیان کرتے ہیں، موصوف توحید کی چار اقسام ذکر کرتے ہوئے چوتھی قسم یوں بیان کرتے ہیں:

''والرابعة أن لایری فی الوجود الا واحدًا وهی مشاهدة الصدیقین وتسمیة الصوفیة الفناء فی التوحید لأنه من حیث لایری الا واحدًا فلا یری نفسه أیضًا واذا لم یر نفسه لکونه مستغرقًا بالتوحید کان فانیا عن نفسه فی توحیده بمعنی أنه فنی عن

رؤية نفسه...... والرابع موحد بمعنی أنه لم يحضر فی شهوده غير الواحد فلا يری الکل من حيث انه کثير بل من حيث انه واحد وهذه هی الغاية القصوی فی التوحيد"

(احیاء علوم الدین ج:۴، ص:۳۴۲)

ترجمہ ومفہوم: ''چوتھی قسم توحید کی یہ ہے کہ وجود صرف ایک دکھائی دیتا ہے یعنی اللہ پاک اور یہ صدیقین کا مشاہدہ ہے اور صوفیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے اس کا نام ''فناء فی التوحید'' رکھا ہے یعنی صوفیاء کرام اس قسم کو فنا فی التوحید کا نام دیتے ہیں اس لئے کہ اس مرتبہ پر فائز شخص صرف ایک وجود کو دیکھتا ہے حتیٰ کہ خود اپنے وجود کو بھی نہیں دیکھ پاتا بسبب مستغرق فی التوحید کے، اور مستغرق فی توحید اللہ اپنے آپ کو دیکھنے سے عاجز ہوتا ہے...... (پھر اس توحید کی چوتھی قسم کے متعلق تشریح میں لکھتے ہیں) اور اس چوتھی قسم کا موحد اس معنی میں موحد ہوتا ہے کہ اس کے مشاہدہ میں سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی نہیں آتا، وہ سب کو کثرت کی حیثیت سے نہیں دیکھتا بلکہ وحدت کی حیثیت سے دیکھتا ہے اور یہ مرتبہ توحید میں سب سے اعلیٰ ہے''

اسی لئے تو خود غیر مقلدین نے امام غزالی رحمہ اللہ تعالیٰ کے وحدۃ الوجود کے قائل ہونے کی تصریح کی ہے چنانچہ لقمان سلفی کے اہتمام اور نظر ثانی کے ساتھ ایک کتاب شائع ہوئی ہے، اُس کتاب میں لکھا ہے: ''غزالی بھی وحدۃ الوجود یا وحدۃ الشہود جو کچھ بھی کہہ لو......کا قائل ہے'' (تصوف کو پہچانئے ص:۵۴)

اسی طرح چند صفحات کے بعد لکھتے ہیں: ''مشکاۃ الانوار میں غزالی وحدۃ الوجود پر بحث کرتے ہوئے رقمطراز ہے......'' (تصوف کو پہچانئے ص:۵۷)

چند صفحات کے بعد مزید لکھتے ہیں: ''آخری جملہ ہی غزالی کے عقیدہ وحدۃ الوجود کو واضح کرنے کے لئے کافی ہے'' (تصوف کو پہچانئے ص:۶۱)

۸۔ امام قشیری رحمہ اللہ تعالیٰ:

امام ابو القاسم عبد الکریم بن ہوازن القشیری رحمہ اللہ تعالیٰ (المتوفی: ۴۶۵ھ) جنہوں نے علم وعمل کی روشنی پوری دنیا میں پھیلائی، موصوف شیخ ابو علی الدقاق نیشاپوری رحمہ اللہ تعالیٰ کے شاگرد ہیں، امام ذہبی رحمہ اللہ تعالیٰ (المتوفی: ۷۴۸ھ) نے ان کو ''امام، زاہد، قدوۃ، استاذ، صوفی اور مفسر'' جیسے عظیم الشان القابات سے یاد کیا ہے، ملاحظہ فرمایئے (سیر اعلام النبلاء ج:۱۱، ص:۴۸۷)

امام ابن اثیر رحمہ اللہ تعالی (المتوفی: ۶۳۰ھ) موصوف کے بارے میں فرماتے ہیں:

''اَلإِمَامُ اَبُو الْقَاسِمِ عَبْدُالْكَرِيْمِ بْنُ هَوَازِنَ الْقُشَيْرِيُّ النَّيْسَابُوْرِيُّ مُصَنِّفُ الرِّسَالَةِ وَغَيْرِهَا وَكَانَ إِمَامًا فَقِيْهًا أُصُوْلِيًّا مُفَسِّرًا كَاتِبًا ذَاالْفَضَائِلِ جَمَّةِ''

(الکامل فی التاریخ ج:۸،ص:۲۳۵، ناشر: دارالکتاب العربی بیروت، لبنان)

اور امام سبکی رحمہ اللہ تعالی (المتوفی: ۷۷۱ھ) جیسے عظیم المرتبت محدث موصوف کی شان میں یوں تعریفات حسنہ فرماتے ہیں:

''كَانَ فَقِيْهًا بارعا أصوليا محققا متكلما سنيا محدثا حَافِظًا مُفَسِّرًا متفننا نحويا لغويا أديبا كَاتبا شَاعِرًا مليح الخط جدا شجاعا بطلاله فى الفروسية وَاسْتِعْمَال السِّلاح الآثار الجميلة. أجمع أهل عصره على أنه سيد زمانه وقدوة وقته وبركة المسلمين فى ذالک العصر'' (طبقات الشافعیۃ الکبریٰ ج:۵،ص:۱۵۴)

ترجمہ: امام قشیری رحمہ اللہ تعالی فقیہ، تقوی دار، اصولی، متکلم، عالی مرتبت، محدث، حافظ، مفسر، حقفن، نحوی، ماہر لغات، ادیب، کاتب، شاعر، خطوط میں شائستگی ونفاست رکھنے والے، شاہسواری میں دلیر اور اسلحہ کے استعمال میں ماہر تھے اور اُن پر اُن کے ہم عصر علماء کا اجماع تھا کہ وہ اپنے زمانہ کے سردار اور اپنے وقت کے نمونہ تھے اور مسلمانوں کے لئے اس زمانہ میں برکت کا ذریعہ تھے۔

خطیب بغدادی رحمہ اللہ تعالی (المتوفی: ۴۶۳ھ) فرماتے ہیں:

''وَكَانَ ثِقَةً وَكَانَ يعظ وَكَانَ حسن المواعظة مليح الْإِشَارَةِ وَكَانَ يعرف الْأُصُول على مَذْهَب الْأَشْعَرِيِّ وَالْفُرُوع على مَذْهَب الشَّافِعِي''

''وقَالَ عبد الغافر بن اسماعيل فيه الامام مُطلقًا الْفَقِيْهِ الْمُتَكَلِّم الاصولى الْمُفَسِّر الْأَدِيْب النَّحْوِيّ الْكَاتِب الشَّاعِر لِسَان عصره وسيد وقته وسر الله بين خلقه شيخ المشائخ وأستاذ الجماعة ومقدم الطَّائِفَة ومقصود سالكى الطَّرِيْقَة وبُنْدَار الحَقِيْقَة وعين السَّعَادَة وحَقِيْقَة الملاحة لم ير مثل نفسه ولا رأى الراء ون مثله فى كماله وبراعته جمع بين علم الشريعة والحقيقة وشرح أحسن الشرح أصول الطريقة'' (ایضاً)

غیر مقلدین کی طرف سے بھی اُن کو خراجِ تحسین پیش کیا گیا ہے مگر ہم اُس کو ترک کر رہے ہیں۔

موصوف کا علمی مقام جاننے کے بعد اب آیئے کہ موصوف وحدۃ الوجود کے متعلق کیا فرماتے ہیں:

''جس طرف بھی نظر ڈالیں ان کو ہر طرف توحید ہی توحید نظر آتی ہے اور انہیں اپنے گھیرے میں لئے ہوئے ہے پھر ان کو مخلوق میں سے کوئی بھی نظر نہیں آئے گا اس لئے کہ مخلوق کا تو وجود ہی نہیں ہے اور جب وجود ہی نہیں تو پھر ایسی چیز کا اثبات شرک فی التوحید ہوگا'' (رسالہ قشیریہ ص:۱۲۸، مترجم)

دوسری جگہ فرماتے ہیں: ''جو شخص تفرقے کا پردہ چاک کر دے گا اس پر یہ حقیقت منکشف ہو جائے گی کہ اللہ کا کوئی غیر نہیں ہے (یعنی اللہ کے غیر کا وجود ہی نہیں ہے)'' (ایضا ص:۲۱۳)

دوسری جگہ ''الحی القیوم'' کے تحت لکھتے ہیں: ''جس کو اس حقیقت کی معرفت حاصل ہو جاتی ہے اس کو اللہ تعالیٰ کے غیر کا اثبات (وجود) کہیں نظر نہ آئے'' (ایضا ص:۱۴۰)

۹۔ شیخ شہاب الدین سہروردی رحمہ اللہ تعالیٰ:

موصوف (المتوفی:۶۳۲ھ) بھی عند الفریقین مسلّم بزرگ اور قابل اعتماد شخصیت ہیں، موصوف کی کتاب میں متعدد مقامات پر وحدۃ الوجود کا مفہوم موجود ہے، دیکھئے مختصراً کتاب ''عوارف المعارف''

۱۰۔ خواجہ معین الدین چشتی رحمہ اللہ تعالیٰ:

عطاء اللہ ڈیروی غیر مقلد لکھتے ہیں: ''خواجہ معین الدین چشتی...... بھی عقیدہ وحدۃ الوجود رکھتے تھے''
(عقیدہ صوفیت ص:۱۰۴)

۱۱۔ شیخ عبد القادر جیلانی رحمہ اللہ تعالیٰ:

غیر مقلدین شیخ عبد القادر جیلانی رحمہ اللہ (المتوفی:۵۶۱ھ) کے متعلق بھی لکھتے ہیں کہ وہ وحدۃ الوجود کے قائل تھے، اصل عبارت ملاحظہ فرمایئے: ''شیخ عبد القادر جیلانی غنیۃ الطالبین، فتوح الغیب، الفتح الربانی کے مصنف نے اس نظریہ (وحدۃ الشہود) کے جھنڈے اٹھائے ہیں چاہے اس کو یہ نام نہ دیا ہو، ان تینوں (حلول، وحدۃ الوجود، وحدۃ الشہود) نظریوں کی ایجاد کا مقصد یہ تھا کہ خالق ومخلوق، عبد ومعبود کا وہ فرق باقی نہ رہے جو ذوق خدائی کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ ہے اور جس کو قرآن وحدیث نے ہر جگہ، ہر مرحلہ پر، ہر وقت، ہر آن بیان کیا ہے اور انجام کار ایسی ذاتیں وجود میں آئیں جو خالق ومخلوق، عبد ومعبود دونوں کی صفات کی حامل ہوں، کبھی خالق بنیں کبھی مخلوق، کبھی عبد کبھی معبود'' (حق کی تلاش ص:۳۸۱، دوسرا نسخہ ص:۳۱۸)

غیر مقلدین کے ایک اور بزرگ ابوالقاسم عبدالعظیم سلفی لکھتے ہیں: ''شیخ عبدالقادر جیلانی غنیۃ الطالبین، فتوح الغیب اور الفتح الربانی کے مصنف عبدالقادر جیلانی اس نظریہ (وحدۃ الوجود) کے جھنڈے اٹھائے پھر رہے ہیں'' (فضیحت تنک ص:۱۸۵ بحوالہ ارمغان حق ج:۱،ص:۱۰۷)

۱۲۔ ابن الفارض رحمہ اللہ تعالی:

زبیر علی زئی غیر مقلد نے وحدۃ الوجود کے قائلین میں ایک شخص ابن الفارض رحمہ اللہ تعالی کو بھی شمار کیا ہے، ملاحظہ فرمایئے (مقالات ج:۲،ص:۴۶۱)

۱۳۔ مولانا جلال الدین رومی رحمہ اللہ تعالی:

غیر مقلدین موصوف کو بھی وحدۃ الوجود کا قائل سمجھتے ہیں جیسا کہ امین اللہ پشاوری غیر مقلد لکھتے ہیں:
''(ترجمہ) رومی جو وحدۃ الوجود والا ہے'' (حکمۃ القرآن ج:۵،ص:۱۰۹،تحت سورۃ انعام آیت:۷۷)
ارشاد اللہ امان غیر مقلد لکھتے ہیں: ''وحدۃ الوجود کے نظریئے نے اس قدر زور پکڑا کہ ساری دنیا میں اس کے حامی اور علمبردار پیدا ہو گئے، کہیں مولانا جلال الدین رومی نے اس کا نعرہ لگایا......''
(تلاش حق ص:۳۸۲،صحیفہ اہلحدیث کراچی ج:۹۸،ص:۱۳،شمارہ:۴،دسمبر ۲۰۱۵ء)

۱۴۔ حسین بن منصور الحلاج رحمہ اللہ تعالی:

زبیر صادق آبادی غیر مقلد لکھتے ہیں: ''وحدۃ الوجود کے ایک پیروکار حسین بن منصور الحلاج......الخ'' (آئینہ دیوبندیت ص:۲۱)

۱۵۔ حضرت ذوالنون مصری رحمہ اللہ تعالی:

مولانا حنیف ندوی صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں: ''ابوالفیض ذوالنون مصری رحمہ اللہ (المتوفی:۲۴۶ھ)......ان کا علم وفضل اور ورع وتقوی اور حال ووجدان تمام صوفیاء کے حلقوں میں مسلّم ہے ان کے اقوال میں کہیں کہیں وحدۃ الوجود کی جھلک پائی جاتی ہے، کتاب وسنت کے سختی سے پابند تھے''
(تعلیمات غزالی ص:۱۹)

اختصار سے کام لیتے ہوئے اسی پر اکتفاء کرتے ہیں اگرچہ مزید اقوال بھی آئندہ صفحات میں آتے رہیں گے ان شاء اللہ الرحمن۔

﴿غیر مقلدین اور وحدۃ الوجود﴾

غیر مقلدین کے گھر میں بھی وحدۃ الوجود کے متعدد حوالہ جات موجود ہیں مگر غیر مقلدین نے آج کل وحدۃ الوجود کے خلاف فتویٰ بازی کا بازار گرم کر رکھا ہے اور خاص مقصد کے تحت زور وشور سے وحدۃ الوجود کی تردید شروع کر رکھی ہے اور دوسری طرف تیز رفتاری کے ساتھ اپنے بزرگوں کی کتابیں چھپا رہے ہیں اس وجہ سے کہ کہیں ہمارے بڑوں کے حوالہ جات کا کسی کو پتہ نہ چل سکے مگر اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے ہم نے سب کتابیں اپنے پاس جمع کر رکھی ہیں **فللّٰه الحمد والمنة.**

اب آیئے اور غیر مقلدین کے گھر سے چند صریح ثبوت بحوالہ دیکھئے **بتوفیقه تعالی**......!

۱۔ غیر مقلدین کے محقق اور مناظر پروفیسر عبداللہ بہاولپوری صاحب اپنے مسلک کی حقیقتِ حال بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ''ہمارا اہلحدیثوں کا سلسلہ میاں نذیر حسین صاحب اور پھر دوسرے ان کے شاگرد وغیرہ ہیں سب تصوف کے قائل ہیں، کوئی وحدۃ الوجود کا شکار ہے کوئی وحدۃ الشہود وغیرہ کا شکار ہے'' (خطباتِ بہاولپوری ج:۱،ص:۳۲۶، مکتبہ اسلامیہ فیصل آباد، دوسرا نسخہ ص:۲۸۶)

دوسری جگہ لکھتے ہیں: ''ہمارا ہر شاعر جو ہے وہ اس کا شکار ہے اور جتنے سکولوں سے پڑھ کر آتے ہیں اور جتنے یہ مولویوں کے چکروں سے نکلتے ہیں سب کے سب اس (وحدۃ الوجود......از ناقل) کے کسی نہ کسی حد تک شکار ہیں'' (خطباتِ بہاولپوری ج:۱،ص:۳۲۷)

۲۔ مولانا داؤد راز صاحب غیر مقلد حدیث ''**اَلَا كُلُّ شَیْءٍ مَا خَلَا اللّٰهَ بَاطِلٌ**'' کے تحت لکھتے ہیں: ''باطل سے مراد یہاں فنا ہونا ہے یا بالفعل معدوم، جیسے صوفیاء کہتے ہیں کہ خارج میں سوائے خدا کے فی الحقیقت کچھ وجود نہیں ہے اور یہ وجود موہوم ہے'' (شرح بخاری ج:۵،ص:۲۳۳)

اسی کو وحدۃ الوجود کہا جاتا ہے اگرچہ انہوں نے نام وحدۃ الوجود کا استعمال نہیں کیا مگر مراد اس سے یہی وحدۃ الوجود ہی ہے۔

۳۔ غیر مقلد مفتی اعظم عبداللہ روپڑی صاحب ایک سائل کے سوال ''مسئلہ وحدۃ الوجود اور وحدۃ الشہود کی صوفیاء کے نزدیک کیا تعریف ہے؟ اور محققین علماء اس سے کیا معنی مراد لیتے ہیں؟ اور یہ توحید وحدۃ الوجود اور وحدۃ الشہود کی زمانہ سلف میں تھے یا نہیں؟'' کا جواب دیتے ہوئے لکھتے

ہیں (روپڑی صاحب کا جواب تفصیلی ہے مگر ہم اختصار کے پیش نظر عبارت کا آخری حصہ نقل کرتے ہیں):

"...... یہ چار قسمیں توحید کی صوفیاء کے ہاں مشہور ہیں اخیر کی دو وہی ہیں جن کے متعلق آپ نے سوال کیا ہے یعنی توحید حالی "وحدۃ الشہود" ہے اور توحید الٰہی "وحدۃ الوجود" ہے، یہ اصطلاحات زیادہ تر متاخرین صوفیاء (ابن عربی رحمہ اللہ وغیرہ) کی کتب میں پائی جاتی ہیں متقدمین کی کتب میں نہیں، ہاں مراد ان کی صحیح ہے...... یہ حالت چونکہ اکثر طور پر ریاضت اور مجاہدہ سے تعلق رکھتی ہے اس لئے یہ عقل سے سمجھنے کی شئے نہیں، ہاں اس کی مثال عاشق و معشوق سے دی جاتی ہے، عاشق جس پر معشوق کا تخیل اتنا غالب ہوتا ہے کہ تمام اشیاء اس کی نظر میں کالعدم ہوتی ہیں اگر دوسری شئے کا نقشہ اس کے سامنے آتا ہے تو محبوب کا خیال اس کے دیکھنے سے حجاب ہو جاتا ہے گویا ہر جگہ اس کو محبوب ہی محبوب نظر آتا ہے خاص کر خدا کی ذات سے کسی کو عشق ہو جائے تو چونکہ تمام اشیاء اس کی آثار اور صفات کا مظہر ہیں اس لئے خدائی عاشق پر اس حالت کا زیادہ اثر ہوتا ہے یہاں تک کہ ہر شئے سے اس کو خدا نظر آتا ہے وہ شئے نظر نہیں آتی ہے جیسے شیشہ دیکھنے کے وقت چہرے پر نظر پڑتی ہے نہ کہ شیشہ پر...... غلبہ محبت اور کمال یقین کی وجہ سے ایسی حالت ہو جاتی ہے کہ غیر خدا پر نظر ہی نہیں پڑتی...... الخ" (فتاویٰ اہلحدیث ج:۱،ص:۱۵۰ تا ۱۵۴، ذوق تصوف ص:۳۶)

۴۔ محمد تنزیل الصدیقی الحسینی صاحب غیر مقلد مولانا شاہ محمد سلیمان پھلواری صاحب غیر مقلد کی سوانح حیات میں لکھتے ہیں کہ موصوف نے وحدۃ الوجود کے مسئلہ پر مستقل کتاب لکھی تھی اور پھر حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمہ اللہ کی خدمت میں تصدیق کے لئے بھجوائی تھی، اصل عبارت دیکھئے:

"کتاب عین التوحید، مسئلہ وحدۃ الوجود سے متعلق عربی میں نہایت قیمتی معلومات کا خزینہ ہے شاہ صاحب نے اس کا ایک نسخہ حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمہ اللہ کی خدمت میں بھی روانہ کیا تھا جسے انہوں نے پسند فرمایا تھا" (اصحاب علم وفضل ص:۹۴، بحوالہ ذوق تصوف ص:۴۷۶)

فائدہ: یہ بات قابل ذکر ہے کہ پھلواری صاحب وہ شخصیت ہیں جنہوں نے مشہور غیر مقلد نذیر حسین دہلوی کی کتاب "معیار الحق" پر تقریظ لکھی تھی، دیکھئے "معیار الحق ص:۳۵۹" اور یہ نذیر حسین دہلوی کے شاگرد تھے (خاتم سلیمان حصہ اول ص:۸۵، ۸۶) اور ان کا تذکرہ "فتاویٰ ثنائیہ ج:۱،ص:۱۴۹" میں بھی ہے۔

۵۔ مشہور غیر مقلد علامہ وحید الزمان صاحب (جن کو غیر مقلدین امام اہلحدیث مانتے ہیں دیکھئے "سلفی تحقیقی جائزہ ص:۹۴۳" مزید تفصیل ہماری دوسری کتاب "اللامذھبیہ تعریفھا

وعقائدها'' میں دیکھئے) وحدۃ الوجود کے متعلق یوں لکھتے ہیں:

''اما الصوفية الوجودية ومنهم الشيخ ابن عربي فهم لايقولون بالحلول ولا بالاتحاد الصرف بل يثبتون ذات الله سبحانه بائنا عن خلقه على عرشه انما يقولون ان الحق عين الخلق من وجه يعني من جهة الوجود فان الوجود واحد وهو وجود الحق وسائر الاشياء موجودة بهذا الوجود ليس لها وجود مستقل '' (ہدیۃ المہدی ص:٥٠)

ترجمہ: ''بہرحال وحدۃ الوجود کے قائل صوفیاء کرام اور ان میں شیخ ابن عربی، یہ اللہ تعالیٰ کے حلول اور اتحاد والا قول نہیں کرتے بلکہ یہ تو ذاتِ باری تعالیٰ کو مخلوق سے جدا عرش پر جلوہ گر سمجھتے ہیں، یہ تو صرف یہ کہتے ہیں کہ ذاتِ حق عین خلق ہے من وجہٍ یعنی وجود کے جہت (کے اعتبار) سے، بے شک وجود ایک ہے اور وہ ذاتِ باری تعالیٰ کا ہے باقی تمام اشیاء محض اس وجود کے سبب موجود ہیں اُن کا کوئی مستقل وجود نہیں''

دوسری کتاب میں لکھتے ہیں: ''وحدۃ الوجود کا مسئلہ عوام کے فہم سے باہر ہے بلکہ خواص بھی چکراتے ہیں اور حاصل وحدت وجود کا یہ ہے کہ وجود اور تحقق اور مابہ الموجودیت، یہ عین خدا ہے اور تمام ممکنات اس وجود اور وجودِ حقیقی کے ایک پرتو اور عکس کی طرح ہیں یا پرتو اور عکس کی مثال وحدت شہود میں دو، اور وحدتِ وجود میں یوں کہو کہ وجود سب ممکنات کا عین خدا ہے لیکن ممکنات کا وجود مقید ہے اور پروردگار وجودِ مطلق ہے جو تمام تعینات سے خالی اور پاک ہے'' (رفع العجاجہ عن سنن ابن ماجہ ج:١،ص:٥٠٧)

یہ ساری عبارت ہی کام کی ہے مگر خصوصاً یہ الفاظ ''وجود سب ممکنات کا عین خدا ہے'' کیا ہی عجیب الفاظ ہیں۔

دوسری کتاب میں لکھتے ہیں: ''فصوص الحکم میں جو بعض الفاظ عین اور اتحاد وغیرہ ان کے قلم سے نکلے ہیں ان کا بھی یہی مطلب ہے کہ وجود ہمارا من وجہ وجودِ الٰہی کا عین ہے یعنی اس وجود کا سایہ ہے دوسرا کوئی مستقل وجود ہمارا نہیں ورنہ ہم اپنی بقا میں معاذ اللہ خدا سے بے پرواہ ہو جائیں گے، ان کا یہ مطلب نہیں ہے جو اس زمانہ کے ملحد اور جاہل درویش پکارتے پھرتے ہیں کہ خدا اور بندہ ایک ہے۔''

(تیسیر الباری ج:۴،ص:٢٦٦،٣، دوسرا نسخہ ص:٣٢٦)

٦۔ نواب صدیق حسن خان (المتوفی:١٣٠٧ھ) لکھتے ہیں: ''مذہب وحدۃ الوجود اور مذہب وحدۃ الشہود دونوں پر اگر نظر ڈالی جائے تو جس طرح ایک جانب بہت دلائل ہیں اسی طرح دوسری طرف

بھی بہت دلیلیں ہیں، ہم پر اعتقاد لازم ہے کہ ہم کسی جانب بھی ضلالت اور گمراہی کا خیال دل میں نہ لائیں کیونکہ اس میں بہت سے علماء کرام اور مشائخ عظام کی تضلیل وتکفیر لازم آتی ہے" (مآثر صدیقی چہارم ص:۳۹)

موصوف دوسری کتاب میں لکھتے ہیں: "شرع شریف میں وحدتِ وجود، وحدتِ شہود...... یہ باتیں اکثر آدمیوں کی عقل سے زیادہ ہیں کوئی مطلق انکار کرے گا اور کوئی زیادتی کی کرے گا تو دونوں گمراہ ہوں گے۔" (مجموعہ رسائلِ عقیدہ ج:۲،ص:۱۶۱)

نواب صاحب کہتے ہیں کہ وحدۃ الوجود کا انکار کرنے سے بندہ گمراہ ہو جاتا ہے حالانکہ یہ غلو ہے، قائل ہونے سے نہ تو بندہ واجب یا سنت کا حامل بنتا ہے اور نہ ترک کرنے سے انسان گمراہ یا خطا کار ہوتا ہے بلکہ یہ ذوقیات اور خاص حال سے تعلق رکھتے ہیں۔ بہر حال اتنی بات اس سے واضح ہوگئی کہ نواب صاحب وحدۃ الوجود کے صحیح ہونے کا اعتراف کرتے ہیں۔

نواب صاحب مزید لکھتے ہیں: "مسئلہ وحدۃ الوجود وشہود جس سے مراد ہستی خلق اور نیست خلق ہے اور یہ ہی اعتقاد اس مسئلہ کا روح الروح ہے اگر مخلوقات کی نیستی کو زمانہ حال واستقبال میں پیش نظر رکھا جائے تو یہ امر شرع کے اصل مقصد کے منافی نہیں ہے البتہ جو اختلافات اقوال واحوال اس کے شرح وبسط میں پیدا ہو گئے ہیں کچھ شک نہیں کہ وہ شریعت سے کسی قدر بُعد رکھتے ہیں اور ایک عالَم کی گمراہی کا سبب بن گئے ہیں، اگر یہ خدشہ مانع نہ ہوتا تو میں اس مسئلہ وحدت وجود کو متکلمین کے ہفوات چھوڑ کر محدثین کے اقوال واشارات اور دلائل عقلی ونقلی سے اس طرح ثابت کرتا کہ علماء ظاہری میں سے بھی کسی کو اس سے انکار نہ ہوتا اور وہ اس کے خلاف میں لب کشائی نہ کر سکتا مگر کیا کیا جائے مصیبت تو یہ ہے کہ جو ارباب رسوم ہیں وہ الفاظ ومعانی سے بیگانہ رہتے ہیں اور جو ارباب علم ہیں ان کو تفننِ عبارات کی طرف توجہ رہتی ہے نہ معانی کی طرف ورنہ اگر حقیقتاً دیکھا جائے تو اس میں کوئی مابہ النزاع بات نہیں ہے" (مآثر صدیقی حصہ چہارم ص:۴۰)

نواب صاحب کی عبارت سے چند باتیں معلوم ہوئیں:

(۱) وحدۃ الوجود شریعت کے اصل مقصد کے منافی نہیں ہے۔

(۲) وحدۃ الوجود پر نقلی وعقلی دلائل اور محدثین کے اتنے اقوال پیش کئے جا سکتے ہیں کہ اس کے بعد وحدۃ الوجود کے خلاف اعتراض کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہے گی۔

(۳) اس میں کوئی مابہ النزاع بات نہیں ہے۔

غیر مقلدین اپنے اس بزرگ کی یہ بات بار بار دیکھیں اور اس پر سنجیدگی سے غور کریں۔

دوسری جگہ مزید لکھتے ہیں: ''مسئلہ وحدۃ الوجود کا دار و مدار حضرات صوفیہ کے کشف و شہود پر ہے اور علماء اور صوفیہ نے اس کے متعلق بہت سی کتابیں اور رسائل لکھے ہیں مثلاً طبقہ قادریہ میں حضرت شیخ محی الدین ابن عربی......وغیرہ اکابر گزرے ہیں'' (مآثر صدیقی حصہ چہارم ص:۳۸)

مزید لکھتے ہیں: ''وحدۃ وجود کے اثبات یا ابطال میں لب کشائی نہ کرنی چاہئے اگر خود ذی فہم ہے تو اپنی فہم پر قناعت کرے اور اگر وہ نہیں سمجھتا تو ان کے اقوال کو ان کے قائلین پر چھوڑ دے'' (ایضاً ص:۳۹)

۷۔ مشہور غیر مقلد عالم اور ادیب مولانا محمد حنیف ندوی صاحب وحدۃ الوجود کی اس انداز سے تشریح اور مانع انداز میں تعریف بیان کرتے ہیں: ''یہ حضرات جب وحدۃ الوجود کا نعرہ مستانہ بلند کرتے ہیں تو ان کا مطلب کسی فلسفہ کا اثبات نہیں ہوتا، ان کی غرض وغایت یہ ہوتی ہے کہ بجز اللہ تعالیٰ کی ذات گرامی کے اور کوئی شے حسن و جمال کے وصف سے متصف نہیں ہے اور یہ کہ ان کی محبت اور ان کا اللہ تعالیٰ سے تعلق خاطر تصور غیر کو کسی عنوان سے برداشت کرنے کے لئے آمادہ نہیں، یہ دیانتداری کے ساتھ محسوس کرتے ہیں کہ اس علم رنگ و نکہت اور معشوق ہزار شیوہ میں حسن اور نکھار و دلآویزی اور رنگارنگی صبح ازل ہی کی تجلیات کا پرتو اور انعکاس ہے ورنہ ان کی اپنی طبیعت، اپنا مزاج اور فطرت ہرگز اس لائق نہیں کہ محبوبی کے ان نمونوں کو سطح وجود پر نمایاں کر سکے، ان کے ہاں شخصیت کا تصور یکسر مفقود ہے، انا کی نمود اور پندار قطعی غائب ہے، ان کا مشاہدہ یہ ہے کہ جو شخص جس حد تک اپنی فانی و محدود ''انا'' کو اس کی سرمدی اور غیر محدود ''انا'' میں گم کر دینے کی کوشش کرے گا اُسی حد تک وہ زندگی، ارتقاء اور روشنی سے بہرہ مندی حاصل کر سکے گا، اس سلسلے میں ان لوگوں کی عبارتوں سے دھوکہ نہیں کھانا چاہئے جس سے حلول و اتحاد کی بو آتی ہے کیونکہ یہ خود بھی ان شطحیات کو درخور اعتناء نہیں جانتے، ان سے ان کا مقصد صرف یہ ہوتا ہے کہ الفاظ و پیرایہ بیان کی مجبوریوں کے باوجود اپنی واردات محبت کی تشریح کریں اور یہ بتائیں کہ عاشق و محبت کی وادی پر شوق میں ایک مقام ایسا بھی آتا ہے کہ جہاں سالک اپنی ذات کو بھول جاتا ہے اور اس وسیع و بیکراں ذات میں جذب ہو جاتا ہے، ان اصحاب حال حضرات کی عبارتوں میں منطق و نحو کے تقاضوں کے مطابق معانی و مطالب ڈھونڈنا عبث ہے، یہاں تو ذوق و وجدان کی رہنمائی ہی میں آگے بڑھنا مفید ہو سکے گا۔'' (عقلیات ابن تیمیہ ص:۳۰۶،۳۰۷)

۸۔ مولوی فضل الٰہی غیر مقلد اپنی کتاب میں لکھتے ہیں: ''باری بندہ رابطہ بہ وحدت الوجود سخن بدشواری مواجہ شدم پس برای حل این بندہ نزد مولوی فضل اکبر بہ دہلوی رفتم چون قریب مدرسہ ارشدم ہجوم انہ مردم رادیدم بعداً معلوم شد کہ مولوی صاحب مردم راوظیفہ میدہد مولوی صاحب معالج روحانی نیز بود، پس من پرسیدم کہ محترم درین مورد برایم اندکی توضیحات بدہید، پس فرمود: غسل کن چون من از غسل فارغ شدم پس برایم گفت: دورکعت نماز ہم بگذار وخودش نیز گزارید، پس بہ فروتنی کامل دعارا آغاز کرد و چنین می گفت کہ ای اللہ! تو بادشاہ، قادر، حکیم، سمیع، بصیر، راستن وغنی ہستی وتمام نیکوی ہادر تو جمع اند، ومن ذلیل، عاجز، کمزور، دروغگو، بدبخت، جاہل وفقیر دروازۂ فقراء ام، تو مراپیدا کردی وگرنہ من چہ چیز بودم وچہ چیز ہستم، مالک تمام اوصاف حسنہ تو ہستی من ہیچ چیز نیستم، پس تامدت کافی اینچنین دعا میخواست بعداز دعابر ایم فرمود کہ مسئلہ معلوم شد پس من متحیر شدم کہ ایشان بہ من ہیچ مسئلہ ای نہ گفتہ اند، فرمود: من برای تو عملاً گفتم، لیکن تو ندانستی خودرا عاجز، مخلوق، گندہ، بی تاب، مرزوق وبدان وخود صفات عاجزیہ پیدا کن واللہ تعالیٰ را قادر، غنی وصفات کمالیہ اورادر خاطرت بیاور پس معلوم شد کہ ذات حامل صفات کمالیہ تنا اللہ واحد است، ومن در مقابل اللہ چیزی نیستم پس خود بخود وحدت بوجود خواہد آمد'' (حکایات اہلحدیث ص:۱-۲)

ترجمہ ومفہوم: ''ایک دفعہ مجھے وحدۃ الوجود کے بارے میں سخت مشکل پیش آئی تو میں اس کے حل کے لئے مولوی فضل اکبر کے پاس دہلی چلا گیا، جب میں مدرسے کے نزدیک پہنچا تو میں نے لوگوں کا اژدہام دیکھا تو بعد میں معلوم ہوا کہ مولوی صاحب لوگوں کو وظیفے دے رہے ہیں، مولوی صاحب روحانی معالج بھی تھے۔ میں نے پوچھا کہ حضرت مجھے وحدۃ الوجود کے متعلق وضاحت کیجئے تو کہا کہ غسل کرو، پھر جب میں فارغ ہوا تو مجھ سے کہا کہ دو رکعت نفل بھی ادا کرو اور خود بھی ادا کی، پھر اس کے بعد خوب عاجزی سے دعا مانگی اور اس میں یہ کہتے رہے کہ اے اللہ! تو بادشاہ، قادر، حکیم، سمیع، بصیر، سچا، غنی اور تمام خوبیوں کا مالک ہے اور میں ذلیل، عاجز، کمزور، جھوٹا، بدبخت، جاہل اور فقیروں کا فقیر ہوں، تو نے مجھے پیدا کیا ورنہ میں کیا ہوں؟ تمام اوصاف حسنہ کا مالک تو تو ہی ہے، میں تو کچھ بھی نہیں ہوں، کافی وقت ایسی دعا کرتے رہے۔ پھر دعا کے بعد مجھ سے کہا کہ مسئلہ معلوم ہو گیا؟ تو میں حیران ہو گیا کہ آپ نے مجھے ابھی تک مسئلہ تو نہیں بتایا تو جواب دیا کہ میں نے تجھے عملاً بتا تو دیا ہے لیکن تم سمجھے نہیں، اپنے آپ میں عجز، مخلوق، گندہ، بے بس، مرزوق اور صفاتِ عاجزیہ پیدا کرو اور اللہ تعالیٰ کو قادر، غنی اور صفاتِ کمالیہ سے متصف سمجھو تو

معلوم ہو جائے گا کہ صفاتِ کاملہ کی حامل ذات صرف اللہ کی ہے اور میں تو اللہ کے مقابلہ میں کچھ بھی نہیں ہوں تو خود بخو د وحدۃ الوجود کی وضاحت ہو جائے گی۔"

۹۔ مشہور غیر مقلد ثناء اللہ امرتسری صاحب غیر مقلدین کے شیخ الاسلام ابراہیم سیالکوٹی صاحب کے متعلق لکھتے ہیں کہ انہوں نے کہا تھا کہ وحدۃ الوجود کے بغیر کوئی چارہ نہیں، اصل عبارت ملاحظہ فرمایئے: "ہم نے مولانا ابراہیم صاحب سیالکوٹی سے مسئلہ وحدۃ الوجود کے متعلق دریافت کیا تھا وحدۃ الوجود کے سوا چارہ نہیں......" (فتاوٰی ثنائیہ ج:۱،ص:۱۴۶)

۱۰۔ اس کے بعد امرتسری صاحب اپنا نظریہ بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ پھر ساتھیوں نے پوچھا کہ آپ کا اپنا نظریہ اس کے متعلق کیا ہے تو یوں تشریح کرتے ہیں: "میں نے مولانا محمود الحسن صاحب دیوبندی مرحوم سے سنا تھا کہ یہ مسئلہ مزلّۃ الاقدام ہے اس لئے مجھے اس میں دخل دینے کی جرأت نہیں ہوتی مگر احباب کے اصرار سے جو کچھ سمجھا وہ عرض کرتا ہوں...... وحدۃ الوجود کی دو تشریحیں ہیں ان دونوں میں وجود کے معنی قابل غور ہیں، وجود کے اصل معنی ہیں ما بہ الموجودیۃ یعنی جس کی وجہ سے کوئی چیز موجود ہو جائے، اس کی پہلی تشریح یہ ہے کہ جتنی اشیاء نظر آتی ہیں ان سب کا وجود یعنی ما بہ الموجودیۃ صرف ایک ہی چیز ہے، شیخ اکبر محی الدین ابن عربی قدس اللہ سرہ نے اس کے متعلق ایک پُر معنی رباعی لکھی ہے۔

لا آدم فی الکون ولا ابلیس   لا ملک سلیمان ولا بلقیس
فالکل عبارة انت المعنی   یامن ہو للقلوب مقناطیس

شیخ ممدوح فرماتے ہیں کہ دنیا میں کسی چیز کی مستقل ہستی نہیں ہے، یہ سب تیری قدرت کے نشان ہیں اور تیری طرف توجہ دلانے والے ہیں...... اس تشریح کے مطابق وحدۃ الوجود کی مثال یہ ہے کہ کسی مکان کی کوٹھڑیوں میں مختلف رنگ کے شیشے لگا دیئے جائیں کوئی سفید، کوئی سرخ، کوئی سبز، کوئی سیاہ، ان کے پیچھے ایک لیمپ رکھ دیا جائے تو باہر سے دیکھنے والا ان شیشوں کو مختلف رنگوں میں دیکھے گا مگر باریک نظر والا لیمپ کی وحدت کو ملحوظ رکھے گا، قرآن مجید بھی اس تشریح کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتا ہے: "اللّٰہ نور السمٰوٰت والارض" اس تشریح کے مطابق وحدۃ الوجود کے معنی وحدۃ الموجد کے ہوں گے جو بالکل ٹھیک ہے" (فتاوٰی ثنائیہ ج:۱،ص:۱۴۶و۱۴۷)

دوسری جگہ وحدۃ الوجود کی یوں تشریح کرتے ہیں: "دراصل اس (وحدۃ الوجود...... از ناقل) کی تفسیر

پر مدار ہے جیسے اس کی تفسیر کی جائے ویسا ہی اس کا اثر ہوگا، خاکسار کے نزدیک اس کی صحیح تفسیر بھی ہوسکتی ہے جس کا ذکر کبھی کبھی اہلحدیث (رسالہ......از ناقل) میں کیا گیا ہے" (فتاوی ثنائیہ ج:۱،ص:۳۳۲)

۱۱۔ اہلحدیث کے ممدوح ماہر القادری غیر مقلد ایک حمد میں اللہ تعالیٰ کی صفت یوں بیان کرتے ہیں:

تیرے حسن تحیرز کی کوئی انتہاء بھی ہے

کہ تو شامل ہے سب میں اور پھر سب سے جدا بھی ہے

اگلے صفحہ میں لکھتے ہیں: "حدود ذات سے تیرے نہیں ہے کوئی شے باہر" (ذکر جمیل ص:۴۲،۴۱)

کیا یہ اتحادیت اور حلولیت نہیں ہے......؟ ورنہ غیر مقلدین وضاحت فرمادیں۔

فائدہ: ماہر القادری کے تعارف کے لئے ہماری کتاب "**اللامذهبیه تعریفها وعقائدها**" دیکھئے۔

۱۲۔ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ (شاہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کو ہم غیر مقلدین کے اقوال میں اس لئے ذکر کر رہے ہیں کیونکہ غیر مقلدین شاہ صاحب کو بھی اہلحدیث اور غیر مقلد سمجھتے ہیں، دیکھئے "تراجم علمائے اہلحدیث ہند ص:۴۹، ۶۲") لکھتے ہیں: "اور استغراق توحیدِ وجودی اور توحیدِ فعلی میں اپنے کو ایسا رکھنا جیسا کہ نہلانے والے کے ہاتھ میں میت رہتی ہے اور اپنی صفات اور غیر کی صفات کو اللہ تعالیٰ کی صفات میں فنا سمجھنا بلکہ اپنی ذات اللہ تعالیٰ کی ذات میں محو کرنا اور اس کے حسن و جمال کا ہر مظہر میں مشاہدہ کرنا، حاصل کلام سابق میں لوگ ان امور میں زیادہ کوشش کرتے تھے پھر اس کے بعد ابتداء سلوک میں انوار و تجلیات سے فیض یاب ہوتے تھے اور انتہاء سلوک میں فناء اور بقاء کے درجہ سے فائز ہوتے تھے اور اتحاد کا دم بھرتے تھے "**انا من اهوی ومن اهوی انا**" یعنی میں وہ ہوں کہ اس کو چاہتا ہوں اور جس کو چاہتا ہوں وہ میں ہوں" (فتاوی عزیزی ص:۱۴۴، ناشر: ایچ ایم سعید کراچی)

شاہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ یہ فلسفہ بیان کرنے کے بعد اسی فتاوی میں مزید وحدۃ الوجود کے متعلق لکھتے ہیں: "اور یہ امر (وحدۃ الوجود......ناقل) فی نفسہٖ صحیح ہے اور حق ہے اور کسی طرح سے خلاف شرع نہیں......" پھر آگے مسئلہ وحدۃ الوجود کو قرآن پاک سے ثابت کرتے ہوئے لکھتے ہیں: "چنانچہ اس مسئلہ کا ثبوت اس آیت سے ہوتا ہے (آیت کریمہ پیش کی ہے) اور پھر دوسری آیت بھی پیش کی ہے لکھتے ہیں: "اور اس آیت سے بھی یہ مسئلہ ثابت ہوتا ہے (آیت پیش کر کے لکھتے ہیں) یہ معنی وحدۃ وجود کا ہے اور وحدۃ شہود کا معنی یہ ہے کہ......الخ" (فتاوی عزیزی ص:۱۴۱، ۱۴۲)

اگلے صفحہ پر لکھتے ہیں: ''توحیدِ وجودی پر صوفیاء کا اجماع ہے...... وحدۃ وجود مرتبہ ذات **خلوص اطلاق** میں حق ہے...... فی الواقع دونوں امر (وحدۃ الوجود وشہود...... ناقل) صحیح ہیں'' (ایضاً ص: ۱۴۳)

یعنی مسئلہ وحدۃ الوجود کو نہ صرف صحیح لکھا بلکہ اجماعی بھی فرمایا بلکہ قرآنِ پاک سے ثابت کرنے کی کوشش بھی فرمائی سبحان اللہ......!

۱۳۔ مشہور غیر مقلد مصنف مولانا حکیم محمد صادق سیالکوٹی صاحب نے تو بڑا عجیب دعویٰ کیا ہے کہ وحدۃ الشہود کا ایک اونچا درجہ انبیاء کرام اور اولیاء کرام کو ملتا ہے، اصل عبارت دیکھئے: ''اللہ کے دھیان میں ایسا غرق ہو جائے کہ سوائے ذاتِ حق کے کچھ نظر نہ آئے، عبادت میں وہ رنگ جمے کہ فانیات ناپید ہو کر باقی ذات آنکھ میں سماتی ہو، رحمتِ عالم ﷺ کے ارشاد ''کَاَنَّکَ تَرَاہُ'' سے یہ مقصود ہے کہ عبادت میں نہایت اخلاص اور حد درجہ خضوع وخشوع ہو، پھر جس کو یہ مقامِ مشاہدہ اور استغراق نصیب ہو اس پر اللہ تعالیٰ کی ہیبت وخشیت اور عظمت وجلال کی بارش ہوتی ہے اور بندہ حضوری ہو جاتا ہے، وحدۃ الشہود کا یہ بلند درجہ انبیاء اور اولیاء اللہ کو میسر آتا ہے'' (شرح خطبہ رحمت للعالمین ص: ۱۳۸، ناشر: مکتبہ نعمانیہ گوجرانوالہ)

۱۴۔ شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ تعالیٰ (غیر مقلدین شاہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کو بھی تارک التقلید یعنی غیر مقلد اور اہلحدیث سمجھتے ہیں (تفصیلی حوالہ اپنے مقام پر آئے گا ان شاء اللہ)

(الف) شاہ صاحب رحمہ اللہ تفصیل بیان کر کے فرماتے ہیں: ''پہلے مذہب کا نام وحدۃ الوجود اور دوسرے کا وحدۃ الشہود ہے اور ہمارے نزدیک دونوں مکاشفے صحیح ہیں'' (فیصلہ وحدۃ الوجود والشہود ص: ۷)

دوسری جگہ فرماتے ہیں: ''اکابرین کے نزدیک مسلّم بات ہے کہ اللہ کے علاوہ کوئی چیز موجود نہیں ہے'' (انفاس العارفین ص: ۲۲۱)

(ب) مولانا ابوالکلام آزاد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ (جن کو غیر مقلدین تارک التقلید اور اہلحدیث سمجھتے ہیں) شاہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے حوالہ سے لکھتے ہیں: ''شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ نے تو یہاں تک لکھ دیا ہے کہ اگر میں مسئلہ وحدۃ الوجود کو ثابت کرنا چاہوں تو قرآن وحدیث کے تمام نصوص وظواہر سے اس کا اثبات کر سکتا ہوں'' (تفسیر ترجمان القرآن ج: ۱، ص: ۱۷۲)

(ج) خود غیر مقلدین اس پر گواہ ہیں کہ شاہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ وحدۃ الوجود کے قائل تھے چنانچہ عطاء اللہ ڈیروی غیر مقلد شاہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کو وحدۃ الوجود کا قائل ثابت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''شاہ ولی اللہ لکھتے ہیں ''میں نے عرفاء وعلماء کی ایک بڑی مجلس میں مسئلہ وحدۃ الوجود ثابت کر دکھایا، عقائد متکلمین پر مبنی عبارات کے حوالے پیش کئے اور عقلی ونقلی دلائل دیئے مگر اس تمام بحث کے دوران وحدۃ الوجود کی اصطلاح کو ذکر نہیں کیا، انہوں نے تمام دلائل قبول کر لئے، گویا خلاصہ یہ نکلا کہ لفظوں کے پجاری علماء کا اکثر تعصب لفظوں سے ہوتا ہے'' (انفاس العارفین ص:۲۱۷) اس سے صاف عیاں ہے کہ شاہ ولی اللہ بھی وحدۃ الوجود کے قائل تھے'' (عقیدہ صوفیت ص:۱۸۳)

۱۵۔ شاہ اسماعیل شہید رحمہ اللہ تعالیٰ (غیر مقلدین اِن کو بھی اپنی طرح تارک التقلید کہتے ہیں) انہوں نے مسئلہ وحدۃ الوجود کے دفاع میں ''عبقات'' کے نام سے ایک مستقل کتاب تصنیف فرمائی ہے جس میں ایک مقام پر لکھتے ہیں: ''مسئلہ وحدۃ الوجود کے متعلق عام طور پر یہ جو مشہور ہو گیا ہے کہ اس عقیدے کے ماننے والے کہتے ہیں کہ خالق ہی مخلوق ہے اور مخلوق ہی خالق ہے یعنی ذاتاً دونوں ایک ہی ہیں اس عبقہ میں اس غلط خیال کی تردید کی جائے گی'' (عبقات ص:۶۵، عبقہ نمبر:۱۶)

۱۶۔ مشہور غیر مقلد ڈاکٹر شفیق الرحمن صاحب اپنی کتاب میں لکھتے ہیں:

''بعض صوفیاء نے اصطلاح ''وحدۃ الوجود'' کو تو قبول کیا لیکن اس کے قائلین کو دو جماعتوں میں تقسیم کیا ہے ایک تو وہ جماعت ہے جو وحدۃ الوجود کے شرکیہ مفہوم کو مانتی ہے، اس کو جاہل صوفیوں کا نام دیا ہے جبکہ دوسری جماعت وحدۃ الوجود کے شرکیہ معنی ومفہوم کا رد کرتے ہوئے درست معنی بیان کرتی ہے اُن کو محققین صوفیاء کہتے ہیں'' (اہلسنت کا منہج تعامل ص:۲۱۴)

پھر آگے علماء دیوبند رحمہم اللہ تعالیٰ کا موقف ذکر کر کے اس پر اپنے بزرگوں کی تائید بھی ذکر کی ہے چنانچہ مندرجہ ذیل عنوان کے تحت لکھتے ہیں:

﴿وحدۃ الوجود کے متعلق دار الافتاء دار العلوم دیوبند انڈیا کا موقف﴾

''وحدۃ الوجود صوفیہ کی اصطلاح ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا وجود کامل ہے اور اس کے بالمقابل تمام ممکنات کا وجود اتنا ناقص ہے کہ کالعدم ہے، عام محاورہ میں کامل کے مقابلہ میں ناقص کو معلوم سے تعبیر کیا جاتا ہے جیسے کسی بڑے علامہ کے مقابلہ میں تعلیم یافتہ کو یا کسی مشہور پہلوان کے مقابلہ میں معمولی شخص کو کہا جاتا ہے کہ یہ تو اس کے سامنے کچھ بھی نہیں، حالانکہ اس کی ذات اور صفات موجود ہیں مگر

کامل کے مقابلہ میں انہیں معدوم قرار دیا جاتا ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ کے وجود کامل کے مقابلہ میں تمام مخلوق کے وجود کو حضرات صوفیہ معدوم قرار دیتے ہیں۔

تقریر بالا سے معلوم ہوا کہ وحدۃ الوجود کے یہ معنی نہیں کہ سب ممکنات کا وجود اللہ تعالیٰ کے وجود سے متحد ہے بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ وجود کامل صرف واحد ہے بقیہ موجودات کالعدم ہیں جیسے کہ کوئی بادشاہ کے دربار میں درخواست پیش کرے، بادشاہ اسے چھوٹے حکام کی طرف رجوع کا مشورہ دے اور یہ جواب میں کہے کہ حضور آپ ہی سب کچھ ہیں تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ سب حکام آپ سے متحد ہیں بلکہ مطلب یہ ہے کہ آپ کے سامنے سب حکام کالعدم ہیں (سہ ماہی قافلہ حق کے مصنف مولانا محمد امجد سعید صاحب دیوبندی، اشرف الفتاوی، ڈاکٹر عبدالواحد مفتی جامعہ مدنیہ لاہور، حتی کہ اہلحدیث علماء کرام حافظ محدث عبداللہ روپڑی رحمہ اللہ اور شیخ الاسلام ابوالوفا ثناء اللہ امرتسری رحمہ اللہ نے وحدۃ الوجود کے یہی معنی بیان فرمائے ہیں)'' (اہلسنت کا منہج تعامل ص: ۲۱۴، ۲۱۵)

تنبیہ: اس کتاب ''اہلسنت کا منہج تعامل'' پر درج ذیل غیر مقلدین علماء نے تقاریظ لکھی ہیں گویا کہ یہ علماء مصنف کی تحریر سے متفق ہیں لہٰذا ہم ان غیر مقلد علماء کو بھی نمبر شمار میں ذکر کرتے ہیں:

۱۷۔ الشیخ عبدالسلام الرستمی صاحب

۱۸۔ الشیخ عبدالعزیز النورستانی صاحب

۱۹۔ شیخ الحدیث محمد رفیق اثری صاحب

۲۰۔ ڈاکٹر عبدالرشید اظہر صاحب

۲۱۔ شیخ الحدیث حافظ الیاس اثری صاحب

۲۲۔ شیخ الحدیث محمد سعید کلیروی صاحب

۲۳۔ شیخ الحدیث محمد عباس انجم گوندلوی صاحب

۲۴۔ شیخ الحدیث عبدالرحمن چیمہ صاحب

خلاصہ: مندرجہ بالا کتاب کی تحریر سے ہمیں درج ذیل باتیں معلوم ہوئیں:

۱۔ وحدۃ الوجود کے دو معنی ہیں ایک شرکیہ اور دوسرا صحیح مفہوم والا...... تو اہل حق نے صحیح معنی مراد لئے

ہیں اور جہلاء (بشمول غیر مقلدین فی زمانا) نے غلط مفہوم مراد لیا تو اب ہر کسی کو اختیار ہے کہ وہ غلط مفہوم مراد لیتا ہے یا صحیح......؟

۲۔ ڈاکٹر شفیق الرحمن صاحب (بشمول اُن غیر مقلدین علماء کے جنہوں نے اُن کی کتاب پر تقریظ اور مقدمہ لکھا) کے نزدیک علماء دیوبند رحمہم اللہ تعالیٰ اتحاد الوجود کے قائل نہیں جیسا کہ لکھتے ہیں: ''تقریر بالا سے معلوم ہوا کہ وحدۃ الوجود کے یہ معنی نہیں کہ سب ممکنات کا وجود اللہ تعالیٰ کے وجود سے متحد ہے بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ وجود کامل صرف واحد ہے بقیہ موجودات کالعدم ہیں'' (اہلسنت کا منہج تعامل ص:۲۱۵)

۳۔ ڈاکٹر شفیق الرحمن صاحب کی درج کردہ وحدۃ الوجود کی تعریف صرف ایک شخص یا عام آدمی کی رائے نہیں بلکہ بڑی بڑی شخصیات اور علماءِ دیوبند کا قول بھی ہے۔

۴۔ اور صرف علماءِ دیوبند کا ہی نہیں بلکہ غیر مقلدین کے اکابرین کا بھی یہی قول ہے تو اگر ہم صرف وحدۃ الوجود پر مطعون ہیں تو غیر مقلدین پہلے اپنے گھر کی خبر لیں اور خیر منائیں، تو اب جو غیر مقلدین وحدۃ الوجود کے معنی اتحاد الوجود سے مراد لیتے ہیں تو وہ یہ تعریف اور توضیح بھی دیکھیں اور اس کے ساتھ اپنے بزرگوں کی بھی خبر لیں۔

خاتمہ: ہم نے یہ اتنی تفصیل اپنے گھر سے، محدثین ومشائخ عظام رحمہم اللہ تعالیٰ سے اور اس کے ساتھ ساتھ غیر مقلدین کے اکابرین سے اس لئے ذکر کی ہے کہ غیر مقلدین خوابِ غفلت سے بیدار ہو جائیں اور امین اللہ پشاوری غیر مقلد کی خیانت اور دھوکہ کو سمجھیں جیسا کہ وہ لکھتے ہیں:

''اہل السنۃ والجماعۃ کے تمام محققین علماءِ کرام کا فتوی ہے کہ عقیدہ وحدۃ الوجود اور توحید وجودی کفریہ اور شرکیہ عقیدہ ہے'' (نظریہ توحید وجودی اور ڈاکٹر اسرار احمد ص:۵۱)

تو اب قارئین کرام خود انصاف فرمائیں کہ امین اللہ پشاوری اپنی بات میں کتنے صادق ہیں......؟ ہم نے آپ کے گھر اور علماء اہل السنۃ والجماعۃ کے اتنے اقوال پیش کئے تو کیا ان سے آپ کے دعویٰ کے پرزے نہیں اُڑ گئے؟ پس حقیقت یہ ہے کہ غیر مقلدین یا تو اپنے بڑوں بزرگوں اور علماء کرام کی کتب سے جاہل ہیں یا جان بوجھ کر عوام کو اندھیرے میں رکھ کر خیانت سے کام لے رہے ہیں...... **اللّٰھم اھدھم واھدنا الصراط المستقیم۔**

البتہ یہاں ہمیں یہ معلوم ہوا کہ غیر مقلدین وحدۃ الوجود کی جو تعریف بیان کرتے ہیں جیسا کہ ڈاکٹر شمس الدین السلفی صاحب (موصوف پشاور سے تعلق رکھتے ہیں اور انہوں نے کتاب ''الماتریدیہ'' لکھی اور سعودی علماء سے تقریظ لکھوانے کے بعد اس میں ترمیم واضافہ کیا، جب وہاں کے علماء کو اس خیانت کا علم ہوا تو انہوں نے اس سے برأت کا اعلان کیا جس کا ثبوت ہمارے پاس تحریری شکل میں موجود ہے فللہ الحمد) اپنی کتاب میں لکھتے ہیں: ''**هذا صريح في ان السماء والارض ومافيهما من الاجسام العظام كالجبال والاجرام والبحار والأشجار والأحجار والأنهار بل الدواب والكلاب والقردة والخنازير وانية الخمور وغيرها هو الله بعينه......الخ**'' (الماتریدیہ ص: ۱۹۳)

یعنی یہ (وحدۃ الوجود) اس بات کی صراحت ہے کہ زمین وآسمان اور اس میں جو کچھ ہے بلکہ تمام جانور، کتے، خنزیر، بندر اور شراب کے برتن وغیرہ یہ سب بعینہ اللہ تعالیٰ ہیں۔

دیکھیں اس ظالم انسان نے العیاذ باللہ کتنی بیبا کی اور ہٹ دھرمی سے جھوٹ بولا، بات کیا تھی اور انہوں نے کس طرف بات کا رخ پھیرا......؟ ہم غیر مقلدین سے صرف اتنا کہتے ہیں کہ ایک تو شاہ اسماعیل شہید رحمہ اللہ کا وہ قول ذہن نشین کریں جو ''عبقات'' نامی کتاب سے باحوالہ گزر چکا، پھر اس قول کے قائلین اور ممدوحین پر بھی رَد کریں۔ دوم یہ کہ آپ کے بزرگوں کے اقوالِ مذکورہ کی روشنی میں اُن کی یہ بات دروغ گوئی کا مجموعہ ہے، اسی طرح عبدالعزیز نورستانی صاحب کی وہ تشریح جو انہوں نے وحدۃ الوجود کے متعلق کی ہے کہ ''کائنات میں جو موجودات ہیں ان کے وجود کی کوئی حقیقت نہیں بلکہ ہر موجود ہی اللہ ہے'' (نظریہ توحید وجودی اور ڈاکٹر اسرار احمد ص: ۲۰، مؤلفہ: ڈاکٹر شفیق الرحمٰن)

حالانکہ آپ حضرات نے خود تعریفات میں یہ بات ملاحظہ کی کہ اس میں یہ نفی بالکلیہ نہیں کی جاتی جیسا کہ نورستانی صاحب کہتے ہیں ''کوئی وجود ہی نہیں'' کتنی صاف بات خلافِ حقیقت!!! اور پھر اس تعجب خیز بات کو بھی ملاحظہ کریں کہتے ہیں ''ہر موجود اللہ ہے'' العیاذ باللہ ثم ثم......تو تعصب اور ضد کی انتہاء ہے کہ اعتراض سے پہلے کم از کم خرقِ عادت کے طور پر تو عقل سے کام لے لیتے کہ ''ہر موجود'' لفظ لکھتے ہیں یہ تو ''کثرت الوجود'' ہوا نہ کہ ''وحدۃ الوجود''......؟ کلا بل!!

یعنی آپ لکھتے ہیں کہ یہ ہر ہر ''شے'' اور ہر ہر ''موجود'' اللہ ہے العیاذ باللہ......تو پھر اس میں تو تعدّد آگیا، اس کو پھر آپ ''وحدۃ الوجود'' کیسے کہہ سکتے ہیں......؟ آخر عقل بھی کوئی چیز ہے مگر غیر مقلدین

احناف پر اور خصوصاً علماءِ دیوبند پر جب اعتراض کرتے ہیں تو عقل کو کھلی چھٹی دے دیتے ہیں اور اعتراضاتِ فاسدہ رکیکہ مردودہ کرتے ہیں اور اس پر غور نہیں کرتے کہ اُن کی اس بات اور دعویٰ سے خود ان کے دعویٰ کی تردید تو نہیں ہو رہی......؟

اسی طرح غیر مقلدین کے مناظر اعظم شیخ افضل سواتی صاحب (جنہوں نے استاذِ محترم (حضرت مفتی محمد ندیم مدظلہ العالی) سے ایسی تاریخی شکست کھائی جس کو آج تک میڈیا نے اپنے سینے میں محفوظ کر رکھا ہے اور انٹرنیٹ پر بھی موجود ہے **فلله الحمد**) وحدۃ الوجود کی غیر مقلدانہ اور محرّ فانہ تشریح اور وضاحت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: "(ترجمہ) وحدۃ الوجود کا مطلب یہ ہے کہ خالق اور مخلوق کا وجود ایک ہے، خالق عین مخلوق ہے اور خالق متحد ہے مخلوق کے ساتھ" (**د دیوبندیانو خطرناک عقائد ص:۴۹**)

تنبیه: غیر مقلدین کے شیخ افضل سواتی صاحب نے درج بالا کتاب پر اپنے ذاتی نام کی بجائے "شیخ القرآن والحدیث علامہ ابو ناصر السّلفی" کا فرضی نام یا کنیت لکھی ہے......تو دیکھئے کہ درج بالا حوالہ جات کی روشنی میں اُن کی وضاحت کس قدر دجل وفریب اور کذب بیانی پر مشتمل ہے۔

بہرحال غیر مقلدین کے چھوٹے بڑے، عوام وخواص ظلم کے اس انتہائی درجہ کو پہنچے ہوئے ہیں کہ صوفیاء کرام سے وحدۃ الوجود کا عنوان لے کر اُس کی اپنی خود ساختہ تعریف کرتے ہیں!! آخر غیر مقلدین میں کوئی منصف نہیں جو اُن سے پوچھ سکے کہ وحدۃ الوجود کی جو تعریف تم بیان کرتے ہو آخر یہ کس صحیح العقیدہ شخصیت سے آپ نقل کر رہے ہیں کہ وہ خود بھی وحدۃ الوجود کا قائل ہو اور پھر اس نے وحدۃ الوجود کی ایسی تعریف بھی کی ہو؟ اور اگر آپ کہتے ہو کہ ہم نے اُن کی عبارات کی صرف مفہوم اور تشریح ذکر کی ہے تو ہم آپ کے سامنے علامہ وحید الزمان کا قول ذکر کریں گے کہ تم ان صوفیاء کرام کی مراد کو نہیں سمجھے، اُن کی منشاء کے خلاف تم جو مفہوم مراد لے رہے ہو تو یہ کیسے قابل قبول ہو سکتا ہے؟ یہ خلاف شریعت بات نہیں کہ آپ اُن کی طرف سے بدگمانی کر رہے ہیں اور انتہا درجہ کے ظلم سے کام لے رہے ہیں؟ اللہ سے ڈرو اور اس مصیبتِ لایزال (فتنہ غیر مقلدیت بدونِ اجتہاد) سے بچو، یہ تمام ظلم اور افتراء اسی غیر مقلدیت فتنہ کا پھیلایا ہوا ہے کہ خود بھی خیانت کی آگ میں جل رہے ہیں اور اپنے عوام کالانعام کو بھی اولیاءِ کرام سے بدظن کرنے کی ناکام کوشش کر رہے ہیں لیکن یاد رکھیں

"**يُرِيْدُوْنَ لِيُطْفِئُوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ**" (سورۃ الصف:۸)

﴿ابن عربی رحمہ اللہ تعالیٰ محدثین کی نظر میں﴾

نظریہ وحدۃ الوجود کے اول مدوّن اور زیادہ نشر کرنے والے ابن عربی رحمہ اللہ تعالیٰ ہیں جن کا نام ابوبکر محمد بن علی بن محمد بن احمد بن عبداللہ بن الحاتم الطائی رحمہ اللہ تعالیٰ ہے، موصوف ۱۷ رمضان المبارک ۵۶۰ھ (بمطابق ۲۸ جولائی ۱۱۶۵ء) میں اندلس (سپین) کے شہر ''مرسیہ'' میں پیدا ہوئے۔ اِن کا نام بغیر الف لام کے لیا جاتا ہے یعنی ''ابن عربی'' کیونکہ ان کے نام سے مشابہ ایک اور مشہور ہستی بھی ہے جن کا نام ''قاضی ابوبکر محمد بن عبداللہ بن العربی المالکی (المتوفی:۵۴۴ھ)'' ہے اور ان کے خاندان کا تعلق بنو طے کے ساتھ تھا۔

موصوف (ابن عربی رحمہ اللہ تعالیٰ) پر بعض علماءِ کرام نے عبارات کے نہ سمجھنے کی وجہ سے تردید، تضلیل بلکہ تکفیر بھی کی ہے جن میں مشہور ناقد ابن تیمیہؒ (المتوفی:۷۲۸ھ)، محدث ابن اھدالؒ (المتوفی:۸۵۵ھ)، امام شرف الدین اسماعیل بن مقریؒ، علامہ برہان الدین بقاعیؒ (المتوفی:۸۸۵ھ) اور ملا علی قاری الحنفیؒ (المتوفی:۱۰۱۴ھ) وغیرہ شامل ہیں بلکہ شیعہ حضرات نے بھی تنقید کی ہے دیکھئے ''تحفۃ الاخیار، بحار الانوار'' وغیرہ

اِن اعتراضات کی حقیقت یہ ہے کہ یا تو معترضین کا بعض کلام بے سند ہے کیونکہ اِن میں بعض نے ابن عربی رحمہ اللہ تعالیٰ کا زمانہ نہیں پایا تو بعض ایسی باتیں اُن سے منسوب ہیں جو بلا حقیقت ہیں یا بعض اُس کلام کی وجہ سے معترضین نے اعتراض کیا ہے جس پر معترضین موصوف کی عبارات پر نہیں سمجھے اور اس کے معنی معترضین نے اتحاد الوجود اور حلول الوجود سے لئے ہیں تو اس وجہ سے اُن کی تضلیل و تکفیر کی ہے حالانکہ یہ ''**توجیه القول بما لا یرضی به قائله**'' کا مصداق ہے کہ ابن عربی رحمہ اللہ تعالیٰ تو اتحاد الوجود اور حلول الوجود کی نفی کرتے ہیں پھر بھی اُن پر اتحاد اور حلول کا الزام لگانا حقیقت سے بعید ہے۔

اسی وجہ سے تو غیر مقلدین اکابرین جیسا کہ امرتسری صاحب، نواب صدیق حسن صاحب اور وحید الزمان صاحب وغیرہ نے یہ بات تسلیم کی ہے کہ قاضی شوکانی صاحب بھی پہلے ابن عربی رحمہ اللہ تعالیٰ کے سخت مخالف تھے، پھر چالیس سال بعد تحقیق کی اور حقیقت معلوم ہونے پر ابن عربی رحمہ اللہ تعالیٰ کی تکفیر سے رجوع کیا۔ لیکن جو محدثین کرام رحمہم اللہ تعالیٰ ابن عربی رحمہ اللہ تعالیٰ کے منہج کو سمجھے ہیں بالخصوص اُن کے معاصرین

(جیسا کہ امام رازی رحمہ اللہ تعالیٰ وغیرہ) تو نہ صرف موصوف کے معتقد بنے بلکہ اُن کا مستقل دفاع بھی کیا ہے اور کثیر تعداد میں پھر اُن کے ممدوحین بنے ہیں جن میں بعض کا تذکرہ ہم آگے ذکر بھی کریں گے ان شاء اللہ الرّحمٰن۔

قصہ مختصر: امام الصوفیاء ابن عربی رحمہ اللہ تعالیٰ (التوفی: ۶۳۸ھ) صوفیاءِ کرام میں سے وہ نامور شخصیت ہیں کہ محدثین، متکلمین، فقہاء، مقلدین حضرات رحمہم اللہ تعالیٰ بلکہ غیر مقلدین حضرات کی طرف سے بھی اُن کو زبردست خراجِ تحسین پیش کیا گیا ہے اور موصوف اونچے مرتبہ والے وہ مظلوم ترین شخصیت ہیں جن کی طرف ایسے بے بنیاد اقوال منسوب ہوئے ہیں جن کی اُن کو خبر تک نہیں اور جن کی وجہ سے اُن کو تردید وتنقید کا سامنا ہے۔ اگر موصوف کی عبارات پر عمیق نظر ڈالی جائے تو چند باتیں سامنے آتی ہیں:

۱۔ ایک یہ کہ بعض معترضین حضرات نے اُن کی عبارات کو نہ سمجھنے کی وجہ سے اُن پر بے بنیاد اعتراضات کیے ہیں۔

۲۔ موصوف کو بدنام کرنے کے لئے اُن کی کتاب میں ''دس'' ہوئی ہے، ''دس'' کا مطلب یہ ہے کہ اُن کی کتاب میں تحریف کی گئی ہے۔

۳۔ یہ کہ بعض قابل اعتراض کلام اُن سے حالتِ سکر اور جذبہ حال میں صادر ہوا ہے جو کہ بالاتفاق قابل حجت اور قابل مواخذہ نہیں ہے۔

﴿ابن عربی رحمہ اللہ تعالیٰ کی کتابوں میں تحریف ہوئی ہے﴾

یہی وجہ ہے کہ غیر مقلدین کے اکابرین نے بھی اِن مذکورہ وجوہات کو تسلیم کیا ہے چنانچہ غیر مقلدین کے شیخ الکل فی الکل نذیر حسین دہلوی صاحب لکھتے ہیں: ''عوام کو گمراہ کرنے کے لئے معتبر لوگوں کی کتابوں میں اپنی طرف سے عبارتیں شامل کی گئی ہیں چنانچہ شیخ اکبر (ابن عربی رحمہ اللہ تعالیٰ) علامہ ابن عبدالوہاب شعرانی کی بعض کتابوں میں ایسی عبارتیں پائی جاتی ہیں ''درر'' اور ''تنبیہ الغبی'' میں لکھا ہے کہ وہ عبارتیں بعض یہودیوں نے ان کتابوں میں شامل کی تھیں''

(فتاویٰ نذیریہ ج:۱، ص: ۱۵۰، فتاویٰ علمائے حدیث ج: ۹، ص ۲۰۱)

غیر مقلدین کے مجدّد و مجتہد نواب صدیق حسن خان صاحب (التوفی: ۱۳۰۷ھ) نے اسی طرح بات

لکھی ہے: ''شعرانی رحمہ اللہ تعالی نے کتاب فتوحات میں بتایا ہے کہ یہ شیخ کے حاسدوں نے اُن کے ذمے لگائے ہیں'' (مجموعہ رسائل ج:۳، ص:۲۷۰)

اسی طرح غیر مقلدین کے امام اہلحدیث نواب وحید الزمان صاحب شیخ ابن عربی رحمہ اللہ تعالی کی طرف منسوب ایک قول کے متعلق لکھتے ہیں: ''اور ظنِ غالب ہے کہ یہ کسی کا الحاق اور تصرف ہے اور ایسے الحاقات اور تصرفات بے دینوں نے بزرگوں کی کتابوں میں بہت کئے ہیں''

(لغات الحدیث ج:۱، ص:۶۷، مادہ جعفر)

اسی طرح ڈاکٹر لقمان السلفی غیر مقلد کے اہتمام و نظرِ ثانی سے ایک کتاب شائع ہوئی ہے جس میں لکھا ہے: ''فصوص، طبقات یا دیگر کتابوں...... میں جو کچھ ہے وہ تحریف شدہ ہے'' (تصوف کو پہچانئے ص:۷۷)

غیر مقلدین کے مجدّد العصر نواب صدیق حسن خان ایک کتاب میں ایک محدث سے ابن عربی رحمہ اللہ تعالی کی طرف منسوب قابل اعتراض کلام سے متعلق تین توجیہات نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''قال اليافعي: وقد مدحه طائفة؛ كالنجم الاصبهاني، والتاج ابن عطاء الله وغيرهما، وتوقف فيه طائفة، وطعن فيه آخرون، وما نسب اليهم أي: المشائخ؛ كابن عربي وغيره، له محامل: الأول: لم تصح نسبته اليهم، الثاني: بعد الصحة يلتمس له تأويل موافق، فأن لم يوجد له تأويل في الظاهر، فله تأويل في الباطن لم نعلمه، وانما يعرفه العارفون، الثالث: أن يكون صدور ذالک منهم في حال السكر والغيبة، والسكر ان سُكرًا مباحًا غيرُ مؤاخَذ، ولا مكلف'' (التاج المکلل ص:۱۷۴، مکتبہ دارالسلام ریاض سعودی عرب)

ترجمہ: ''امام یافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ایک جماعت نے اس کی مدح کی ہے جیسا کہ نجم اصبہانی اور تاج بن عطاء اللہ رحمہما اللہ وغیرہما نے ۔ اور ایک جماعت نے توقف اختیار کیا ہے اور کچھ لوگوں نے ان عبارات پر اعتراض کئے ہوۓ ، ہیں جو ان مشائخ کی طرف منسوب ہیں جیسا کہ ابن عربی رحمہ اللہ تعالی وغیرہ کے کلام میں چند توجیہات ہیں، اول یہ کہ یہ کلام اُن سے ثابت نہیں، دوسرا یہ کہ اگر ثابت بھی ہو جائے تو اس کی کوئی تاویل تلاش کرنی پڑے گی، اگر ہم ظاہری تاویل سے واقف نہ ہوں تو ضرور اس کی کوئی باطنی تاویل ہوگی جس کو عارفینِ تصوف جانتے ہوں گے، تیسرا یہ کہ اُن سے یہ کلام حالتِ سکر اور غیبت میں واقع ہوا ہوگا اور (ایسی حالت) نہ تو قابل مؤاخذہ ہے اور نہ اس پر انسان مکلف ہوتا ہے۔''

اسی وجہ سے علماءِ کرام فرماتے ہیں کہ ابن عربی رحمہ اللہ تعالی کے متعلق اچھا گمان رکھا جائے گا کیونکہ امت کے اکثر حضرات اُن کے صدق کی گواہی دیتے ہیں مگر ناسمجھی کی وجہ سے اُن کی کتاب کونہیں دیکھیں گے اور عوام کے لئے دیکھنا حرام ہے چنانچہ حضرت تھانوی رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہیں ''حضرت شیخ اکبر نے ارشاد فرمایا: **یحرم النظر فی کتبنا**'' (بوادر النوادر ص:۹۹)

علامہ سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ (المتوفی:۹۱۱ھ) بھی ایسا ہی فرماتے ہیں دیکھئے ''شذرات الذھب لابن العماد ج:۵،ص:۹۱''

ملا علی قاری الحنفی رحمہ اللہ تعالیٰ (المتوفی:۱۰۱۴ھ) بھی فرماتے ہیں: ''**ان مطالعة کتبه حرام علی العامة لأن دسائسه**'' (الرد علی القائلین بوحدۃ الوجود ص:۹۴)

اور غیر مقلدین کے امام اہلحدیث نواب وحید الزمان صاحب لکھتے ہیں: ''**قال الشیخ صفی الدین من اصحابنا مذهبی فیه کمذهب شیخ الاسلام الحافظ السیوطی وهو اعتقاد ولایته وتحریم النظر فی کتبه**'' (ہدیۃ المہدی ص:۵۱)

ترجمہ: ''ہمارے اصحاب میں سے شیخ صفی الدین صاحب فرماتے ہیں کہ اس میں میرا مذہب شیخ الاسلام الحافظ سیوطی رحمہ اللہ تعالی جیسا ہے کہ وہ ابن عربی رحمہ اللہ تعالی کی ولایت کا اعتقاد رکھتے تھے مگر اُن کی کتابیں دیکھنا حرام سمجھتے تھے۔''

الغرض: اِن توجیہاتِ مذکورہ کے بعد اب محدثینِ کرام رحمہم اللہ تعالی سے ابن عربی رحمہ اللہ تعالی کی توصیفِ حسنہ اور کلماتِ تعریفہ ملاحظہ فرمائیں کہ ابن عربی رحمہ اللہ کو کس قدر خراجِ تحسین پیش کیا ہے:

۱۔ امام فخر الدین رازی رحمہ اللہ تعالیٰ (المتوفی:۶۰۶ھ) ابن عربی رحمہ اللہ کے ہم عصر ہیں، ابن عربی رحمہ اللہ کے متعلق فرماتے ہیں: ''**کان الشیخ محی الدین ولیا عظیمًا**'' (الیواقیت والجواہر ص:۱۲)

۲۔ امام ابو طاہر اسماعیل بن سودکین نوری رحمہ اللہ تعالیٰ (المتوفی:۶۴۶ھ) (جو کہ حافظ عبد القادر قرشی رحمہ اللہ تعالی کے نزد فقیہ، فاضل، محدث اور شاعر ہیں) کے ترجمہ میں حافظ عبد القادر قرشی رحمہ اللہ تعالی (المتوفی:۷۷۵ھ) نے یہ بھی لکھا ہے کہ: ''**صحب الشیخ ابا عبدالله محمد بن علی ابن عربی مدة و کتب عنه کثیرا من تصانیفه**'' (الجواہر المضیۃ ج:۱،ص:۱۵۱)

ترجمہ: ''امام ابو طاہر نے بڑا زمانہ شیخ ابو عبد اللہ محمد بن علی ابن عربی رحمہ اللہ تعالی کی صحبت میں گزارا ہے اور

اُن سے اُن کی کتب کثرت سے لکھی ہیں۔"

۳۔ امام نصر بن سلمان منجی رحمہ اللہ تعالیٰ (المتوفی:۷۱۹ھ) (جوکہ حافظ ذہبی رحمہ اللہ تعالیٰ کے بقول "الشیخ، الامام، القدوة، المقری، المحدث، الزاهد، العابد، القانت، الربانی او بقية السلف" ہیں) کے بارے میں حافظ ذہبیؒ فرماتے ہیں: "وكان يتغالى في ابن العربي"

(سیر اعلام النبلاء ج:۲۳، ص:۴۳۸)

ترجمہ: "موصوف ابن عربی رحمہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ غلو کی حد تک محبت کرتے تھے۔"

۴۔ امام صلاح الدین محمد بن شاکر الدمشقی رحمہ اللہ تعالیٰ (المتوفی:۷۶۴ھ) (جو بہت بلند مرتبہ مؤرخ اور محدث ہیں) نے اپنی تاریخ میں امام ابن عربی رحمہ اللہ تعالیٰ کا بہت شاندار ترجمہ کیا ہے اور آخر میں اُن کے متعلق یہ تصریح فرمائی ہے: "وعلى الجملة فكان رجلاً صالحًا عظيمًا"

(ذیل تاریخ بغداد ج:۲۱، ص:۳۰۳)

ترجمہ و مفہوم: "خلاصہ کلام یہ کہ ابن عربی رحمہ اللہ تعالیٰ ایک صالح اور عظیم شخصیت تھے۔"

۵۔ امام احمد بن ایبک المعروف بہ "ابن الدمیاطی رحمہ اللہ تعالیٰ" (المتوفی:۷۴۹ھ) (جوکہ تاریخ اور علوم حدیث میں بلند مقام رکھتے تھے) نے ابن عربی رحمہ اللہ تعالیٰ کے متعلق فرمایا: "وكان ورعا زاهدا"

(ذیل تاریخ بغداد ج:۲۱، ص:۲۱)

یعنی "موصوف متقی اور پرہیز گار شخصیت کے مالک تھے۔"

۶۔ امام عز الدین احمد بن ابراہیم الفاروثی رحمہ اللہ تعالیٰ (المتوفی:۶۶۴ھ) (جوکہ امام ابن سید الناس رحمہ اللہ جیسے محدثین کے استاذ ہیں) اپنا واقعہ لکھتے ہیں کہ: "وسمع من الامام محي الدين ابن العربي ولبس منه خرقة التصوف" (ذیل التقیید ج:۲، ص:۲۹۲)

ترجمہ: "میں نے امام محی الدین ابن عربی رحمہ اللہ تعالیٰ سے حدیث کا سماع کیا اور اُن سے تصوف کی خلافت حاصل کی ہے۔"

دیکھئے! امام فاروثی جیسی شخصیت بھی ابن عربی رحمہ اللہ کے خوشہ چین اور متعلقین میں سے ہے۔

۷۔ امام صلاح الدین خلیل بن ایبک صفدی رحمہ اللہ تعالیٰ (المتوفی:۷۶۴ھ) (جوکہ حافظ ذہبی رحمہ اللہ کے مشہور شاگرد ہیں اور حافظ صاحب نے اپنے اس لائق شاگرد کا محدثانہ مقام بھی آشکارا کیا ہے اور تعریف

فرمائی ہے) نے ابن عربی رحمہ اللہ تعالیٰ کی مبسوط کا شاندار ترجمہ کیا ہے اور آخر میں ان الفاظ میں فیصلہ فرمایا ہے: ''وعلى الجملة فكان رجلاً عظيمًا'' (الوافی بالوفیات ج:۳،ص:۵۲-۶۰)

ترجمہ: ''الغرض ابن عربی رحمہ اللہ تعالیٰ بڑی شخصیت اور عظیم انسان تھے۔''

اور ابن عربی رحمہ اللہ تعالیٰ کی مشہور کتاب ''فتوحاتِ مکیہ'' کی تعریف بھی فرمائی ہے، لکھتے ہیں: ''**ومن وقف هذاالكتاب علم قدره وهو من اجل مصنفاته**'' (ایضاً)

یعنی ''جو کوئی بھی اس کتاب کا مطالعہ کرے گا تو وہ ابن عربی رحمہ اللہ تعالیٰ کی قدر ومنزلت کو پہچان لے گا اور یہ اُن کی سب سے جلیل القدر کتاب ہے۔''

۸۔ امام عزالدین عبدالعزیز بن عبدالسلام الدمشقی رحمہ اللہ تعالیٰ (المتوفی: ۶۶۰ھ) (جو کہ امام ابن دقیق العید رحمہ اللہ تعالیٰ وغیرہ جیسے اجل محدثین کے استاذ اور محدث ہیں اور علماء کرام نے اُن کو ''**شیخ الاسلام، الامام، العلامہ، وحید العصر، سلطان العلماء**'' جیسے القابات سے نوازا ہے) بھی ابن عربی رحمہ اللہ تعالیٰ کے مداح تھے اور اُن کو اپنے زمانہ کا قطب قرار دیا ہے۔

(شذرات الذہب ج:۵،ص:۱۹۳، التاج المکلل ص:۱۷۷)

۹۔ عظیم فلسفی ومحقق شیخ مکی رحمہ اللہ تعالیٰ (المتوفی: ۹۲۶ھ) نے ابن عربی رحمہ اللہ تعالیٰ کے دفاع میں ''**الجانب الغربی فی مشکلات ابن عربی**'' کے نام سے ایک مستقل کتاب لکھی ہے اور اُن کو اس کتاب میں ''**خاتم اصغر، خاتم الاولیاء، شیخ اکبر**'' وغیرہ کہا ہے۔

۱۰۔ حضرت ابوالحسن بن ابراہیم بن عبداللہ قاری بغدادی رحمہ اللہ (المتوفی: ۸۲۱ھ) نے ابن عربی رحمہ اللہ کے دفاع میں ''**الدر الثمین فی مناقب شیخ محی الدین**'' کے نام سے ایک مستقل کتاب لکھی ہے اور اُن کو اس کتاب میں ''متقی، صاحبِ فراخ دل، فاضل، ولی اللہ، علومِ شرعیہ پر حاوی، معارفِ حقیقی میں راسخ، مستجاب الدعوات'' وغیرہ جیسی صفاتِ حسنہ سے متصف کہا ہے۔

۱۱۔ علامہ عبدالعلی بحرالعلوم لکھنوی رحمہ اللہ تعالیٰ (المتوفی: ۱۲۲۵ھ) بھی وحدۃ الوجود اور ابن عربی رحمہ اللہ تعالیٰ کے کٹر مداح اور اُن کے نظریات کے شارح اور ترجمان تھے اور انہوں نے مشکل مقامات اور اصطلاحات کی تشریح بیان کی ہے اور ''رسالہ وحدۃ الوجود مترجم مولانا شاہ زید ابوالحسن فاروقی مجددی شائع کردہ ندوۃ المصنفین دہلی'' کے نام سے ایک مستقل رسالہ تصنیف فرمایا ہے۔

۱۲۔ امام مجد الدین محمد بن یعقوب فیروز آبادی رحمہ اللہ تعالی (المتوفی: ۸۱۷ھ) (جو کہ لغت کی مشہور کتاب ''القاموس'' کے مصنف ہیں اور مولانا عبداللہ روپڑی غیر مقلد اُن کو اہلحدیث کہتے ہیں (توحید الرحمن ص: ۸۹)) بھی ابن عربی رحمہ اللہ تعالی کی اشد حمایت کرنے والوں میں سے ہیں چنانچہ امام ابن العماد رحمہ اللہ تعالی امام مناوی رحمہ اللہ تعالی کے حوالہ سے لکھتے ہیں: ''**وکان المجد صاحب القاموس عظیم الاعتقاد فی ابن عربی ویحمل کلامه علی المحامل الحسنة وطرز شرحه للبخاری بکثیر من کلامه**'' (شذرات الذہب ج: ۵، ص: ۱۹۴)

ترجمہ: ''مجد الدین صاحبِ قاموس ابن عربی رحمہ اللہ تعالی سے بہت زیادہ عقیدت رکھتے تھے اور اُن کا کلام عمدہ محامل پر محمول کرتے تھے اور اُنہوں نے اپنی ''شرح بخاری'' میں ابن عربی رحمہ اللہ تعالی کے بہت اقوال ذکر کیے ہیں۔''

اسی طرح نواب صدیق حسن خان صاحب غیر مقلد فیروز آبادی رحمہ اللہ تعالی کے حوالہ سے لکھتے ہیں: ''**وقد تصدی للانتصار له والاذعان لفضله من فحول العلماء الجم الغفیر منهم شیخ الاسلام قاضی القضاة مجد الدین الفیروز آبادی**'' (التاج المکلل ص: ۱۷۶)

ترجمہ: ''ابن عربی رحمہ اللہ کی حمایت اور ان کی فضیلت منانے والوں میں بڑے بڑے علماء کرام کا ایک جم غفیر پیش پیش ہے جن میں شیخ الاسلام قاضی القضاۃ مجد الدین فیروز آبادی رحمہ اللہ بھی تھے''

اس کے بعد نواب صدیق حسن خان صاحب امام مجد الدین فیروز آبادی صاحب رحمہ اللہ تعالی کا ایک قول نقل کرتے ہیں: ''**انه کان شیخ الطریقة حالا وعلمًا...... ومحی رسوم المعارف فعلا واسمًا، عبابٌ لاتکدره الدِّلاء...... کانت دعواته تخترق السبع الطباق، وتفترق برکاته فتملأ الآفاق**''

ترجمہ: ''بلاشبہ ابن عربی رحمہ اللہ شان اور علم کے اعتبار سے شیخ طریقت تھے اور کام اور نام کے اعتبار سے علاماتِ معارف کو زندہ کرنے والے تھے، وہ ایسا چشمہ تھے جس کو ڈول گندہ نہیں کر سکتا، اُن کی دعا سات آسمانوں کے پردے پھاڑنے والی تھی اور اُن کی برکات اتنی پھیلی ہیں کہ آسمان کے اطراف کو بھر دیا ہے۔''

۱۳۔ مشہور عالم عماد الدین ابو یحیٰی زکریا بن محمود انصاری آنسی رحمہ اللہ تعالی (المتوفی: ۶۸۲ھ) (جو کہ اپنے دور کے قاضی القضاۃ اور نامور مؤرخ تھے، اُن کی کتابوں میں ''عجائب المخلوقات'' نامی کتاب بہت مشہور

ہے۔موصوف نے اپنی کتاب ''آثار البلاد واخبار العباد'' میں ''اشبیلیہ'' شہر کا ذکر کیا ہے،اس کتاب میں اُنہوں نے ابن عربی رحمہ اللہ تعالیٰ کو شیخ دوران،علوم شرعیہ اور علوم حقیقی کا متبحر عالم،منزلت ورفعت میں لاثانی،فاضل،عالم اجل،سلطان العارفین محی الحق والدین کہا ہے۔

۱۴۔امام عبداللہ بن اسعد یافعی رحمہ اللہ تعالیٰ (المتوفی:۷٦۸ھ) (جو کہ حافظ عراقی رحمہ اللہ تعالیٰ جیسے محدثین کے استاذ تھے) کے متعلق حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں:''**حفظ عنه تعظیم ابن العربی والمبالغة فی ذالک**'' (الدرر الکامنۃ ج:۲،ص:۱۵۲،الرقم:۲۱۲۰)

ترجمہ:''اُن سے ثابت ہے کہ وہ ابن عربی رحمہ اللہ تعالیٰ کی بہت زیادہ تعظیم کرتے تھے۔''

مزید نواب صدیق حسن خان صاحب غیر مقلد نے بھی اپنے مدعیٰ (ابن عربی رحمہ اللہ تعالیٰ کی مدح) میں موصوف (امام یافعی رحمہ اللہ تعالیٰ) سے اقوال نقل کئے ہیں دیکھئے (التاج المکلل ص:۱۷۸)

۱۵۔محمد بن عبداللہ بن ابی بکر المعروف ابن ابار رحمہ اللہ تعالیٰ (المتوفی:٦۵۸ھ) (جو کہ مشہور فقیہ،مؤرخ،محدث اور ادیب تھے) بھی ابن عربی رحمہ اللہ تعالیٰ کو تصوف کے اونچے مرتبہ پر فائز سمجھتے تھے،تفصیل کے لئے ملاحظہ فرمایئے (التکملہ الکتاب الصلۃ لابن الابار،شذرات الذہب ج:۵،ص:۲۹۵)

۱٦۔امام شمس الدین محمد بن حمزہ الفناری رحمہ اللہ تعالیٰ (المتوفی:۸۳۴ھ) (جو کہ روم کے مشہور عالم،وزیر اور صاحب التصنیف تھے) بھی ابن عربی رحمہ اللہ تعالیٰ کے محبین میں سے تھے اور ابن عربی رحمہ اللہ تعالیٰ کی مشہور کتاب ''فصوص الحکم'' کی چار جلدوں میں شرح بھی لکھی ہے، دیکھئے (توضیح المشتبہ ج:۴،ص:۴۱۲-لابن ناصر الدین،بیغیۃ الوعاۃ ج:۱،ص:۹۴-للسیوطی،تبصیر المنتبہ ج:۳،ص:۱۵۵-لابن حجر)

۱۷۔امام محب الدین محمد بن محمود بغداد المعروف بہ ''ابن النجار رحمہ اللہ تعالیٰ'' (المتوفی:٦۴۳ھ) (جو کہ مشہور محدث اور ابن عربی رحمہ اللہ تعالیٰ کے ہم عصر تھے) فرماتے ہیں:''ابن عربی رحمہ اللہ تعالیٰ علوم میں بحر اور حقائق میں راسخ تھے'' (تنبیہ الغبی ص:٦،نفح الطیب از مقری ص:۳٦۲،الدر الثمین ص:۳۱)

موصوف (ابن نجار رحمہ اللہ تعالیٰ) سے امام صفدی رحمہ اللہ نقل کرتے ہیں:''**اجتمعت به بدمشق فی رحلتی الیها و کتبت عنه من شعره و نعم الرجل هو**'' (الوافی بالوفیات ج:۳،ص:٦۰)

ترجمہ:''میں نے جب دمشق کا سفر کیا تو وہاں ابن عربی رحمہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کی تھی، میں نے اُن سے چند اشعار لکھے اور وہ (ابن عربی رحمہ اللہ تعالیٰ) بڑی اچھی شخصیت تھے۔''

۱۸۔حضرت سعد الدین محمد بن موید رحمہ اللہ تعالیٰ (المتوفی: ۶۵۰ھ) سے پوچھا گیا کہ آپ نے ابن عربی رحمہ اللہ تعالیٰ کو کیسا پایا؟ تو فرمایا: میں نے اُن کو ''علم، زہد، معرفت کا بحرِ ذخار اور علم کا ایسا سمندر جس کا کنارہ معلوم نہیں ہوتا'' والی صفات سے متصف پایا، دیکھئے (الیواقیت والجواہر ج:۱،ص:۹)

۱۹۔امام کمال الدین بن الزملکانی رحمہ اللہ تعالیٰ (المتوفی: ۷۲۷ھ) (جو کہ بقول نواب صدیق حسن خان غیر مقلد شام کے انتہائی جلیل القدر مشائخ میں سے تھے، دیکھئے ''التاج المکلل ص:۱۷۷'') کے متعلق امام صفدی رحمہ اللہ تعالیٰ اور نواب صدیق حسن خان صاحب نقل کرتے ہیں کہ شیخ کمال الدین صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے ابن عربی رحمہ اللہ تعالیٰ کی بڑی عظمت بیان کی ہے اور اُن کو معرفت کا ''**البحر الذاخر**'' کا لقب دیا ہے۔(الوافی بالوفیات ج:۳،ص:۵۸، التاج المکلل ص:۱۷۷)

۲۰۔علامہ شمس الدین الذھبی رحمہ اللہ (المتوفی: ۷۴۸ھ) نے بھی ابن عربی رحمہ اللہ کی بڑی تعریف کی ہے، اُن کی عبارات واشعار میں جو قابل اعتراض مواد ملتا ہے اُس کے متعلق فرماتے ہیں: ''**لعل ذالک وقع منه حال سکر وغیبته فیرجی له الخیر**'' (الوافی بالوفیات ج:۳،ص:۵۱۷)

ترجمہ: ''شاید یہ اُن سے حالتِ سکر اور غیبت (جو کہ بقول نواب صدیق حسن خان ایسی حالت مباح ہے اور اس پر مؤاخذہ نہیں دیکھئے ''التاج المکلل ص:۱۷۸'') واقع ہوئی ہیں لہٰذا اُن کے لئے (اللہ تعالیٰ سے) خیر کی امید ہے''

۲۱۔امام تقی الدین محمد بن احمد الفاسی المکی رحمہ اللہ تعالیٰ (المتوفی: ۸۳۴ھ) (جو کہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ تعالیٰ کے معاصر وممدوح ہیں) بھی ابن عربی رحمہ اللہ تعالیٰ کی تعریف میں رطب اللسان ہیں چنانچہ انہوں نے ابن عربی رحمہ اللہ تعالیٰ کو ''**الامام الاحد...... صاحب التصنیف المفیدة والکرامات العدیدة**'' جیسے القابات سے نوازا ہے دیکھئے (ذیل التقیید فی رواۃ السنن والمسانید ج:۱،ص:۱۸۴)

۲۲۔حافظ جلال الدین السیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ (المتوفی: ۹۱۱ھ) (جو کہ مشہور التصانیف محدّث ہیں اور زبیر علی زئی غیر مقلد نے اُن کو غیر مقلد کہا ہے (دیکھئے: مقالات ج:۱،ص:۳۲۲) نے ابن عربی رحمہ اللہ تعالیٰ کے دفاع اور اُن کی مدح میں ''**تنبیه الغبی عن تبرئة ابن عربی**'' کے نام سے مستقل کتاب تصنیف فرمائی ہے۔(شذرات الذہب ج:۵،ص:۱۹۱، التاج المکلل ص:۱۷۸)

۲۳۔شیخ شہاب الدین سہروردی رحمہ اللہ تعالیٰ (المتوفی: ۶۳۲ھ) نے ابن عربی رحمہ اللہ تعالیٰ کو ''حقائق کا

سمندر'' کہا ہے۔ (شذرات الذہب ج:۵،ص:۱۹۴)

۲۴۔امام شمس الدین البلاطنی الشافعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے علامہ بقاعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے رد اور ابن عربی رحمہ اللہ تعالیٰ کے دفاع میں ''**تقبیت قواعد الارکان بان لیس فی الامکان ابدع مما کان**'' کے نام سے مستقل کتاب تصنیف فرمائی ہے۔

۲۵۔امام شہاب الدین احمد بن موسیٰ المشوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے بھی علامہ بقاعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے رد اور ابن عربی رحمہ اللہ تعالیٰ کے دفاع میں دو کتابیں ''**الرد علیٰ البقاعی فی انکار قول یا دائم المعروف**'' اور ''**المد الفائض فی الذب عن ابن الفارض**'' تصنیف فرمائی ہیں۔

۲۶۔امام ابوبکر بن عبداللہ المعروف بہ ''قاضی ابن عجلون رحمہ اللہ تعالیٰ'' (التوفی:۹۲۸ھ) (جو کہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ تعالیٰ کے شاگرد تھے اور علماءِ کرام نے اُن کو شیخ مشائخ الاسلام اور اپنے زمانے کا فقیہ اور جلیل القدر شخصیات میں شمار کیا ہے) بھی ابن عربی رحمہ اللہ تعالیٰ کے دفاع کرنے والوں میں سے ہیں، جب حافظ بقاعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ابن عربی رحمہ اللہ تعالیٰ کے رد میں کتاب لکھی اور ابن عربی رحمہ اللہ تعالیٰ کی تکفیر شروع کی تو قاضی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے بقاعی رحمہ اللہ تعالیٰ پر سخت رد کیا اور اُن سے تعلق ختم کر دیا۔ (دیکھئے:**الکواکب السائرة باعیان المائة العاشرة** ج:۱،ص:۱۱۶-۱۱۷)

۲۷۔امام شمس الدین سخاوی رحمہ اللہ نے علامہ بقاعی رحمہ اللہ کے رد اور ابن عربی رحمہ اللہ کے دفاع میں مندرجہ ذیل کتابیں لکھی ہیں: ''**احسن المساعی فی ایضاح حوادث البقاعی، الاصل الاصیل فی تحریم العقل من التوراة والانجیل**'' اور ''**القول المالوف فی رد علی منکر المعروف**''

۲۸۔امام زکریا بن محمد انصاری رحمہ اللہ تعالیٰ (التوفی:۹۲۶ھ) (جن کو علماءِ کرام نے ''**شیخ مشائخ الاسلام، علامة المحققین، فهامة المدققین، سید الفقهاء والمحدثین**'' جیسے عظیم القابات سے یاد کیا ہے) بھی ابن عربی رحمہ اللہ تعالیٰ کے انتہائی مداح تھے اور اُن کا کلام اچھی تاویل پر محمول کرتے تھے (دیکھئے:**الکواکب السائرة باعیان المائة العاشرة** ج:۱،ص:۱۹۸-۲۰۴)

۲۹۔سید صالح موسوی خلخالی رحمہ اللہ تعالیٰ (جو کہ علم الکلام اور فلسفہ کے بڑے عالم تھے) نے بھی ابن عربی رحمہ اللہ تعالیٰ کو متقی، اہلِ کشف وشہود کے سرتاج اور معانی کے خلاق لکھا ہے۔

(دیکھئے:**شرح مناقب لسید صالح موسوی خلخالی** ص:۸)

۳۰۔ابواحمد محمد بن عبداللہ محدث نیشاپوری ''المعروف عالم اخباری رحمہ اللہ'' (المتوفی:۱۲۳۳ھ) (جوکہ بڑے مفسّر تھے،انہوں نے رجال حدیث پر متعدد کتب تصنیف فرمائی ہیں) نے بھی ابن عربی رحمہ اللہ تعالیٰ کو صاحبِ کشف وکرامات اور امام العارفین کہا ہے۔(دیکھئے:روضات ج:۸،ص:۵۶)

۳۱۔امام عبدالوہاب شعرانی رحمہ اللہ تعالیٰ (المتوفی:۹۷۳ھ) (جن کو ابراہیم سیالکوٹی صاحب غیر مقلد نے ''شیخ طریقت، شریعت وطریقت کا جامع، صاحبِ کرامات اور ائمہ دین کا ادب ملحوظ رکھنے والا'' کہا ہے دیکھئے ''تاریخ اہلحدیث ص:۴۳۷'') نے بھی ابن عربی رحمہ اللہ تعالیٰ کی بڑی تعریف بیان کی ہے اور اُن کے دفاع میں بہت سی کتابیں لکھی ہیں (دیکھئے:شذرات الذہب ج:۵،ص:۱۹۵) اور ابن عربی رحمہ اللہ تعالیٰ کے متعلق لکھتے ہیں:''**فلقد كان الشيخ والله في زمنه صاحب الولاية العظمى والصديقية الكبرى**'' (الیواقیت والجواہر ص:۱۱،الطبقات الکبری ص:۱۶۲)

ترجمہ:''قسم بخدا! تحقیقاً حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رحمہ اللہ تعالیٰ اپنے زمانہ میں عظیم ولایت کے حامل اور بڑی صداقت رکھنے والے انسان تھے''۔

۳۲۔شیخ بدرالدین بن جماعہ رحمہ اللہ تعالیٰ (موصوف مشہور شافعی المسلک عالم دین اور محدث تھے) نے بھی ابن عربی رحمہ اللہ تعالیٰ کی کتاب ''فصوص الحکم'' کی شرح لکھی ہے اور کھلے دل کے ساتھ اُن کو خراجِ تحسین پیش کیا ہے۔(دیکھئے:الیواقیت ص:۱۳)

۳۳۔امام عبدالرؤف مناوی رحمہ اللہ تعالیٰ (المتوفی:۱۰۳۱ھ) (جن کا شمار نامور محدثین میں ہوتا ہے) نے بھی اپنی کتاب ''طبقات الاولیاء'' میں ابن عربی رحمہ اللہ تعالیٰ کے ''مبسوط'' کا ترجمہ کیا ہے جس میں ابن عربی رحمہ اللہ تعالیٰ کا فضل وکمال بڑی تفصیل سے بیان کیا ہے اور اُن پر جو اعتراضات ہوئے ہیں اُن کو بڑے عمدہ طور پر رفع کیا ہے۔

۳۴۔امام ابن العماد رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی تاریخ میں امام مناوی رحمہ اللہ تعالیٰ کے اس ترجمے کا خلاصہ ذکر کیا ہے دیکھئے (شذرات الذہب ج:۵،ص:۱۹۰-۲۰۲)

۳۵۔امام احمد بن محمد التلمسانی المقری رحمہ اللہ تعالیٰ (المتوفی:۱۰۴۱ھ) (جوکہ حافظ المغرب اور عظیم القابات سے متصف محدّث اور مؤرخ ہیں) نے اپنی تاریخ میں ابن عربی رحمہ اللہ تعالیٰ کا بہت مضبوط اور شاندار ترجمہ لکھا ہے جس میں اُنہوں نے خود بھی موصوف کی تعریف بیان کی ہے اور دوسرے محدثین سے

بھی اُن کی تعریف نقل کی ہے۔(نفح الطیب من الاندلس الرطیب ج:۷،ص:۹۰-۱۶۱)

۳۶۔شیخ قطب الدین الحموی رحمہ اللہ تعالیٰ (جو کہ ابن عربی رحمہ اللہ تعالیٰ کے ہم عصر اور اُن کی حمایت میں آگے رہنے والے تھے) سے پوچھا گیا کہ آپ ابن عربی رحمہ اللہ تعالیٰ کے متعلق کیا کہتے ہیں؟ تو فرمایا:

''وجدته فی العلم والزهد والمعارف بحرًا زاخرًا لاساحل له''

(الیواقیت والجواہر ج:۱،ص:۲۶،دار احیاء التراث العربی بیروت لبنان)

ترجمہ:''میں اُن کو علم، زہد اور معارف رکھنے والا ایسا پُر جوش سمندر پاتا ہوں جس کا کنارہ نہ ہو''

۳۷۔امام عبدالحی ابن العماد حنبلی رحمہ اللہ تعالیٰ (المتوفی:۱۰۸۹ھ) (جو کہ متاخرین محدثین میں سے ہیں) نے بھی اپنی تاریخ میں ابن عربی رحمہ اللہ تعالیٰ کی خود بھی بڑی تعریف بیان کی ہے اور دوسرے اہل علم حضرات سے بھی اُن کی تعریف نقل کی ہے۔(دیکھئے: شذرات الذہب ج:۵،ص:۱۹۰-۲۰۲)

۳۸۔علامہ سبکی رحمہ اللہ تعالیٰ (المتوفی:۷۷۱ھ) کے متعلق لوگوں نے مشہور کر رکھا ہے کہ وہ بھی ابن عربی رحمہ اللہ تعالیٰ کے بڑے سخت مخالف تھے حالانکہ ایسا نہیں تھا بلکہ جب تک دوسروں سے سنتے تو جرح کرتے لیکن جب تحقیق سدید کی تو پھر یوں تعریف بیان کرتے ہیں:**''کان الشیخ محی الدین آیة من آیات اللّٰه تعالی وان الفضل فی زمانه رمی بمقالیده الیه وقال لا أعرف آلّا ایاه''** (الیواقیت ص:۲۸)

ترجمہ:''شیخ اکبر رحمہ اللہ تعالیٰ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی تھے اور بے شک اپنے زمانہ میں فضیلت نے اُن کی طرف اپنی کنجیاں پھینکی تھیں اور کہتے تھے کہ میں تو صرف اُن ہی کو پہچانتا ہوں''

۳۹۔شیخ المشائخ محمد المغربی الشاذلی رحمہ اللہ (جو کہ امام سیوطی رحمہ اللہ جیسے محدثین کے استاذ تھے) فرماتے ہیں:**''ان الشیخ محی الدین روح التنزلات والامداد وألف الوجود وعین الشهود وهاء المشهود الناهج منهاج النبی العربی** قدس اللہ سرہ'' (الیواقیت ص:۲۷)

ترجمہ:''بے شک ابن عربی رحمہ اللہ تعالیٰ تنزلات اور امداد کی روح، وجود الف، شہود عین اور مشہود ہاء ہیں اور نبی عربی ﷺ کے راستہ پر چلنے والے ہیں''

۴۰۔شیخ سراج الدین البلقینی رحمہ اللہ تعالیٰ (المتوفی:۸۰۴ھ) (جو کہ بلند مرتبہ عالم، شیخ کامل اور محدث تھے) اُن کے سامنے جب ابن عربی رحمہ اللہ تعالیٰ کے متعلق اتحاد اور حلول کے الزامات کی نسبت کی گئی تو کیا

فرمایا؟:''ذکرت له ما سمعت من بعض اهل الشام فی حق الشیخ محی الدین من أنه یقول بالحلول والاتحاد فقال الشیخ: معاذ اللّٰه وحاشاه من ذالک انما هو من أعظم الائمة وممن سبح فی بحار علوم الکتاب والسنة وله الید العظیمة عند اللّٰه وعند القوم وقدم صدق عنده'' (الیواقیت ص:۲۹)

اُن کے شاگرد شیخ الاسلام المخزومی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ''میں نے اپنے شیخ رحمہ اللہ تعالیٰ (سراج الدین بلقیانی رحمہ اللہ تعالیٰ) سے اُس خبر کے متعلق عرض کیا جو کہ اہل شام شیخ ابن عربی رحمہ اللہ تعالیٰ کے متعلق کہتے ہیں کہ شیخ ابن عربی رحمہ اللہ تعالیٰ حلول اور اتحاد کا قول کرتے ہیں تو فرمایا اللہ کی پناہ! ابن عربی رحمہ اللہ تعالیٰ اس سے مبرّا ہیں، وہ (ابن عربی رحمہ اللہ تعالیٰ) تو عظیم المرتبت ائمہ کرام میں سے ہیں اور اُن حضرات میں سے ہیں جنہوں نے علومِ کتاب وسنت میں دسترس حاصل کی ہے اور اللہ اور اہل اللہ کے نزد اونچے مقام والے ہیں اور اللہ کے نزد سچے مقام والے ہیں''

اور یہ بھی فرماتے تھے:''ایاکم والانکار علی شیٔ من کلام الشیخ محی الدین فانه رحمه اللّٰه لما خاض فی بحار المعرفة وتحقیق الحقائق عبر فی اواخر عمره فی الفصوص والفتوحات والتنزلات الموصلة وفی غیرها بمالا یخفی علی من هو فی درجته من اهل الاشارات'' (الیواقیت ص:۲۸)

ترجمہ:''شیخ محی الدین ابن عربی رحمہ اللہ تعالیٰ کے کلام میں معمولی انکار سے بھی بچو! کیونکہ جب شیخ ابن عربی رحمہ اللہ تعالیٰ معرفت کے سمندر اور تحقیقِ حقائق میں غوطہ زن ہوا تو شیخ رحمہ اللہ تعالیٰ نے آخری عمر میں ''فصوص، فتوحات اور تنزلات موصلہ'' وغیرہ کتب میں ایسی عبارات لکھیں جو موصوف کے ہم مرتبہ اہل اشارات حضرات سے مخفی نہیں''

۴۱۔ علامہ ذہبی رحمہ اللہ تعالیٰ (المتوفی:۷۴۸ھ) (جن کے متعلق نواب صدیق حسن خان لکھتے ہیں: ''علامہ ذہبی رحمہ اللہ تعالیٰ محی الدین ابن عربی رحمہ اللہ تعالیٰ کے معتقد تھے اور اُن کو اللہ تعالیٰ کا برگزیدہ بندہ سمجھتے تھے دیکھئے''التاج المکلل ص:۱۷۳'') کتاب ''تاریخ الاسلام'' میں لکھتے ہیں:''والابن العربی توسّع [illegible] الکلام وذکاءٌ وقوةٌ حافظةٌ وتدقیق فی التصوّف وتوالیفه جمةٌ فی العرفان ولولا [illegible] ـاتٌ فی کلامه وشعره لکان [illegible] اجماع و[illegible] منه فی حال سکره

وغیبته فنرجوا له الخیر ''(تاریخ الاسلام:۱۰/۳۲۳،تحت حرف المیم)

ترجمہ:''ابن عربی رحمہ اللہ تعالیٰ کے کلام میں بڑی وسعت،ذکاوت اور قوت حافظہ ہے اور تصوف میں اُن کو گہرائی حاصل ہے،اُن کی کتب علم وعرفان کا خزینہ ہیں،اگر اُن کے کلام اور اشعار میں شطحیات نہ ہوتا تو اُن کی عظمت پر اجماع ہوتا،ہوسکتا ہے کہ اُن سے یہ شطح والاعمل حالتِ سکر اور غیبت میں واقع ہوا ہو،ہم تو اُن کے لئے اچھی اور خیر والی امید رکھتے ہیں''

۴۲۔حضرت شیخ عبدالغنی نابلسی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ابن عربی رحمہ اللہ تعالیٰ کے مناقب پر''**السر المختبی فی صریح ابن عربی**'' کے نام سے کتاب لکھی ہے،اسی طرح ابن عربی رحمہ اللہ تعالیٰ کے نظریئے کے دفاع پر ''**الرد المتین علی منتقص العارف محی الدین**'' کے نام سے ایک اور کتاب لکھی ہے اور اس کے علاوہ ابن عربی رحمہ اللہ تعالیٰ کی کتاب''فصوص الحکم'' کی شرح میں''**جواهر النصوص**'' کتاب لکھی ہے۔(دیکھئے:التاج المکلل از نواب صدیق حسن غیر مقلد ص:۱۷۵)

۴۳۔محدث بدرالدین محمد بن العرس رحمہ اللہ تعالیٰ نے امام بقاعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے رد میں''**کتاب فی دفاع بن الفارض**''،لکھی ہے جس میں ابن عربی رحمہ اللہ تعالیٰ کا دفاع کیا ہے۔

۴۴۔محدث عبدالرحمن بن محمد العطاوی رحمہ اللہ نے''السیف الحسام'' کے نام سے کتاب لکھی ہے۔

۴۵۔امام محمد بن جمعۃ الحلکی الشیبانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے علامہ بقاعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے رد اور ابن عربی رحمہ اللہ تعالیٰ کے دفاع میں''**تریاق الافاعی فی الرد علی الخارجی البقاعی**'' کے نام سے مستقل کتاب تصنیف فرمائی ہے۔

۴۶۔امام محدث محمد بن حامد الشافعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے امام بقاعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے رد اور ابن عربی رحمہ اللہ تعالیٰ کے دفاع میں''**الدلیل والبرهان علی انه لیس فی الامکان ابدع مما کان**'' کے نام سے مستقل کتاب تصنیف فرمائی ہے۔

۴۷۔علامہ سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ نے''**تنبیه الغبی فی تبرءة ابن عربی**''،''**تشیید الارکان**'' اور ''**قمع المعارض فی نصرة ابن الفارض**'' کے نام سے کتابیں لکھی ہیں جس میں ابن عربی اور ابن فارض رحمہما اللہ تعالیٰ کا دفاع اور امام بقاعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا رد کیا ہے اور''**تنبیه الغبی**'' کتاب میں کثیر تعداد میں علماء کرام کا تعارف کیا ہے جنہوں نے ابن عربی رحمہ اللہ تعالیٰ کا دفاع کیا ہے۔

۴۸۔ محدث شاہ عبدالغنی فرزند محدثِ کبیر شاہ ولی اللہ رحمہا اللہ تعالی ابن عربی رحمہ اللہ تعالی کے دفاع میں لکھتے ہیں: ''شیخ اکبر، یاقوت احمر، میدانِ ولایت کے اول وآخر، گوہر ہائے معرفت کے جامع وناشر، راہِ ہدایت کے داعی ومبلغ، بحرعنایت کے خواص، صاحب کرامات'' (دمغ الباطل ص:۹۹)

۴۹۔ عارف کبیر حافظ امام شیخ عبدالغفار القوصی رحمہ اللہ تعالی نے اپنی کتاب ''**الوحید فی سلوک اهل التوحید**'' میں ابن عربی رحمہ اللہ تعالی کوخراجِ تحسین پیش کیا ہے اور اُن کی بہت سی کرامات ذکر کی ہیں۔ (تنبیہ الغبی فی تبرءۃ ابن عربی ص:۳۰)

۵۰۔ محدث کبیر حضرت امام ابن حجر المکی رحمہ اللہ تعالی (المتوفی:۹۷۴ھ) نے جگہ جگہ ابن عربی رحمہ اللہ تعالی کا دفاع کیا ہے، ایک مقام پر ایک سوال کے جواب میں لکھتے ہیں: ''**الشیخ محی الدین ابن عربی** رحمہ اللہ ورضی عنہ **امام جمع بین العلم والعمل کما اتفق علی ذالک من یعتقد به کیف وقد ذکر بعض المنکرین فی ترجمته انه کان وصل لمرتبة الاجتهاد وحینئذ فاسلامه متیقن وکذالک علمه وعمله وزهادته وورعه ووصوله فی الاجتهاد فی العبادة الی مالم یصل الیه اکابر اهل الطریق**'' (الفتاوی الحدیثیہ ص:۲۴۰، ناشر: دارالفکر بیروت)

ترجمہ ومفہوم: ''شیخ محی الدین ابن عربی رحمہ اللہ ورضی اللہ عنہ علم وعمل کو جامع کرنے والی شخصیت تھی جیسا کہ اُن کے معتقدین اس پر متفق ہیں اور اُن کی کیا ہی عجیب شان تھی کہ موصوف کے منکرین بھی موصوف کے ترجمہ میں اُن کو اجتہاد کے درجہ پر فائز سمجھتے ہیں، پس اس صورت میں اُن کا اسلام یقینی امر ہے اور اسی طرح اُن کا علم وعمل اور پرہیز گاری وتقوی بھی یقینی ہے اور موصوف عبادت کی کوشش میں اُس مقام پر فائز تھے کہ اہل طریقت میں بڑے بڑے لوگ اُس مقام تک نہیں پہنچ سکتے''

خلاصة التحقیق: پچاس محدثین رحمہم اللہ تعالی کی شہادت ہم نے یہاں نہایت اختصار سے نقل کردی ہیں اس لئے کہ:

ایک تو لوگوں پر یہ بات واضح ہوجائے کہ بڑے بڑے محدثین کرام رحمہم اللہ تعالی نے ابن عربی رحمہ اللہ تعالی کی مدح اور توصیف بیان کی ہے۔

دوسرا یہ کہ اُن کی مدح کے ساتھ ساتھ اُن کی معترض عبارات کے جوابات بھی دیئے ہیں اور اس بات کی تصحیح کی ہے کہ وہ اللہ تعالی کے ولی تھے اور بہت بڑے اور عظیم الشان انسان تھے وغیرہ وغیرہ۔

اس وجہ سے غیر مقلدین کا بھی ماننا ہے کہ واقعی ابن عربی رحمہ اللہ تعالیٰ کی حمایت میں بڑے بڑے محدثین اور اہل علم حضرات شامل ہیں چنانچہ غیر مقلدین کی کتاب میں لکھا ہے: ''اس کے حامی اسے اولیاء اللہ اور تنقید سے بالاتر لوگوں میں شمار کرتے ہیں، مخالفین میں بھی بڑے بڑے محدثین اور اہل علم شامل ہیں اور موافقین میں بھی'' (الاعتصام، اشاعت خاص بیاد بھوجیانی ص:۳۱۴)

اسی طرح نواب صدیق حسن خان بھی ایک حوالہ نقل کرتے ہیں: ''**وقد تصدی للانتصار له والاذعان لفضله من فحول العلماء الجم الغفير**'' (التاج المکلل ص:۱۷۶)

ترجمہ: ''ابن عربی رحمہ اللہ تعالیٰ کی حمایت کرنے اور اُن کی فضیلت ماننے والوں میں بڑے بڑے علماء کرام کا ایک جم غفیر پیش پیش ہے''

مگر افسوس صد افسوس! کہ محض کتاب کی طوالت اور اس کو چھپوانے کے لئے وسائل کی قلت کے خوف سے اس موضوع پر ہم نے بہت زیادہ مواد (جو کہ ہمارے پاس موجود ہے) چھوڑ دیا کہ جس کو گننے سے انسان تھک جائے **واللہ المستعان۔**

ہم نے بعض محدثین کرام کے اقوال اس لئے ذکر کئے کہ لاعلم اور ناواقف لوگ جان لیں کہ غیر مقلدین جو اپنے آپ کو ''اہلحدیث'' کہتے ہیں، ابن عربی رحمہ اللہ تعالیٰ کے متعلق اُن کا موقف صحیح اہلحدیث (محدثین) کے کتنے خلاف ہے جنہوں نے ابن عربی رحمہ اللہ تعالیٰ کی مدح بیان کی ہے؟ محض اہلحدیث نام رکھنے سے کیا مطلب جبکہ ان کا موقف محدثین کرام کے خلاف ہو؟ ہم نے ''غیر مقلدین کے محدثین کرام سے شدید اختلافات'' پر ایک مستقل مضمون تیار کر رکھا ہے اور کوشش کریں گے کہ جلد ہی قارئین کی خدمت میں پیش کر دیں **ان شاء اللہ الرّحمٰن۔**

الغرض: لوگوں کو ہم غیر مقلدین کے ''اہلحدیثیت'' کے لیبل کی صداقت دکھا دیں کہ یہ اپنے تقلیدی لیبل (اہلحدیثیت) میں صادقین ہیں یا کاذبین......؟

تیسرے یہ کہ تکفیری ٹولہ غیر مقلدین نے جو تکفیری مہم شروع کر رکھی ہے اور جو ناروا ظلم وسلوک اپنائے ہوئے ہیں کہ جو بھی ابن عربی رحمہ اللہ تعالیٰ کی مدح بیان کرتا ہے تو اُس کو بھی یہ زندیق اور کافر کہتے ہیں العیاذ باللہ...... جیسا کہ مشہور غیر مقلد طالب الرحمٰن نے اپنی کتاب میں اصول لکھا ہے کہ ابن عربی رحمہ اللہ تعالیٰ زندیق ہے اور جو شیخ ابن عربی رحمہ اللہ تعالیٰ کی تعریف کرے وہ بھی زندیق ہے (العیاذ باللہ) اور اسی وجہ

سے اِس جاہل نے مشہور محدث العصر اور بڑے ولی اللہ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ رحمۃ اللہ کو بھی زندیق لکھا ہے (العیاذ باللہ) کیونکہ انہوں نے وحدۃ الوجود کے قائل شخص یعنی ابن عربی رحمۃ اللہ تعالیٰ کی تعریف بیان کی ہے۔

اصل عبارت ملاحظہ فرمایئے، مزید تبصرہ بعد میں کرتے ہیں:

طالب الرحمٰن غیر مقلد کسی دوسرے غیر مقلد کے حوالہ سے لکھتے ہیں: ''یوسف بنوری کا ابن عربی جیسے شخص کی تعریفیں کرنا خود اس کے زندیق ہونے کا واضح ثبوت ہے''

پھر چند سطور کے بعد طالب الرحمٰن غیر مقلد خود لکھتے ہیں: ''جب آپ نے یہ جان لیا کہ ابن عربی کا یہ حال ہے تو پھر اس کی تعریف کرنے والا اسی کا متبع اور اس قول کا قائل ہی ہوسکتا ہے''

(المہند علی المفند عقائد علماء دیوبند تحقیق وتعلیق پروفیسر طالب الرحمٰن شاہ ص:۶۸، ناشر: دار الکتاب والسنۃ)

تو طالب الرحمٰن غیر مقلد کے حوالے سے یہ معلوم ہوا کہ جو شخص ابن عربی کی تعریف کرتا ہے تو وہ شخص اُس کا متبع ہو جاتا ہے اور اصل شخصیت (ابن عربی رحمہ اللہ) پر جو فتویٰ لگتا ہے تو وہی فتویٰ اس متبع پر بھی لگتا ہے۔

اسی طرح زبیر علی زئی غیر مقلد لکھتے ہیں: ''جب تک وہ اپنے ان اکابر سے صحیح براءت نہ کریں اس وقت تک ان کا وہی حکم ہے جو ان اکابر کا ہے'' (بدعتی کے پیچھے نماز کا حکم ص:۳۲)

عطاء اللہ ڈیروی لکھتے ہیں: ''جو لوگ ان کو اولیاء و بزرگان سمجھتے ہیں وہ انہی کی طرح زندیقیت والحاد کا عقیدہ رکھتے ہیں مثال کے طور پر مشہور زندیق ابن عربی الصوفی مؤلف فصوص الحکم اور فتوحات مکیہ کو ''قدس سرہ'' لکھتے ہیں اور حلاج جیسے ملحد و زندیق کو ''ولی اللہ'' لکھا ہے'' (عقیدہ صوفیت ص:۱۹۰)

محترم قارئین کرام! یہ ظالم غیر مقلد مذکورہ محدثین کرام کے لئے بھی اسی طرح زندیقیت کی نسبت کرتے ہیں معاذ اللہ! اور اپنے ایمان سے ہاتھ دھوتے ہیں اور نہ صرف یہی محدثین بلکہ آئندہ سطور میں ہم خود غیر مقلدین کے اکابرین سے بھی ان شاء اللہ چند شواہد پیش کریں گے تو کیا اپنے اکابرین کے لئے بھی اسی طرح تکفیر کا فتویٰ دیں گے یا حضرت شعیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوم کی سنت کو اختیار کریں گے کہ خریدنے کے لئے ایک پیمانہ استعمال کرتے ہیں اور فروخت کے لئے دوسرا پیمانہ استعمال کرتے ہیں.....؟ بس مختصراً اتنا کہوں گا کہ اللہ تعالیٰ ہمیں غیر مقلدیت بدون اجتہاد جیسے ام الفتن مرض سے محفوظ رکھے آمین ثم آمین۔

محدثین کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کے موقف کے بعد اب غیر مقلدین کے اکابر کا موقف بھی ملاحظہ کیجئے!

﴿ابن عربی رحمہ اللہ تعالی غیر مقلدین کی نظر میں﴾

صحیح الحدیث (یعنی محدثین کرام رحمہم اللہ تعالی) کی شہادت کے بعد موجودہ زمانہ کے نقلی اور جعلی فرقہ الحدیث کے اکابرین سے بھی چند شہادتیں ملاحظہ فرمایئے بتوفیقه تعالی:

پچھلے صفحات میں ہم نے غیر مقلدین کے گھر سے ۲۴ حوالہ جات پیش کئے کہ غیر مقلدین نے وحدۃ الوجود کا قول کیا ہے اور امین اللہ پشاوری غیر مقلد لکھتے ہیں کہ سب سے پہلے ابن عربی رحمہ اللہ تعالی نے وحدۃ الوجود کا قول کیا ہے (حکمۃ القرآن ج:۱ص:۱۸۱)

اور عطاء اللہ ڈیروی غیر مقلد لکھتے ہیں: ''عقیدہ وحدۃ الوجود کے سب سے بڑے مبلغ شیخ اکبر ابن عربی صوفی ہیں'' (تبلیغی جماعت، عقائد وافکار ص:۷۲)

تو وحدۃ الوجود کے ۲۴ حوالہ جات کے بعد غیر مقلدین کے پچاس حوالہ جات اس پر حاضر خدمت ہیں جس میں انہوں نے ابن عربی رحمہ اللہ تعالی کو خراجِ تحسین پیش کیا ہے **الحمدللہ:**

غیر مقلدین نے اپنے شیخ الکل فی الکل نذیر حسین دہلوی صاحب کے حالاتِ زندگی پر ایک کتاب لکھی ہے جس میں لکھا ہے کہ میاں نذیر حسین دہلوی صاحب ابن عربی رحمہ اللہ تعالی سے بے حد محبت کرتے تھے یہاں تک کہ اُن کے دفاع میں لوگوں سے مناظرہ کرتے تھے اور مناظرہ بھی عام لوگوں سے نہیں بلکہ فرقہ غیر مقلد کے اکابر اساتذہ سے کرتے تھے اور وہ مناظرہ گھنٹہ دو گھنٹہ نہیں اور نہ ایک دن یا دو دن بلکہ دو مہینے اور دو ہفتے تک مناظرہ کیا اور وہ بھی متواتر، لگا تار اور مسلسل......اور یہ کہتے تھے کہ شیخ اکبر رحمہ اللہ تعالی اللہ کے ولی بلکہ ولایت اُن پر ختم ہے، اور اولیاء کے خاتم ہیں یعنی اُن پر ولایت کا دروازہ بند ہو گیا اور اگر ولی ہے تو بس وہی ہے اور ابن عربی رحمہ اللہ تعالی کو'' **خاتم الولایة المحمدیه** '' کا لقب دیا۔ مزید تفصیل کے لئے اس کتاب کی اصل عبارات ملاحظہ کیجئے:

۱۔ غیر مقلدین کے شیخ الکل فی الکل کی سوانح میں ان کے شاگرد مولانا فضل حسین صاحب بہاری لکھتے ہیں: ''صحیح بخاری وغیرہ کتب صحاح میں آپ جس وقت ''کتاب الرقاق'' پڑھاتے اور نکات تصوف کو بیان فرماتے تو خود کہتے صاحبو! ہم تو احیاء العلوم کو یہاں دیکھتے ہیں اسی لئے طبقہ علماء کرام میں شیخ اکبر محی الدین ابن عربی کی بڑی تعظیم کرتے اور (شیخ ابن عربی کو) ''**خاتم الولایة المحمدیه** ''

فرماتے۔'' (الحیات بعد الممات ص:۱۲۳)

اس عبارت سے درج ذیل باتیں سامنے آتی ہیں:

(۱) غیر مقلدین کے بزرگ صحیح بخاری اور دیگر احادیث کی کتب میں بھی تصوف کے نکات بیان کرتے اور اپنے شاگردوں سے تصوف کے متعلق بات چیت کرتے۔

(۲) احادیث کی کتابیں پڑھاتے ہوئے اپنے شاگردوں کے دل میں ابن عربی رحمہ اللہ تعالیٰ کی عظمت ایسے انداز میں بٹھاتے کہ مجھے تو یہ احادیث کی کتابوں میں تصوف کی کتاب ''احیاء العلوم'' دکھائی دیتے ہیں، گویا کہ احادیث کی کتب اور تصوف کی کتب کو برابر درجہ دیتے کہ احادیث کی کتابیں بعینہٖ تصوف کی کتابیں ہیں۔

(۳) اپنے شاگردوں جن میں علماء کرام کا طبقہ ہوتا تھا تو اس طبقہ میں ابن عربی رحمہ اللہ تعالیٰ کی بہت تعظیم کرتے گویا کہ اپنے تلامیذ کو بھی اُن کی عظمت پر قائل کیا تھا (اور لاشعوری طور پر آج کے متعصب غیر مقلدین کے فتوی کا خود وہ بھی شکار ہوئے)

(۴) شیخ ابن عربی رحمہ اللہ تعالیٰ کو ''خاتم الولایة المحمدیه'' کہتے یعنی ولایت کا دروازہ بس اُن پر تمام ہوگیا، آئندہ ابن عربی رحمہ اللہ تعالیٰ کے بعد کوئی ولی نہیں ہوسکتا۔

(۵) ابن عربی رحمہ اللہ تعالیٰ کو بہت عظمت کی وجہ سے ''شیخ اکبر'' کہتے (امین اللہ پشاوری اور افضل سواتی غیر مقلد وغیرہما اُن کو ''شیخ اکفر'' کہتے ہیں اور لاشعوری طور پر اپنے ہی بزرگوں پر کفر کا فتوی چسپاں کر رہے ہیں......)

اس حوالہ پر مؤلفِ کتاب تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ''حق وہی ہے جو حضرت نے فرمایا اس لئے کہ ظاہری اور باطنی علوم اس طرح کی جامعیت، انفرادیت اور ندرت سے خالی نہیں'' (ایضاً)

ملاحظہ فرمایئے کہ استاذ وشاگرد دونوں ابن عربی رحمہ اللہ تعالیٰ کی عظمت پر قائل اور متفق ہیں بلکہ شاگرد نے اس پر مزید اضافہ کیا کہ حضرت شیخ رحمہ اللہ تعالیٰ ظاہری و باطنی علوم کے جامع اور امتِ محمدیہ میں منفرد اور نادر شخصیت کے مالک تھے۔

پھر یہی سوانح نگار مزید لکھتے ہیں: ''مولانا قاضی بشیر الدین قنوجی علیہ الرحمۃ جو شیخ اکبر کے سخت مخالف تھے، ایک مرتبہ دہلی اسی غرض سے تشریف لائے کہ اُن کے بارہ میں میاں صاحب سے مناظرہ کریں اور

دو مہینے دہلی میں رہے اور روزانہ مجلس مناظرہ گرم رہی مگر میاں صاحب اپنی عقیدتِ سابقہ سے جو شیخ اکبر کی نسبت رکھتے تھے ایک تل کے برابر بھی پیچھے نہ ہٹے، آخر مولانا ممدوح جن کو خود میاں صاحب سے کمالِ عقیدت تھی دو مہینے کے بعد واپس تشریف لے گئے...... مولانا ابوالطیب مولانا شمس الحق (جو مولانا مغفور کے تلمیذِ خاص اور میاں صاحب کے شاگرد رشید ہیں) نے بھی میاں صاحب سے کئی دن متواتر شیخ اکبر کی نسبت بحث کی اور فصوص الحکم شیخ اکبر پر اعتراضات جمائے، میاں صاحب نے پہلے تو سمجھایا مگر جب دیکھا کہ ابھی لانسلم ہی کے کوچہ میں ہیں تو فرمایا کہ فتوحاتِ مکیہ آخری تصنیف شیخ اکبر کی ہے اور اس لئے اپنی سب تصانیف ماسبق کی یہ ناسخ ہے اس جملہ پر یہ بھی سمجھ گئے۔"

(الحیات بعد الممات ص:۱۲۳-۱۲۴، ناشر: المکتبۃ الاثریہ شیخوپورہ)

اسی طرح کا واقعہ غیر مقلدین کی دوسری کتاب میں بھی کچھ مختلف الفاظ کے ساتھ درج ہے مگر ذوق کے لئے وہ حوالہ بھی ذکر کر دیتے ہیں:

۲۔ مولانا ابو یحییٰ امام خان نوشہروی صاحب اپنی کتاب میں اپنے بڑے شیخ الکل فی الکل نذیر حسین دہلوی صاحب کا واقعہ ان الفاظ میں لکھتے ہیں:

"میاں صاحب مرحوم علمائے متقدمین کی بہت عزت کرتے، شیخ محی الدین ابن عربی رحمہ اللہ کا نام "شیخ اکبر" اور اکثر "خاتم الولایۃ المحمدیہ" کے خطاب کے ساتھ پکارتے اور اس پر علامہ قاضی بشیر الدین قنوجی رحمہ اللہ (استادِ جناب السید نواب صدیق حسن خان صاحب رحمہ اللہ والی بھوپال) کہ ابن عربی رحمہ اللہ کے اشد مخالفین میں سے تھے اور ابن عربی رحمہ اللہ کی برتری و بزرگی کے روادار نہ تھے، میاں صاحب سے صرف شیخ اکبر رحمہ اللہ پر مناظرہ کرنے کے لئے دہلی تشریف لائے، دو ہفتے متواتر گفتگو جاری رہی مگر میاں صاحب نے شیخ اکبر رحمہ اللہ کا احترام ہاتھ سے نہ جانے دیا اور آخر کار قاضی صاحب بھی آپ سے متفق ہو گئے...... اسی طرح علامہ شمس الحق ڈیانوی رحمہ اللہ نے بھی کئی روز شیخ اکبر رحمہ اللہ پر آپ کے ساتھ مناظرہ کیا اور دورانِ گفتگو میں "فصوص الحکم" پیش کرتے رہے، میاں صاحب نے پہلے تو اور طریقوں سے سمجھایا مگر جب دیکھا کہ آپ کسی طرح نہیں مانتے تو فرمایا کہ "فتوحاتِ مکیہ" شیخ اکبر کی آخری تصنیف ہونے کی وجہ سے ان کی تمام کتابوں کی ناسخ ہے، اس پر مولانا شمس الحق صاحب رحمہ اللہ حقیقت کو پا کر خاموش ہو گئے۔"

(تراجم علمائے اہلحدیث ص:۱۴۶، ناشر: مرکزی جمعیت طلباء اہلحدیث مغربی پاکستان، علمائے اہلحدیث کا ذوق

تصوف ص:۱۳۱)

اس عبارت سے درج ذیل باتیں معلوم ہوئیں:

(۱) غیر مقلدین ابن عربی رحمہ اللہ تعالیٰ کے لئے لفظ ''شیخ'' بھی استعمال کرتے ہیں اور حال یہ ہے کہ غیر مقلدین یہ لفظ توثیق کے لئے بیان کرتے ہیں (دیکھئے: مجموعہ مقالات پر سلفی تحقیقی جائزہ ص:۱۰۰۷) تو معلوم ہوا کہ صرف نذیر حسین دہلوی صاحب ہی نہیں بلکہ مولانا ابو یحیٰ امام خان نوشہروی صاحب، مولانا فضل حسین صاحب (جو اِن سوانح کی کتابوں کے مصنف ہیں) اور اسی طرح کتاب کے معاونین و ناشرین بھی ابن عربی رحمہ اللہ تعالیٰ کو ثقہ سمجھتے ہیں۔

(۲) اُن (ابن عربی رحمہ اللہ) سے اتنی عقیدت تھی کہ اُن کے لئے ''رحمہ اللہ'' جیسا کلمہ بھی ذکر کیا۔

(۳) ابن عربی رحمہ اللہ تعالیٰ کو یہ ''شیخ اکبر'' بھی کہتے ہیں۔

(۴) اُن کو غیر مقلدین نے ''خاتم الولایۃ المحمدیہ'' جیسا عظیم لقب بھی دیا ہے۔

(۵) اور اُن (ابن عربی رحمہ اللہ تعالیٰ) سے اتنی محبت تھی کہ اپنے فرقہ کے بزرگوں یعنی قاضی بشیر الدین صاحب (جو کہ نواب صدیق حسن خان صاحب کے استاذ تھے) وغیرہ سے اُن کے دفاع میں مناظرہ کرتے تھے۔

(۶) اور وہ مناظرہ بھی کتنا عجیب تھا جو گھنٹہ دو گھنٹے نہیں بلکہ کتاب ''الحیات بعد الممات'' کے الفاظ میں ''دو مہینے دہلی میں رہے اور روزانہ مجلس مناظرہ گرم رہی'' اور کتاب ''تراجم علمائے حدیث'' کے الفاظ میں ''دو ہفتے متواتر گفتگو جاری رہی''، بہر حال جو بھی ہو بڑا عجیب اور حیران کن مناظرہ تھا اور شائد اتنا تفصیلی مناظرہ انہوں نے نبی کریم ﷺ یا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ذات کے لئے بھی نہیں کیا ہوگا جتنا تفصیلی مناظرہ انہوں نے ابن عربی رحمہ اللہ تعالیٰ کے لئے کیا۔

(۷) اور اتنا کامیاب مناظرہ کہ جس میں قاضی صاحب کو اس پر قائل بھی کیا اور اُس کو اس بات پر متفق بھی کیا کہ واقعی یہ اعتراضات بے جا ہیں اور ابن عربی رحمہ اللہ تعالیٰ کا مداح بھی بن گیا ہوگا۔

(۸) اور نذیر حسین دہلوی صاحب نے صرف قاضی صاحب سے ہی نہیں بلکہ غیر مقلد عالم مولانا شمس الحق ڈیانوی صاحب سے بھی مناظرہ کیا ہے اور وہ مناظرہ بھی کئی کئی دنوں پر محیط ہے۔

(۹) اور غیر مقلدین اپنے استاذ یعنی نذیر حسین دہلوی صاحب کے ساتھ مناظرہ میں بھی ''لا نسلم'' والی

روش کو اختیار کئے ہوئے تھے کہ ضد پر اڑے ہوئے تھے اور حقیقت کو تسلیم نہیں کرتے تھے جس سے معلوم ہوا کہ حقیقت کو تسلیم نہ کرنا غیر مقلدین کی پرانی عادت ہے۔

(۱۰) اور دورانِ مناظرہ نذیر حسین دہلوی صاحب نے اُن کو کہا کہ ''فصوص الحکم'' کتاب میں جو قابل اعتراض باتیں ہیں تو کتاب ''فتوحاتِ مکیہ'' ماقبل کے لئے ناسخ ہے کیونکہ یہ ابن عربی رحمہ اللہ تعالی کی آخری کتاب ہے، پس ماقبل باتیں منسوخ اور کالعدم ہیں۔

(۱۱) اور اس مناظرہ میں بھی نذیر حسین دہلوی صاحب نے شکست نہیں کھائی بلکہ پہلے کی طرح مولانا شمس الحق صاحب کو بھی خاموش کیا ہے۔

(۱۲) دوسری کتاب میں بھی اُن کو ''خاتم الولایۃ المحمدیہ'' سمجھا ہے، ملاحظہ فرمائیے ''معیار الحق ص:۷۷''

۳۔ اسی طرح میاں نذیر حسین دہلوی صاحب اپنے فتاوی میں لکھتے ہیں: ''اور متاخرین مثل امام غزالی اور امام رازی اور شیخ محی الدین ابن عربی اور حضرت قطب الاقطاب عبد القادر جیلانی اور حضرت مجدد الف ثانی اور شاہ عبد الحق محدث دہلوی اور شاہ ولی اللہ صاحب محدث اور شاہ عبد العزیز صاحب و شاہ رفیع الدین و شاہ عبد القادر محققین علمائے دہلی نے اسی دفع شرک اور بدعت میں اور اثبات توحید ذاتی اور صفاتی میں اور اعلائے کلمۃ اللہ اور احیائے سنتِ رسول اللہ ﷺ میں طرح طرح سے مضامین رنگا رنگ بیان فرمائے ہیں، جو کچھ شک و شبہ ہو اُن سابقین لوگوں کی کتابیں ملاحظہ کرے۔''
(فتاوی نذیریہ ج:۱، ص:۱۰۴-۱۰۵، فتاوی علمائے حدیث ج:۹، ص:۲۵۲)

اور اپنی کتاب میں ابن عربی رحمہ اللہ تعالی کی وصیتیں بھی نقل کی ہیں: ''وصیت شیخ محی الدین ابن عربی کی''
(معیار الحق ص:۱۸۹)

۴۔ غیر مقلدین کے شیخ الاسلام ثناء اللہ امرتسری صاحب سے ایک سائل نے پوچھا کہ آپ کا ابن عربی کے متعلق کیا خیال ہے کہ وہ کیسی شخصیت تھے تو غیر مقلدین کے یہ مفتی اور شیخ الاسلام جواب میں لکھتے ہیں:

''مسئلہ تکفیر شیخ ابن عربی بہت نازک ہے، مولانا نواب صاحب بھوپال مرحوم ''تکثار'' میں علامہ شوکانی سے نقل کرتے ہیں کہ میں نے چالیس سال تک شیخ کی تکفیر کی، آخر میری رائے غلط معلوم ہوئی تو

میں نے رجوع کیا، نواب صاحب مرحوم شیخ ممدوح کو عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور مولانا نذیر حسین المعروف حضرت میاں صاحب دہلوی شیخ ممدوح کو "شیخ اکبر" لکھتے ہیں (معیار الحق ص:۱۲۸) حضرت مجدد سرہندی بھی شیخ موصوف کو مقربان الٰہی سے لکھتے ہیں، بڑی وجہ آپ کی مخالفت کی مسئلہ وحدۃ الوجود ہے، سو دراصل اس کی تفسیر پر مدار ہے جیسی اس کی تفسیر کی جائے ویسا ہی اس کا اثر ہوگا، خاکسار کے نزدیک اس کی صحیح تفسیر بھی ہو سکتی ہے۔ جس کا ذکر کبھی کبھی اہلحدیث (رسالہ......از ناقل) میں کیا گیا ہے، دوسری وجہ خفگی کی ایمان فرعون ہے مگر شیخ کا قول مندرجہ "فتوحات" میں اس خفگی کا ازالہ کرتا ہے، شیخ موصوف نے "فتوحات" میں فرعون کو مدعی الوہیت لکھ کر ابدی جہنمی لکھا ہے اور کسی مقام پر اس کے خلاف ملتا ہے تو وہ متروک ہے یا ماٴول، اس لئے خاکسار کی ناقص رائے میں بھی شیخ ممدوح قابل عزت لوگوں میں ہیں رحمہ اللہ" (فتاویٰ ثنائیہ ج:۱ ص:۳۳۲، ناشر: مکتبہ اصحاب الحدیث لاہور)

دوسرے مقام پر اُن کو ایسے کلماتِ ادبیہ اور کلماتِ دعائیہ کے ساتھ یاد کیا ہے: "شیخ اکبر محی الدین ابن عربی قدس اللہ سرہ نے اس کے متعلق ایک پُر معنی رباعی لکھی ہے...... شیخ ممدوح فرماتے ہیں......الخ"

(فتاویٰ ثنائیہ ج:۱ ص:۱۴۶ و ۱۴۷)

۵۔ ملک حسن علی جامعی صاحب غیر مقلد "مشاہیر اسلام، ائمہ حدیث اور اکابر فقہاء کا تذکرہ مکتوبات میں" کے عنوان سے لکھتے ہیں: "مکتوبات میں اصحاب نبی علیہم الصلوٰۃ والسلام اور بڑے بڑے نامور علماء و صلحاء کے اسماء کا مکرر سہ کرر ذکر آتا ہے" پھر نیچے نمبر شمار ۵ میں اُن کا نام یوں ذکر کیا ہے: "شیخ محی الدین ابن عربیؒ" (دیکھئے: تعلیماتِ مجددیہ ص:۴۸۸، ناشر: ادارہ اشاعۃ التوحید والسنۃ جامع مسجد اہلحدیث شرقپور پاکستان، اہلحدیث تصوف کے گمشدہ اوراق ص:۱۱۵۶)

تنبیہ: اس کتاب کی تصویب و تبویب مشہور غیر مقلد عالم حافظ مسعود عالم صاحب (فاضل اسلامک یونیورسٹی مدینہ منورہ) نے کی ہے اور اس پر پیش لفظ مشہور غیر مقلد عالم شیخ الحدیث مولانا اسماعیل سلفی صاحب نے لکھا ہے جبکہ ناظم اشاعت ایک اور غیر مقلد عالم محمد یحییٰ شرقپوری صاحب ہیں۔

۶۔ شاہ اسماعیل شہید رحمہ اللہ تعالیٰ (غیر مقلدین شاہ صاحب کو تارک التقلید اور اہلحدیث سمجھتے ہیں اس لئے ہم نے یہاں اُن کا قول ذکر کیا الزاماً) شیخ اکبر کی تعریف یوں بیان کرتے ہیں:

"مجدد صاحبؒ اور شیخ ابن عربیؒ کے مذہب میں کوئی فرق نہیں" (عبقات ص:۹۱)

دوسری جگہ لکھتے ہیں: ''کوئی شبہ نہیں کہ اربابِ عرفان وصفا کے نزدیک یہ حضرات شیوخ وائمہ ہیں''
(عبقات ص:۸۷)

اسی کتاب میں دوسرے مقام پر لکھتے ہیں: ''یہی حضرات درحقیقت اسلام کے ربانی حکماء ہیں......
انبیاء علیہم الصلوٰۃ والتسلیم کے یہی لوگ جانشین اور خلفاء ہیں'' (عبقات ص:۸۹)

یہ بھی دیکھئے، لکھتے ہیں: ''عارف جامیؒ اور شیخ الصدرالدین قونویؒ کے متعلق سمجھا جاتا ہے کہ یہ لوگ شیخ محی الدین ابن عربیؒ کے نظریہ وحدۃ الوجود کے سب سے بڑے حامیوں میں ہیں لیکن اس وحدۃ الوجود کا واقعی مطلب اِن حضرات نے خود بیان کیا ہے اس میں اور حضرت مجددالف ثانیؒ جو کچھ فرماتے ہیں ان میں انصاف سے بتاؤ کیا اختلاف ہے دونوں میں کیا فرق ہے؟'' (ایضاً ص:۹۱)

اور دوسری جگہ ''شیخ اکبر'' جیسے عظیم لقب سے اُن کو یاد کرتے ہیں (دیکھئے: عبقات ص:۸۷)

۷۔ سید ابوبکر غزنوی صاحب غیر مقلد ایک قول نقل کرتے ہیں: ''ہمیں نصِ قرآنی سے کام، شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ کی ''فصوص الحکم'' سے نہیں، ہمارے لئے محمد عربی ﷺ حجت ہیں محی الدین ابن عربی نہیں (واجب الادب ضرور ہیں)'' (خطبات ومقالات ص:۱۰۳)

۸۔ مولانا محمد ابوالحسن سیالکوٹی صاحب غیر مقلد اپنی فتنہ انگیز کتاب میں ابن عربی رحمہ اللہ کا تعارف انتہائی شاندار انداز میں کرتے ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ اُن کو تارک التقلید یعنی غیر مقلد بھی سمجھتے ہیں کہ ابن عربیؒ غیر مقلد تھے، متبع حدیث تھے، اصل عبارت ملاحظہ فرمائیں: ''امام محی الدین ابن عربی صاحبِ فتوحات، آپ بھی مجتہد تھے اور اتباعِ حدیث اور ترکِ تقلید میں بے نظیر تھے اور علمِ حدیث کے ایسے دریا تھے جس کا کنارہ نہ ہو اور قیاس کے ایسے منکر جس کا کچھ بیان نہیں ہوسکتا''
(الظفر المبین ص:۲/۴۷۲، ناشر: مکتبہ محمدیہ)

۹۔ مولانا داؤد غزنوی صاحب کے متعلق ایک غیر مقلد لکھتے ہیں: ''راقم الحروف کے لئے اول تو یہ فراخی قلب بھی بہت غیر متوقع تھی کہ جمیعت اہلحدیث کے صدر اپنی جمیعت کے لوگوں کو ائمہ اربعہ کی تعظیم وتکریم کی اس درجہ شدت کے ساتھ تلقین کریں لیکن شیخ محی الدین ابن عربی رحمہ اللہ کے ساتھ حضرت کا تعظیم آمیز کلمہ تو بہت ہی حیرانی کا موجب ہوا، چنانچہ جمعہ کے بعد جب ایک جگہ کھانے پر ملاقات ہوئی تو مجھ سے نہ رہا گیا اور میں نے عرض کر ہی دیا کہ حضرت! آپ نے ابن عربی رحمہ اللہ کا تذکرہ تعظیم وتکریم کے

ساتھ کیا حالانکہ امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی رائے ان کے بارے میں بہت سخت ہے، اس کا جو جواب مولانا مرحوم نے دیا وہ اس قابل ہے کہ سنہری حروف سے لکھا جائے اور دین کے تمام خادم اس کو حرز جان بنالیں میری بات سن کر مولانا نے قدرے توقف کے بعد فرمایا:

ڈاکٹر صاحب! ابن تیمیہ رحمہ اللہ اور ابن عربی رحمہ اللہ دونوں ہی ہمارے بزرگ ہیں، اپنے آپس کے اختلاف کو وہ جانیں! ہم خورد ہیں اور خورد رہنے ہی میں عافیت سمجھتے ہیں! مولانا نے یہ الفاظ اتنے شدید تاثر کے ساتھ فرمائے کہ ساتھ ہی ان کی آنکھوں میں آنسو آ گئے''

(سوانح داؤد غزنوی ص:۸۸، علمائے اہلحدیث کا ذوق تصوف ص:۸۳)

۱۰۔ مولوی حافظ محمد داؤد خان صاحب غیر مقلد ابن عربیؒ کی تعریف ایسے ادبی انداز میں کرتے ہیں: ''(بزرگوں کا مجرب وظیفہ) شیخ اکبر رحمہ اللہ نے اس کو عرش کے خزانوں میں سے شمار کیا ہے......الخ''

(غذاء الروح ص:۳۱۴، علمائے اہلحدیث کا ذوق تصوف ص:۶۰)

۱۱۔ غیر مقلدین کے فضیلۃ الشیخ مولانا حکیم محمد اشرف آزاد صاحب (فاضل جامعہ سلفیہ فیصل آباد و سابق ناظم جامعہ سلفیہ) ایک مضمون میں ابن عربی رحمہ اللہ تعالی سے ایسے مؤدبانہ انداز میں ایک حوالہ نقل کرتے ہیں: ''فتوحات مکیہ میں شیخ ابن عربی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''**انه ليس للعبد في العبودية نهاية حتى يحمل اليها ثم يرجع ربا كما انه ليس للرب حد ينتهي اليه ثم يعود عبدًا فالرب رب بلانهاية والعبد عبد بلانهاية** ''یعنی عبد کے واسطے عبودیت میں کوئی نہایت نہیں ہے کہ جس پر پہنچ کر وہ رب ہو جائے اور جیسا کہ رب کے لئے کوئی حد نہیں کہ وہ ختم ہو جائے اور وہ عبد بن جائے، اس لئے رب رب ہے بغیر نہایت اور عبد عبد ہے بلا نہایت'' (علمائے اہلحدیث کا ذوق تصوف ص:۱۱۱)

۱۲۔ مولانا عبداللہ معمار امرتسری غیر مقلد بھی شیخ موصوف رحمہ اللہ کو بزرگانِ دین میں شمار کرتے ہیں اور اس انداز میں ادب سے ان کا نام لیتے ہیں ''حضرت ابن عربیؒ'' (محمدیہ پاکٹ بک ص:۵۷۴)

۱۳۔ غیر مقلدین کے محقق بالاتفاق اور مؤرخ اہلحدیث مولانا اسحاق بھٹی صاحب ابن عربی رحمہ اللہ تعالی کا ایسے احترامانہ تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ''علوم اسلامی میں تفقہ اور تدبر کے ساتھ ساتھ تصوف کی آمد آمد شروع ہوئی اور اس سلسلہ کی سب سے عمیق اور بسیط کوشش محمد ابن عربی رحمہ اللہ نے کی......''

(تذکرہ علمائے بھوجیاں ص:۱۲۰، علمائے اہلحدیث کا ذوق تصوف ص:۴)

اور دوسری جگہ بھی ابن عربی رحمہ اللہ تعالیٰ کے لئے ایسے دعائیہ الفاظ قلمبند کئے ہیں: ''واقعہ یہ ہے کہ ابن عربی رحمہ اللہ سے لے کر اقبال تک جن عارفین کا ذکر کیا گیا ہے.....'' (مزید لکھتے ہیں) ''لیکن شاہ اسماعیل رحمہ اللہ سے لے کر ابن عربی رحمہ اللہ تک مذکورہ بالا عارفین نے جو کچھ پیش کیا ہے.....الخ''

(ایضاً وعلمائے اہلحدیث کا ذوقِ تصوف ص:۴ و۵)

اور دوسری کتاب میں بھی ابن عربی رحمہ اللہ تعالیٰ کا نام مؤدبانہ انداز اور دعائیہ کلمہ کے ساتھ ذکر کیا ہے دیکھئے (قافلہ حدیث ص:۳۳۷)

۱۴۔ غیر مقلدین کے محقق اعظم مولانا اسماعیل سلفی صاحب (المتوفی:۱۹۶۸ء) نے شیخ محی الدین ابن عربی رحمہ اللہ تعالیٰ کو محققین اہل علم میں شمار کیا ہے ملاحظہ فرمائیے ''تحریکِ آزادی فکر ص:۳۵۹''

۱۵۔ نواب صدیق حسن خان غیر مقلد (المتوفی:۱۳۰۷ھ) بھی دعائیہ کلمات کے ساتھ ساتھ موصوف کو ظاہری المذہب سمجھتے ہیں چنانچہ لکھتے ہیں: ''شیخ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ ظاہری مذہب سے وابستہ تھے'' (ابقاء المنن ص:۶۵، علمائے اہلحدیث کا ذوقِ تصوف ص:۲۴)

دوسری جگہ لکھتے ہیں: ''اکثر صوفیاء علم ظاہری میں ظاہری المشرب تھے جیسے ابن عربی وغیرہ'' (ابقاء المنن ص:۲۰۱، علمائے اہلحدیث کا ذوقِ تصوف ص:۲۸) پھر لکھتے ہیں: ''فتوحاتِ مکیہ کو دیکھو کہ ان میں تقلید اختیار کرنے سے کس قدر تحذیر اور اتباع اختیار کرنے پر کسی قدر تحریض ہے'' (ایضاً ص:۲۰۱)

نواب صاحب نے دوسری کتاب میں ابن عربی رحمہ اللہ تعالیٰ کی بہت شاندار اور تفصیلی تعریف پیش کی ہے جس میں یہ بھی ہے: ''**وبالجملة: فماله من المنامات والكرامات لاتحصرُه مجلدات، وهو حجة الله الظاهرة، وآياته الباهرة**'' (التاج المکلل ص:۱۷۲و۱۷۳)

ترجمہ: ''بات کا خلاصہ یہ کہ شیخ ابن عربی رحمہ اللہ تعالیٰ کے خواب اور کرامات کا احاطہ بہت جلدوں میں بھی نہیں کیا جاسکتا، وہ اللہ تعالیٰ کی ظاہری حجت اور واضح نشانیوں میں سے تھے''

پھر لکھتے ہیں: ''**وله من محاسن مالا يستوفى بالجملة فهو حجة الله الظاهرة آيته الباهرة اما كراماته فلاتحصرها مجلدات**'' (ایضاً ص:۱۷۴)

ترجمہ: ''ابن عربی رحمہ اللہ تعالیٰ میں اتنی خوبیاں ہیں کہ اُن کا احاطہ کرنا ممکن نہیں، وہ اللہ تعالیٰ کی ظاہری دلیل اور کھلی نشانی ہیں اور اُن کی اتنی کرامات ہیں جو کئی جلدوں میں بھی بیان نہیں ہوسکتی''

اسی کتاب میں ابن عربی رحمہ اللہ تعالیٰ کی قبر سے تبرک حاصل کرنے کا قول نقل کرتے ہیں: ''**قال المقری: وقد زرتُ قبره وتبركت به مرارًا رأيتُ لوائح الأنوار عليه ظاهرة ولايجد منصف محيدًا الى انكار مايشاهد عند قبره من الأحوال الباهرة**''
(التاج المکلل ص:۱۷۴ و ۱۷۵)

ترجمہ: ''امام مقری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں نے شیخ ابن عربی رحمہ اللہ تعالیٰ کی زیارت کی ہے اور کئی مرتبہ میں نے اُن سے تبرک حاصل کیا ہے، موصوف کی قبر کے انوارات و برکات کے آثار واضح طور پر ہیں اور وہاں پر مشاہدہ میں آنے والے عظیم احوال کا کوئی منصف مزاج انسان انکار نہیں کرسکتا''

نواب صاحب بعض غیر مقلد تکفیری ٹولے کا رَد اس انداز میں کرتے ہیں، لکھتے ہیں: ''**والمذهب الراجح فيه على ماذهب اليه العلماء المحققون الجامعون بين العلم والعمل والشرع والسلوك: السكوتُ فى شأنه وصرفُ كلامه المخالف لظاهر الشرع الى محامل حسنة وكف اللسان عن تكفيره**'' (التاج المکلل ص:۱۷۵)

ترجمہ: ''ابن عربی رحمہ اللہ تعالیٰ کے بارہ میں راجح مذہب یہ ہے کہ جو محققین اور علم، عمل، شریعت اور سلوک کے جامع علماء ہیں وہ شیخ کی شان کے متعلق سکوت اختیار کریں اور اُن کا جو کلام ظاہری طور پر شریعت کے خلاف ہو تو اُن کو اچھے محامل پر محمول کیا جائے اور اُن کی تکفیر سے خود کو بچایا جائے''

دوسرے مقام پر نواب صاحب ایک محدث سے ابن عربی رحمہ اللہ کی طرف منسوب قابل اعتراض کلام کے متعلق تین توجیہات نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ''**قال اليافعي: وقد مدحه طائفة؛ كالنجم الأصبهاني، والتاج ابن عطاء الله وغيرهما، وتوقف فيه طائفة، وطعن فيه آخرون، وما نسب اليهم أى: المشائخ؛ كابن عربى وغيره، له محامل: الأول: لم تصح نسبته اليهم، الثاني: بعد الصحة يلتمس له تأويل موافق، فان لم يوجد له تأويل فى الظاهر، فله تأويل فى الباطن لم نعلمه، وانما يعرفه العارفون، الثالث: أن يكون صدور ذالك منهم فى حال السكر والغيبة، والسكر ان سكرًا مباحًا غير مؤاخذ، ولا مكلّف**''
(التاج المکلل ص:۱۷۴)

ترجمہ: ''امام یافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ایک جماعت نے اس کی مدح کی ہے جیسا کہ نجم اصبہانی اور

تاج بن عطاء اللہ رحمہا اللہ وغیرہما نے، اور ایک جماعت نے توقف اختیار کیا ہے اور کچھ لوگوں نے ان عبارات پر اعتراض کئے ہوئے ہیں جو ان مشائخ کی طرف منسوب ہیں جیسا کہ ابن عربی رحمہ اللہ تعالی وغیرہ کے کلام میں چند توجیہات ہیں، اول یہ کہ یہ کلام اُن سے ثابت نہیں، دوم یہ کہ اگر ثابت بھی ہو جائے تو اُس کی کوئی تاویل تلاش کی جائے گی، اگر کوئی ظاہری تاویل نہ ہو تو اُس کی کوئی باطنی تاویل ہوگی جس کو عارفینِ تصوف سمجھتے ہوں گے، سوم یہ کہ یہ کلام اُن سے حالت سکر اور غیبت میں واقع ہوا ہوگا اور (ایسی حالت) نا قابل مؤاخذہ ہے اور نہ اس پر انسان مکلف ہوتا ہے“

اور یہ بھی لکھتے ہیں: ”**اما المحققون فقد اجمعوا على جلالته في سائر العلوم**“
(التاج المکلل ص:۱۷۲)

ترجمہ: ”محققین نے ابن عربی رحمہ اللہ تعالی کی تمام علوم میں جلالتِ شان پر اجماع کیا ہے“

اسی طرح فیروز آبادی رحمہ اللہ کے حوالہ سے لکھتے ہیں: ”**وقد تصدى للانتصار له والاذعان لفضله من فحول العلماء الجم الغفير منهم شيخ الاسلام قاضي القضاة مجد الدين الفيروز آبادي**“ (التاج المکلل ص:۱۷۳)

ترجمہ: ”ابن عربی رحمہ اللہ کی حمایت اور اُن کی فضیلت ماننے والوں میں بڑے بڑے علماءِ کرام کا ایک جم غفیر پیش پیش ہے جس میں شیخ الاسلام قاضی القضاۃ مجد الدین فیروز آبادی رحمہ اللہ بھی ہیں“.

اور پھر فیروز آبادی صاحب کا دوسرا قول نقل کرتے ہیں: ”**انه كان شيخ الطريقة حالا وعلما...... ومحي رسومَ المعارف فعلا واسمًا، عبابٌ لاتكدره الدّلاء...... كانت دعواته تخترق السبعَ الطباق، وتفترق بر كاته فتملأ الآفاق**“ (ایضاً)

ترجمہ: ”بلاشبہ ابن عربی رحمہ اللہ شان اور علم کے اعتبار سے شیخ الطریقت تھے، کام و نام کے اعتبار سے علاماتِ معارف کو زندہ کرنے والے تھے، وہ ایسا چشمہ تھے جس سے ڈول گندا نہیں ہوتا، اُن کی دعا سات آسمانوں کا پردہ پھاڑتی تھی، اُن کی برکات اتنی پھیلیں کہ آسمان کے اطراف کو بھر دیا“

اور آخر میں ابن عربی رحمہ اللہ تعالی کے ساتھ حشر میں اٹھنے کی تمنا بھی کرتے ہیں چنانچہ موصوف کا تذکرہ کرتے ہوئے آخر میں لکھتے ہیں: ”**وكلامه في العمل بالدليل وطرح التقليد الضئيل فوق كلام الناس وشغفه بذالك يفوت عن حصر البيان فجزاه الله عنا وعن سائر**

المسلمين جزاء حسنًا وأفاض علينا من أنواره وكسانا من حلل أسراره وسقانا من خُمَيَّا شرابه وحشرنا في زمرة احبابه بجاه سيد اصفيائه وخاتم انبيائه صلى الله عليه وسلم وشرف وكرم وعظم" (التاج المکلل ص:۱۷۶)

ترجمہ: ''ترک تقلید اور عمل بالدلیل میں شیخ ابن عربی رحمہ اللہ کا کلام دوسروں سے فائق ہے اور اس بارہ میں ان کا شغف اور دلچسپی کا احاطہ بیان سے باہر ہے پس اللہ تعالیٰ اُن کو ہماری اور تمام مسلمانوں کی طرف سے جزائے خیر عطا فرمائے اور اُن کے انوارات سے اللہ ہمیں مستفیض فرمائے اور اُن کے اسرار وباطن کا لباس اللہ ہمیں پہنائے اور اللہ تعالیٰ ہمیں اُن کے علم کی حرارت سے سیراب فرمائے اور اُن کے احباب کے ساتھ ہمارا حشر فرمائے، ہماری یہ دعا نبی کریم ﷺ کے جاہ ومرتبہ کے وسیلہ کے ساتھ قبول کی جائے''

دوسری جگہ لکھتے ہیں: ''مسئلہ وحدۃ الوجود کا دارومدار حضرت صوفیہ کے کشف وشہود پر ہے اور علماء اور صوفیہ نے اس کے متعلق بہت سی کتابیں اور رسائل لکھے ہیں مثلاً طبقہ قادریہ میں حضرت شیخ محی الدین ابن عربی......وغیرہ اکابر گزرے ہیں۔'' (مآثر صدیقی حصہ چہارم ص:۳۸)

۱۶۔ مولانا محب الدین راشدی صاحب غیر مقلد (المتوفی:۱۹۹۵ء) ابن عربی رحمہ اللہ تعالیٰ کو امام مانتے ہیں ملاحظہ فرمائیے (مقالات راشدیہ ج:۱،ص:۴۵)

۱۷۔ غیر مقلدین کے شیخ الاسلام اور امام العصر مولانا ابراہیم سیالکوٹی صاحب (المتوفی:۱۹۵۶ء) ابن عربی رحمہ اللہ تعالیٰ کا نام ایسے ادب سے ذکر کرتے ہیں اور ''رح (رحمہ اللہ)'' کے ساتھ ان کے لئے دعا کرتے ہیں: ''حضرت شیخ اکبرؒ اپنی تفسیر صغیر......الخ'' (سراجاً منیراً ص:۱۴)

دوسری کتاب میں ایک حوالہ ذکر کرتے ہوئے یوں مؤدبانہ انداز میں ان کا نام لکھتے ہیں: ''شیخ محی الدین ابن عربیؒ نے فتوحات مکیہ میں اپنی سند سے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے......الخ''
(تاریخ اہلحدیث ص:۱۴۳، ناشر: مکتبہ قدوسیہ لاہور)

ایک اور کتاب میں شیخ ابن عربی رحمہ اللہ کی کتاب ''فصوص الحکم'' سے استدلال کرتے ہوئے اس طرح مؤدبانہ انداز میں ان کو یاد کرتے ہیں: ''حضرت شیخ اکبر قدس سرہ ''فصوص الحکم'' میں فرماتے ہیں......الخ''
(واضح البیان ص:۳۲۱)

۱۸۔ غیر مقلدین کے مفتی اعظم عبداللہ روپڑی صاحب ابن عربی رحمہ اللہ تعالیٰ کو یوں احترام کی نظر

سے دیکھتے ہیں اور ''شیخ الشیوخ'' کے لقب سے یاد کرتے ہیں: ''شیخ الشیوخ ابن عربی رحمہ اللہ ''عوارف المعارف'' میں لکھتے ہیں کہ......الخ''

(فتاویٰ اہلحدیث ج:۱ص:۵۰ بحوالہ علمائے اہلحدیث کا ذوق تصوف ص:۳۳، تو حید الرحمٰن ص:۵۵،۵۶)

تنبیہ : یہ روپڑی صاحب مرحوم کا تسامح ہے کہ ابن عربی رحمہ اللہ تعالیٰ کی کتاب کا نام ''عوارف المعارف'' لکھتے ہیں ورنہ ان کی کتاب کا نام ''المعارف'' ہے اور ''عوارف المعارف'' شیخ شہاب الدین سہروردی (المتوفی:۶۳۲ھ) کی کتاب ہے۔

غیر مقلدین کے انہی امام العصر روپڑی صاحب سے ایک سائل نے شیخ ابن عربی رحمہ اللہ تعالیٰ کے متعلق سوال کیا تو انہوں نے یوں اعتدال والا موقف پیش کیا، سوال وجواب ملاحظہ فرمایئے:

''سوال: ابن عربی کے اچھا ہونے کی نسبت علماء مختلف میں فیصلہ کن بات کیا ہے؟

جواب: جب مسائل میں علماء کا اختلاف ہو جاتا ہے ایسے ہی کسی کی نسبت فتویٰ لگانے میں بھی اختلاف رائے ہو جاتا ہے جس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ انسان کی حالت ہمیشہ ایک نہیں ہوتی، ایک وقت انسان سے لغزش ہو جاتی ہے تو دوسرے وقت رجوع کر لیتا ہے، کسی کو رجوع کا پتہ لگتا ہے کسی کو نہیں لگتا، جس کو لگ گیا اس نے اس پر نیک گمان کیا اور دوسرا بدستور بدگمان رہا، کبھی غلطی پر اطلاع نہیں ہوتی تو انسان اسی طرح غلطی پر گزر جاتا ہے جن کو حالات کا پورا علم نہیں ہوتا وہ صرف غلطی دیکھ کر بدگمان ہو جاتے ہیں اور جو پورے واقف ہوتے ہیں وہ جانتے ہیں کہ یہ دیدہ دانستہ اس غلطی پر نہیں تھا بلکہ اس کا باعث بے خبری تھی اور کبھی ایک بات ایک کی نظر میں گمراہی ہوتی ہے دوسرے کی نظر میں گمراہی نہیں ہوتی اس لئے بھی فتویٰ میں اختلاف ہو جاتا ہے، غرض اس قسم کی وجوہات پیدا ہو کر اختلاف رائے کا باعث بن جاتی ہیں اور بعض دفعہ ہٹ دھرمی کے طور پر بھی کسی کو اچھا برا کہا جاتا ہے......اب ہمیں اس موقعہ پر کیا کرنا چاہئے جو بات ان کی غلط ہے اس کو غلط کہنا چاہئے اور ان کی ذات کی نسبت اس آیت پر عمل کرنا چاہئے

''تِلْكَ اُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَلَكُمْ مَّا كَسَبْتُمْ وَلَا تُسْئَلُوْنَ عَمَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ''

(یہ امت تحقیق گزر چکی، اس کے لئے ہے جو کچھ اس نے کمایا اور تمہارے لئے ہے جو کچھ تم نے کمایا اور تم ان کے عمل سے نہیں پوچھے جاؤ گے (عبداللہ امرتسری روپڑی ۹ فروری ۱۹۶۰)''

(فتاویٰ اہلحدیث ج:۱ص:۴۳، علمائے اہلحدیث کا ذوق تصوف ص:۳۴)

۱۹۔ غیر مقلدین کے بزرگ ابن عربی رحمہ اللہ تعالیٰ کی کتابوں کا باقاعدہ درس دیتے اور اُن سے فیض اخذ کرتے تھے، غیر مقلدین کے حالات خود اُن کی کتابوں سے ملاحظہ کیجئے: ''قاضی عبدالرحیم رحمہ اللہ اپنے وقت کے مشہور طبیب، عالم اور نہایت شریف النفس انسان تھے، میں نے مولانا سلفی مرحوم کی عدم موجودگی میں چند اسباق بھی ان سے پڑھے، میں نے پہلی دفعہ ابن عربی رحمہ اللہ کی ''فصوص الحکم'' اور ''فتوحاتِ مکیہ'' کی تمام جلدیں نہ صرف ان کے ہاں دیکھیں بلکہ بعض مشکل مقامات کی تشریح بھی ان کی زبان فیض ترجمان سے سنی، میرے لئے تصوف کے رموز واسرار سے روشناسی کا یہ نقطہ آغاز تھا جس نے آگے چل کر تصوف کے اسرار ورموز سمجھنے میں مدد دی، میرے لئے یہ قابل افتخار بات ہے کہ ان کی صحبت سے اگر مستفید ہونے کا موقع نہ ملتا تو آج کل کے مشہور محقق اور عظیم صوفی ومفکر شعرانی رحمہ اللہ کی کتابیں قطعی سمجھ نہ پاتا جو مغرب میں وحدۃ الوجود اور وحدت ادیان کی زبردست حامی اور ترجمان ہیں یوں کہئے کہ اس دور کے ابن عربی رحمہ اللہ ہیں''

(الاعتصام ج:۴۰،ص:۶۸،شمارہ:۵۲،دسمبر ۱۹۸۸ء بحوالہ علمائے اہلحدیث کا ذوقِ تصوف ص:۱۰۳)

۲۰۔ غیر مقلدین کے ایک اور مستند فتاویٰ میں بھی شیخ ابن عربی رحمہ اللہ تعالیٰ کے لئے دعائیہ کلمات استعمال ہوئے ہیں اصل عبارت دیکھئے: ''شیخ ابن عربیؒ نے ''فتوحات'' میں لکھا ہے کہ......الخ''

(فتاویٰ علمائے اہلحدیث ج:۵،ص:۲۶،وج:۶،ص:۱۷)

۲۱۔ مشہور غیر مقلد خالد گھرجاکھی صاحب نے شجرہ سلسلہ بنایا ہے کہ فلاں نے فلاں سے فیض حاصل کیا ہے، اس میں ایک نام یوں ادب کے ساتھ لیا ہے: ''شیخ محی الدین ابن عربیؒ'' اور پھر لکھتے ہیں: ''ان تمام سلاسل کا شجرہ بیان کرنے کا مقصد یہ ہے کہ نوربخشی فرقہ کے اکابرین سلف وہ لوگ ہیں جو تمام اہلسنت کے نزدیک مسلّم بزرگ اور محدثین کرام ہیں مثلاً......شیخ ابن عربی...... یہ تمام کے تمام اہلسنت کے اکابرین میں سے ہیں''

(طبقات نوریہ دراحوال مشائخ نوربخشیہ ص:۷ و ۱۰،مترجم محمد سلیمان کیلانی (غیر مقلد) ناشر: مکتبہ قدوسیہ لاہور)

۲۲۔ غیر مقلدین کے بزرگ ابن عربی رحمہ اللہ تعالیٰ کی کتابوں کے ساتھ کس قدر شوق رکھتے تھے وہ خود دیکھئے، مولانا نذیر احمد رحمانی صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں: ''مولانا ابوالحسن طبیعت کے بڑے تیز تھے، مطالعہ کے بہت شوقین تھے، آخری زندگی میں تصوف کی جانب مائل ہو گئے تھے، تصوف میں گفتگو ہوئے

کے ساتھ ساتھ ان کی زبان پر ''فتوحاتِ مکیہ'' اور ''احیاء العلوم'' کے مقولے بڑی جلدی سے آیا کرتے تھے، اپنی آمد کے ابتدائی برسوں میں ان کو بحث ونظر سے واسطہ پڑا، اہلحدیث مسلک رکھتے تھے''

(اہلحدیث اور سیاست ص: ۱۷۰، علمائے اہلحدیث کا ذوقِ تصوف ص: ۲۴۰)

آپ نے ملاحظہ کیا کہ غیر مقلدین کو ابن عربی رحمہ اللہ تعالیٰ کی کتابوں سے کتنی محبت تھی کہ زبان پر قرآن کریم کی آیت نہیں، احادیث نہیں، کسی اور کتاب سے کوئی اقتباس نہیں بلکہ صرف ابن عربی رحمہ اللہ تعالیٰ کی کتابیں اُن پر غالب تھیں اور گفتگو کے دوران اُن کی زبان سے ابن عربی رحمہ اللہ تعالیٰ کی کتابوں کے مقالات جاری رہتے، باقی آپ خود سوچیں کہ اُن سے کس درجہ محبت تھی......!

۲۳۔ مولانا عبدالغفار حسن صاحب غیر مقلد کی سوانح پر ایک کتاب لکھی گئی ہے جس میں ایک مکالمہ ذکر کیا گیا ہے کہ: ''ڈاکٹر صاحب نے جواب دیا: میرے نزدیک ابن عربی کا تصوف وحدۃ الوجود، وحدۃ الشہود ہی کا ایک عکس ہے، کوئٹہ کی تربیت گاہ میں ہم دونوں ساتھ تھے اور میں ابن عربی کے اس شعر سے استشہاد کر رہا تھا

العبد عبد وان تعرّج والرب رب وان تنزّل

یعنی بندہ چاہے کتنے ہی معراج کیوں نہ حاصل کرلے بندہ ہی رہے گا اور رب چاہے کتنا ہی نزول اختیار کیوں نہ کرلے رب ہی رہے گا'' (مولانا عبدالغفار حسن رحمہ اللہ حیات وخدمات ص: ۵۳۳ و ۵۳۴، علمائے اہلحدیث کا ذوقِ تصوف ص: ۴۱۷)

آہ.....خود غیر مقلدین کے قلم سے بھی اس بات کی تصریح ہوگئی کہ ابن عربی رحمہ اللہ تعالیٰ خالق کو خالق کہتے تھے اور بندہ کو بندہ مگر پھر بھی غیر مقلدین کا ظلم دیکھیں کہ اب بھی ابن عربی رحمہ اللہ تعالیٰ پر افتراء کرتے ہیں کہ وہ خالق کو مخلوق اور مخلوق کو خالق کہتے ہیں......!!

۲۴۔ غیر مقلدین کے شیخ الاسلام اور مفتی ثناء اللہ امرتسری صاحب (المتوفی: ۱۹۴۸ء) سے ایک سائل نے پوچھا کہ ''ابن عربی رحمہ اللہ کے متعلق بعض لوگ اچھا گمان رکھتے ہیں اور مقدس بزرگ سمجھتے ہیں جبکہ بعض لوگ اُن کی طرف کفر کی نسبت کرتے ہیں کہ اُن کی کتابوں میں بعض قابل اعتراض باتیں سامنے آتی ہیں'' تو غیر مقلدین کے اس مذکورہ مفتی صاحب نے کیا ہی غضب جواب دیا اور کس طرح شیخ اکبر رحمہ اللہ (یہ لقب ''شیخ اکبر'' اُن کے لئے نذیر حسین دہلوی صاحب غیر مقلد بھی استعمال کرتے تھے جیسا

کہ پچھلے صفحات میں آپ نے ملاحظہ کیا......از ناقل) کا دفاع کیا وہ دیکھنے کے لائق ہے، آپ خود سائل کا سوال اور امرتسری صاحب کا بہترین جواب ملاحظہ فرمائیے:

''اکثر علماء اور خصوصی گروہ صوفیائے کرام شیخ محی الدین ابن عربی شیخ اکبر (جن کی مشہور تصانیف ''فصوص الحکم'' اور ''فتوحات مکیہ'' وغیرہ ہیں) کو مقدس بزرگ مانتے ہیں اور بعض علماء شیخ مذکور کو مسئلہ وحدۃ الوجود کے قائل ہونے کی وجہ سے جو اُن کی تصانیف سے ظاہر ہے کفر والحاد کی طرف منسوب کر کے دائرہ اسلام سے خارج فرماتے ہیں اور برے برے القاب سے یاد کرتے ہیں خصوصاً آپ پر اور اہل علم پر ان کی تصانیف سے شیخ موصوف کے خیالات اور اُن کی تحقیقات پوشیدہ نہ ہوں گی اور فصوص شیخ مذکور کی نسبت آپ کا کیا خیال ہے اور مسلمانوں کو کیا ظن رکھا جائے؟ امید ہے کہ اشد ضرورت کی وجہ سے بہت جلد جواب سے تشفی فرمائیں گے۔

جواب: مسئلہ تکفیر شیخ ابن عربی رحمہ اللہ بہت نازک ہے، مولانا نواب صاحب بھوپال مرحوم ''تکثار'' میں علامہ شوکانی رحمہ اللہ سے نقل کرتے ہیں کہ میں نے چالیس سال تک شیخ کی تکفیر کی، آخر میری رائے غلط معلوم ہوئی تو میں نے رجوع کیا، نواب صاحب مرحوم شیخ ممدوح کو عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور مولانا نذیر حسین المعروف حضرت میاں صاحب دہلوی شیخ ممدوح کو ''شیخ اکبر'' لکھتے ہیں (معیار الحق ص:۱۲۸) حضرت مجدد سرہندی بھی شیخ موصوف کو مقربان الٰہی سے لکھتے ہیں، بڑی وجہ آپ کی مخالفت کی مسئلہ وحدۃ الوجود ہے، سو دراصل اس کی تفسیر پر مدار ہے جیسی اس کی تفسیر کی جائے ویسا ہی اس کا اثر ہوگا، خاکسار کے نزدیک اس کی صحیح تفسیر بھی ہو سکتی ہے جس کا ذکر کبھی کبھی اہلحدیث میں کیا گیا ہے، دوسری وجہ خفگی کی ایمان فرعون ہے مگر شیخ کا قول مندرجہ ''فتوحات'' میں اس خفگی کا ازالہ کرتا ہے، شیخ موصوف نے ''فتوحات'' میں فرعون کو مدعی الوہیت لکھ کر ابدی جہنمی لکھا ہے اور کسی مقام پر اس کے خلاف ملتا ہے تو وہ متروک ہے یا ماؤل، اس لئے خاکسار کی ناقص رائے میں بھی شیخ ممدوح قابل عزت لوگوں میں ہیں رحمہ اللہ'' (فتاویٰ ثنائیہ ج:۱، ص:۳۳۲)

۴۵۔ غیر مقلدین کے محقق اور مناظر مولانا رئیس ندوی صاحب ابن عربی رحمہ اللہ تعالیٰ کو تقلید کا مخالف اور اپنا اہلحدیث ساتھی سمجھتے ہیں، لکھتے ہیں: ''محی الدین ابن عربی تقلید کے بہت زیادہ مخالف اور ظاہری نی اہلحدیث مذہب کے فروع میں پیرو تھے اور موصوف فروع میں ظاہر المذہب ہونے کے ساتھ بہت

بڑے صوفی بلکہ صوفیاء کے بڑے اماموں میں سے تھے اور اکابر وصوفیاء کسی تقلید مذہب کے پیرو نہ فروع میں ہوتے ہیں نہ اصول عقائد میں'' (ضمیر کا بحران ص:۲۲۴)

۲۶۔ غیر مقلدین ابن عربی رحمہ اللہ کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور احادیث کا تابعدار سمجھتے ہیں، ایک عجیب وغریب خواب نقل کرتے ہیں کہ: ''شیخ ابن عربی رحمہ اللہ فتوحات مکیہ میں لکھتے ہیں میں نے نبی ﷺ کو خواب میں دیکھا کہ حضور ﷺ نے ابن حزم رحمہ اللہ سے معانقہ کیا اور ایک دوسرے میں غائب ہو گئے اور صرف رسول اللہ ﷺ ہی نظر آتے تھے، یہ غایت درجہ کا وصل واتحاد ہے'' یہ خواب ذکر کرنے کے بعد یہ غیر مقلد تنقید اور تنبیہ کی بجائے یوں تائید کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ''یہ ان کے اتباع حدیث کے طفیل تھا'' اسی صفحہ پر نذیر حسین دہلوی صاحب کے متعلق اپنے والد مولانا کفایت اللہ صاحب کا خواب بیان کرتے ہیں کہ: ''ایک مقام پر جناب رسول اللہ ﷺ تشریف رکھتے ہیں پھر حضور پُر نور ﷺ کی بجائے میاں صاحب نظر آنے لگے اور اب اس جگہ پر میاں صاحب بیٹھے ہوئے تھے''

(الارشاد الی سبیل الرشاد ص:۳۷۸ و ۳۷۹، ناشر: الحدیث اکادمی لاہور، الحدیث کا ذوق تصوف ص:۱۰۸)

۲۷۔ غیر مقلدین ایک اور کتاب میں بھی موصوف کو ''رحمہ اللہ'' جیسے دعائیہ کلمات سے یاد کرتے ہیں، لکھتے ہیں: ''الٰہیات کے سلسلے میں یہ بحث خاص طور سے بڑی اہمیت کی حامل ہے کہ اللہ تعالیٰ اور کائنات میں ربط وتعلق کی نوعیت کیا ہے؟ اس ضمن میں ابن عربی رحمہ اللہ نے وحدت وجود کا نظریہ پیش کیا ہے'' (اشاعت خاص بیاد عطاء اللہ حنیف ص:۱۴۷، علمائے الحدیث کا ذوق تصوف ص:۱۰۸)

۲۸۔ غیر مقلدین کے محقق ومناظر اور شیخ العرب والعجم پیر بدیع الدین شاہ الراشدی صاحب (المتوفی:۱۹۹۶ء) بھی ابن عربی رحمہ اللہ کو شیخ اکبر کہتے تھے اور باقاعدہ اُن سے اپنی کتاب میں استدلال کرتے تھے، چنانچہ ان کی کتاب میں شیخ ابن عربی رحمہ اللہ سے یہ الفاظ نقل ہیں: ''نیز امام غزالی احیاء العلوم میں، شیخ اکبر ابن عربی فتوحات مکیہ میں اور شاہ ولی اللہ حجۃ اللہ البالغہ میں آمین بالجہر کے قائل ہیں''

(مقالات راشدیہ ج:۲، ص:۱۵۸)

یاد رہے کہ اس کتاب پر غیر مقلدین کے محقق اور شیخ الحدیث مولانا ارشاد الحق اثری صاحب نے مقدمہ بھی لکھا ہے۔

۲۹۔ یہی پیر بدیع الدین صاحب ابن عربی رحمہ اللہ کو اہلحدیث سمجھتے تھے، چنانچہ لکھتے ہیں: ''چوتھی

صدی کے بعد کئی ایسے علماء، صلحاء، محدثین، مفسرین اور فقہاء ہیں جو خالص اہلحدیث و مجتہد تھے اور کسی کی تقلید نہیں کرتے تھے مثلاً...... محی الدین ابن عربی الحاتمی صاحب الفتوحات المکیہ ......''

(تقیید سدید ص:۳۰۲، ناشر: مکتبۃ الامام البخاری کراچی)

۳۰۔ غیر مقلدین کے محقق العصر اور محسنِ اہلحدیث نواب صدیق حسن خان صاحب ابن عربی رحمہ اللہ کا عجیب انداز میں دفاع کرتے ہیں، چنانچہ لکھتے ہیں: ''شیخ محی الدین ابن عربی رحمہ اللہ کی بعض عبارتیں بھی ایجاب کی طرف ناظر ہیں...... عجب معاملہ ہے کہ شیخ محی الدین مقبولین میں سے نظر آتے ہیں لیکن ان کے اکثر علوم جو اہل حق کی آراء کے مخالف ہیں خطا و نادرست ظاہر ہوتے ہیں شائد اُن کو خطائے کشفی کے باعث معذور رکھا گیا ہے اور خطائے اجتہادی کی طرح ان سے ملامت دور کر دی گئی ہے۔ شیخ محی الدین کے حق میں فقیر کا اعتقاد یہی ہے کہ ان کو مقبولین میں سے جانتا ہے اور اُن کے ان علوم کو جو اہل حق کے مخالف ہیں خطا اور ضرر رساں دیکھتا ہے، اس گروہ صوفیہ کے بعض لوگ ایسے ہیں کہ شیخ (موصوف) کو طعن و ملامت بھی کرتے ہیں اور ان کے علوم مخالفہ کو بھی غلط اور نادرست سمجھتے ہیں، اس گروہ کے بعض لوگ شیخ موصوف کی تقلید اختیار کر کے ان کے تمام علوم کو درست جانتے ہیں اور دلائل و شواہد سے ان علوم کی حقیقت کو ثابت کرتے ہیں، اس میں کوئی شک نہیں کہ ان ہر دو فریق نے افراط و تفریط کا راستہ اختیار کیا ہے اور میانہ روی سے دور ہو گئے ہیں۔ شیخ موصوف کو جو اولیائے مقبولین میں سے ہیں خطائے کشفی کے باعث کس طرح رَد کر دیا جائے اور ان کے علوم کو جو صحت و صواب سے دور ہیں اور اہل حق کی رائے کے مخالف ہیں تقلید کی وجہ سے کس طرح قبول کیا جا سکتا ہے پس حق اسی میانہ روی میں ہے جس کی توفیق اللہ سبحانہٗ نے اپنے فضل و کرم سے مجھے بخشی ہے'' (مجموعہ رسائل ج:۳، ص:۴۱۷ و ۴۱۸)

نواب صدیق حسن خان صاحب کے کلام سے درج ذیل باتیں ثابت ہوئیں:

(۱) نواب صاحب جو کہ غیر مقلدین کے معتمد عالم دین ہیں انہوں نے ابن عربی رحمہ اللہ کے لئے کفر اور بددعا کی بجائے کلماتِ دعائیہ (رحمہ اللہ) استعمال کیا ہے۔

(۲) غیر مقلدین کے منبع العلوم نواب صدیق حسن خان صاحب اُن کو کافر کی بجائے مقبولین میں حساب کرتے ہیں یعنی اللہ تعالیٰ کے پسندیدہ بندوں اور بزرگوں میں سے ہیں۔

(۳) نواب صاحب لکھتے ہیں کہ جو کوئی ابن عربی رحمہ اللہ کو ملامت کرتا ہے اور اُن کا رَد کرتا ہے یا اُن کی

غلط بات کی تائید کرتا ہے تو یہ دونوں فریق افراط وتفریط کا شکار ہیں، لہٰذا اس زمانہ کے غیر مقلدین سوچیں کہ کہیں وہ افراط کے راستہ پر تو نہیں چل رہے......؟

(۴) جو کوئی ابن عربی رحمہ اللہ پر رَد کرے تو وہ صحیح نہیں کیونکہ اُن سے کہیں کوئی خطا ہوئی ہے تو وہ کشفی خطا ہے اور اُس خطا کی وجہ سے اُن پر رَد کرنا صحیح نہیں ہے۔

(۵) نواب صاحب لکھتے ہیں "پس حق اسی میانہ روی میں ہے، جس کی توفیق اللہ سبحانہٗ نے اپنے فضل وکرم سے مجھے بخشی ہے"، یعنی حق واعتدال اسی میں ہے کہ ابن عربی رحمہ اللہ کو مقبولین میں شمار کیا جائے اور جو کوئی مقبول کی بجائے اُن پر کفر وغیرہ کی نسبت کرتا ہے تو وہ نواب صاحب کے قول اور اصول سے حق اور اعتدال سے دور ہے۔

نواب صاحب اِسی صفحہ پر مزید لکھتے ہیں: "ہمارے خواجہ حضرت (باقی باللہ) قدس سرہ فرماتے تھے کہ شیخ محی الدین ابن عربی رحمہ اللہ کاملین کی ارواح کے قدیم ہونے کے قائل ہیں، اس بات کو ظاہر کی طرف سے پھیر کر تاویل پر محمول کرنا چاہیئے تا کہ اہل ملت کے اجماع کے خلاف نہ ہو" (ایضاً ص:۴۱۵)

نیز چند صفحات کے بعد نواب صاحب نے پھر اُن کے لئے دعائیہ کلمات ادا کئے ہیں یعنی لکھتے ہیں: "شیخ محی الدین ابن عربی رحمہ اللہ......الخ" (ایضاً ص:۴۲۱)

اسی کتاب میں ایک اور مقام پر شیخ ابن عربی رحمہ اللہ کا بہت عجیب دفاع کیا ہے، لکھتے ہیں:

"اس کے بعد شعرانی رحمہ اللہ نے دلائل سمعیہ شرعیہ سے مناسب تفصیل وتقریر کے ساتھ ہر جملہ عقیدہ کو ثابت کیا ہے اور اس کی تائید میں علماء اور اولیاء کے اقوال نقل کئے ہیں، ان عقائد میں وہ مسائل اتحاد وغیرہ جن پر انتقاد کیا گیا ہے مذکور نہیں ہوئے اس لئے کہ شعرانی رحمہ اللہ نے کتاب فتوحات میں بتایا ہے کہ یہ شیخ کے حاسدوں نے ان کے ذمے لگائے ہیں اور تکفیر کی بنیاد انہی مسائل پر ہے، ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ حضرت شیخ (ابن عربی رحمہ اللہ......از ناقل) امام اور ولی اللہ تھے لہٰذا کسی مسلمان کو ان کی تکفیر کرنے کا حق نہیں پہنچتا ہے اور جس کسی عالم باللہ نے ان کی تکفیر کی ہے تو درحقیقت وہ ان کی تکفیر نہیں ہے بلکہ اس کا مرجع وہ کلمات ہیں جو بظاہر شرع سے مخالفت رکھتے ہیں پس شیخ کا ان کلمات کے ساتھ بولنا اور تکلم کرنا بعید ہے اگرچہ حالت سکر ہی میں کیوں نہ ہو، وہ عبارات قابلِ تاویل ہیں اور ہر شخص کو تاویل کی قدرت حاصل نہیں ہوتی، ہمارے شیخ امام محمد بن علی شوکانی رحمہ اللہ پہلے شیخ کے منکر تھے پھر چالیس برس کے بعد رجوع کیا اور کہا کہ ان

کے بعض الفاظ محتمل اور قابلِ تاویل ہیں اور انہوں نے تکفیر کو روا نہ رکھا وللہ الحمد'' (مجموعہ رسائل ۳/۳۷۰)

اسی کتاب میں رقمطراز ہیں: ''میں کہتا ہوں میں نے کتاب فتوحاتِ مکیہ کا مطالعہ کیا تو مجھے اس کتاب کی کئی جگہوں میں اتباعِ سنت کی تحریض اور ترکِ تقلید کی تحریض ملی، چنانچہ میں نے اس کتاب کو اعتقادِ اہلحدیث کی مطابقت کرنے والی کتاب پایا جو اِس بات کی واضح دلیل ہے کہ اتحاد و حلول کے مسائل اس کتاب میں داخل کر کے شیخ کے ذمے لگائے گئے ہیں'' (ایضاً ۳/۳۷۴)

۳۱۔ غیر مقلدین کے خطیب العصر سید ابو بکر غزنوی صاحب ابن عربی رحمہ اللہ تعالیٰ کے متعلق ایک حوالہ ایسے مؤدبانہ انداز میں نقل کرتے ہیں اور یہ تصریح کرتے ہیں کہ ہم پر ابن عربی رحمہ اللہ کا ادب واجب ہے، چنانچہ لکھتے ہیں:

''ہمیں نصِ قرآنی سے کام ہے شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ کی ''فصوص الحکم'' سے نہیں، ہمارے لئے محمد عربی ﷺ حجت ہیں محی الدین ابن عربی نہیں (واجب الادب ضرور ہیں)'' (خطبات و مقالات ص:۱۰۳)

۳۲۔ مولانا فیاض صاحب (اِن کے بارے میں مولانا نذیر احمد رحمانی صاحب کہتے ہیں کہ یہ غیر مقلد عالم ہیں دیکھئے ''اہلحدیث اور سیاست ص:۴۱۷'') لکھتے ہیں: ''شیخ محی الدین ابن عربی رضی اللہ عنہ جو علمائے ابرار اور صوفیاء کبار میں سے ہیں'' (اہلحدیث اور سیاست ص:۲۰۷ و ۲۰۸)

۳۳۔ مولانا ابوالقاسم بنارسی صاحب ابن عربی رحمہ اللہ کو کٹر اہلحدیث کہتے ہیں چنانچہ لکھتے ہیں: ''یہی وجہ (ہے) کہ وہاں کے علماء پکے کٹر اہلحدیث اور تقلید کے دشمن ہو گئے تھے جیسے...... محی الدین ابن عربی وغیرہ'' (حقانیت مسلک اہلحدیث ص:۶۰، ناشر: ملک سنز پبلشرز فیصل آباد)

۳۴۔ اسی کتاب میں غیر مقلدین نے ابن عربی رحمہ اللہ تعالیٰ کو عارف باللہ بھی کہا ہے، چنانچہ لکھتے ہیں: ''جیسا کہ عارف باللہ شیخ محی الدین ابن عربی نے فتوحات مکیہ میں لکھا ہے...... الخ''
(حقانیت مسلک اہلحدیث ص:۲۳۰)

۳۵۔ مولانا عبدالسلام مبارکپوری صاحب غیر مقلد (المتوفی:۱۹۲۴ء) شیخ ابن عربی رحمہ اللہ کے متعلق لکھتے ہیں: ''صوفی وقت علامہ محی الدین ابن عربی جیسی صاف طینت'' (ص:۱۱۸)

دوسرے صفحہ پر لکھتے ہیں: ''صوفی صافی امام محی الدین ابن عربیؒ '' (سیرت البخاری ص:۳۰۹)

۳۶۔ غیر مقلدین کی ایک اور کتاب میں ابن عربی رحمہ اللہ کا تعارف یوں مذکور ہے: ''ابن عربی

تاریخ اسلام کی ایک ممتاز اور متنازعہ شخصیت ہے، اس کے فلسفہ وحدۃ الوجود کی بناء پر شروع ہی سے کچھ لوگ اس کے شدید مخالف اور کچھ لوگ اس کے سخت حامی چلے آ رہے ہیں، اس کے مخالف اسے ملحد اور زندیق تک قرار دیتے ہیں جبکہ اس کے حامی اسے اولیاء اللہ اور تنقید سے بالاتر لوگوں میں شمار کرتے ہیں، مخالفین میں بھی بڑے بڑے محدثین اور اہل علم شامل ہیں اور موافقین میں بھی''

(الاعتصام اشاعت خاص بیاد عطاء اللہ حنیف ص:۳۶۴)

۳۷۔ غیر مقلدین کے محقق اور محدث مولانا عبد الجبار کھنڈیلوی صاحب (المتوفی:۱۳۸۲ھ) اپنی کتاب میں لکھتے ہیں: ''حضرت امام الصوفیہ محی الدین ابن عربی جن کو مولانا بحر العلوم نے ''خاتمۃ الولایۃ'' کا لقب دیا ہے'' (خاتمہ اختلاف ص:۲۷، ناشر: مکتبۃ السلفیہ لاہور)

۳۸۔ غیر مقلدین کے امام الحدیث نواب وحید الزمان صاحب لکھتے ہیں: ''وشیخنا ابن تیمیۃ قد شدد الانکار علی ابن عربی وتبعہ الحافظ والتفتازانی وعندی انہم لم یفہموا مراد الشیخ ولم یمعنوا النظر فیہ وانما اوحشتہم ظواہر الفاظ الشیخ فی الفصوص ولو نظروا فی الفتوحات لعرفوا ان الشیخ من اہل الحدیث اصولا وفروعا ومن اشد الرادین علی ارباب التقلید...... واللازم علی اہل الحدیث متابعۃ ظواہر الکتاب والسنۃ والسکوت عن الشیخ...... قال الشیخ المجددؒ انا مخالف للشیخ واقول انہ اخطأ فی ہذہ المسئلۃ ومع ذالک ہو من اولیاء اللہ تعالی والذی یذمہ وینکر علیہ ہو فی الخطر وقال السید من اصحابنا اعتقادنا فی الشیخ الاجل محی الدین ابن العربی والشیخ احمد السرہندی انہما من صفوۃ عباد اللہ ولا نلتفت الی ماقیل فیہما وکذالک الشوکانی من اصحابنا رجع عن ذم الشیخ فی آخر امرہ وقال انی نظرت فی الفتوحات وعرفت انہ یمکن حمل کلام الشیخ فی الفصوص علی محمل صحیح قال الشیخ صفی الدین من اصحابنا مذہبی فیہ کمذہب شیخ الاسلام الحافظ السیوطی وہو اعتقاد ولایتہ وتحریم النظر فی کتبہ'' (ہدیۃ المہدی ص:۵۱)

ترجمہ ومفہوم: ''اور ہمارے شیخ ابن تیمیہ تحقیق ابن عربی پر شدید رَد کرتے تھے اور حافظ صاحب اور تفتازانی نے بھی اُس کی اتباع کی ہے اور میرے نزدیک یہ شیخ (ابن عربیؒ) کی مراد کو نہیں سمجھے اور نہ ہی اس

میں غور وفکر کیا اور ان کو شیخ کی کتاب ''فصوص'' کے ظاہری الفاظ نے وحشت میں ڈال رکھا ہے اور اگر انہوں نے ''فتوحات'' پر نظر ڈالی ہوتی تو یہ ضرور سمجھ جاتے کہ ابن عربی اصولاً وفروعاً اہلحدیث تھے اور وہ مقلدین پر سخت رَدّ کرتے تھے......اور اہلحدیث پر لازم ہے کہ وہ کتاب وسنت کے ظاہر پر اتباع کریں اور شیخ (ابن عربی) کے متعلق سکوت اختیار کریں......اور شیخ مجدد کہتے ہیں کہ میں شیخ (ابن عربیؒ) کا مخالف ہوں اور پھر بھی (یوں) کہتا ہوں کہ اُن سے اس مسئلہ میں خطا ہوئی ہے اور اس کے ساتھ ساتھ وہ ولی اللہ ہے اور جو کوئی اُن کی مذمت اور انکار کرتا ہے وہ خطرے میں ہے اور ہمارے بزرگوں میں نواب صاحب کہتے ہیں کہ ہمارا عقیدہ ہے کہ شیخ محی الدین ابن عربی اور شیخ احمد سرہندی دونوں اللہ کے برگزیدہ بندوں میں سے ہیں اور ہم اس طرف توجہ نہیں کرتے کہ بعض لوگوں نے اُن (ابن عربیؒ اور شیخ سرہندیؒ) کے متعلق کیا کہا ہے اور اسی طرح ہمارے ساتھیوں میں قاضی شوکانی بھی ہیں جنہوں نے آخری عمر میں ابن عربی کی مذمت سے رجوع کیا اور یہ فرماتے تھے کہ میں نے ''فتوحات'' کو بغور پڑھا تو مجھے معلوم ہوا کہ یہ ممکن ہے کہ شیخ (ابن عربی) کے کلام ''فصوص'' میں (جو کچھ نقل ہوا) اس کو صحیح معنی ومفہوم سے محمول کیا جائے اور ہمارے ساتھیوں میں سے شیخ صفی الدین کہتے ہیں کہ میرا شیخ الاسلام حافظ سیوطی جیسا اعتقاد ہے کہ ہم تو اُن کے ولی ہونے کا عقیدہ رکھتے ہیں لیکن اُن کی کتابیں دیکھنا حرام ہیں''

دوسری جگہ لکھتے ہیں: ''اللہ کے سب ولیوں، اماموں، مجتہدوں اور دین کے عالموں سے محبت رکھنا چاہئے اور کسی ولی یا امام یا مجتہد یا دین کے عالم کی توہین نہیں کرنا چاہئے اگر چہ انہوں نے کسی مسئلہ میں خطا بھی کی ہو تو یوں کہنا چاہئے غفر اللہ لہ، منہ پھٹ اور زبان دراز لوگ بے ساختہ کلمات ناشائستہ علماء کی نسبت نکال دیتے ہیں، اس کا انجام بہت برا ہے، ہم کو شیخ ابن عربیؒ سے محبت ہے اور ابن تیمیہؒ اور شوکانیؒ سے بھی، ابن جوزیؒ سے بھی اور حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ سے بھی، ہم کسی اگلے عالم کو برا نہیں کہتے، اگر ان سے خطا ہوئی ہے تو اللہ تعالیٰ معاف کرنے والا ہے، یہی طریقہ اسلم ہے۔''

(لغات الحدیث ج:۱، کتاب: ب، ص:۴۸)

اور دوسرے مقام پر شیخ ابن عربی کو علمائے اہلحدیث کا پیشوا کہا ہے (ایضاً ج:۲، کتاب:۲، ص:۱۳)

۳۹۔ علامہ محمد جمال الدین قاسمی دمشقی غیر مقلد (المتوفی:۱۹۱۴ء) شیخ ابن عربی رحمہ اللہ کی کتاب ''فتوحاتِ مکیہ'' سے ایک عبارت اس انداز میں نقل کرتے ہیں: ''الشیخ الاکبر محی الدین بن

عربی قدّس اللّٰہُ سرّہٗ'' (قواعد التحدیث ص:۵۰)

۴۰۔ غیر مقلدین ابن عربی رحمہ اللہ کو صرف قابل استدلال نہیں سمجھتے بلکہ اُن کی کتاب سے خواب کا واقعہ نقل کرتے ہیں اور اُس خواب کو بھی اپنے لئے حجت سمجھتے ہیں، چنانچہ غیر مقلدین کے محقق نور حسین گھر جاکھی صاحب لکھتے ہیں: ''محی الدین ابن عربی فرماتے ہیں میں پہلے رفع یدین نہیں کرتا تھا، پھر میں نے رسول خدا ﷺ کو خواب میں دیکھا، آپ نے مجھے تکبیر تحریمہ اور رکوع جاتے اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع یدین کرنے کا حکم دیا (فتوحاتِ مکیہ: ۱/ ۴۳۷)'' (اثباتِ رفع یدین ص: ۴۷)

غیر مقلدین ابن عربی رحمہ اللہ کے قول کے اتنے قدر دان ہیں کہ اُن کا خواب بھی حجت سمجھتے ہیں، البتہ یہ الگ بات ہے کہ اُن کے لئے یہ حوالہ بھی کافی نہیں کیونکہ اس میں تیسری رکعت وغیرہ کی رفع یدین نہیں ہے اور نہ اس میں دوام کا کوئی ذکر ہے مگر اتنی بات ضرور ثابت ہوتی ہے کہ غیر مقلدین ابن عربی رحمہ اللہ سے کتنی محبت رکھتے ہیں۔

۴۱۔ غیر مقلدین کی کتاب ''قافلہ حدیث'' پر جامعہ سلفیہ ہندوستان (یہ غیر مقلدین کا وہ مدرسہ ہے جو اُنہوں نے دارالعلوم دیوبند کے مقابلہ میں بنایا) کے ایک استاذ اپنے تاثرات بیان کرتے ہوئے یہ بھی لکھتے ہیں: ''ابن عربی کا ذکر آیا تو جامعہ سلفیہ بنارس کے استاد نے اچھی خاصی نرمی کے ساتھ ان کا ذکر کیا اور کہا کہ ان کو وہ مقام ملنا چاہئے جس کے وہ مستحق ہیں اور بہت سے بزرگ ہیں جو اُن کو مانتے ہیں اور اُن کے قائل ہیں'' (قافلہ حدیث ص: ۲۱۰)

۴۲۔ جیسا کہ پچھلے صفحات میں گزرا کہ غیر مقلدین علامہ سیوطی رحمہ اللہ کو بھی تارک التقلید اور اپنی طرح اہلحدیث سمجھتے ہیں (دیکھئے: مقالاتِ زبیر علی زئی ج:۵، ص: ۲۹۰، نوار العینین ص: ۵۵، مجموعہ رسائل از بنارسی ص: ۵۱) تو اگر بالفرض اُن کو غیر مقلد مان لیا جائے تو پھر اُن کا منہج بھی دیکھئے، علامہ سیوطی رحمہ اللہ (المتوفی: ۹۱۱ھ) نے بھی ابن عربی رحمہ اللہ کی مدح بلکہ اُن کے دفاع میں ''تنبیہ الغبی علی تنزیۃ ابن عربی'' کے نام سے مستقل کتاب لکھی ہے دیکھئے نواب صدیق حسن خان صاحب کی گواہی ''التاج المکلل ص: ۱۷۳''

اسی وجہ سے غیر مقلدین بھی تصریح کرتے ہیں کہ: ''علامہ جلال الدین سیوطی اور شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی کا موقف تقریباً ایک ہی ہے کہ ابن عربی کا نظریہ وحدۃ الوجود ان کے کشف میں غلطی کا نتیجہ ہے،

اس لئے اسے تسلیم نہیں کیا جاسکتا البتہ ان کی ولایت میں کوئی شک وشبہ نہیں ہونا چاہئے"

(الاعتصام اشاعت خاص بیاد عطاء اللہ حنیف ص:۳۶۴)

۴۳۔ مولانا فضل حسین بہاری صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں: "خاکسار سوانح نگار بعض عبارتیں فتوحاتِ مکیہ حضرت شیخ اکبر رضی اللہ عنہ کی جو مناسب محل اور نہایت ہی دلچسپ ہیں اپنی طرف سے ایزاد کرتا ہے" (الحیاۃ بعد المماۃ ص:۶۳۱)

۴۴۔ علامہ جمال الدین قاسمی کے متعلق حضرت مفتی تقی عثمانی صاحب مدظلہ العالی فرماتے ہیں: "علامہ جمال الدین قاسمی رحمۃ اللہ علیہ مسلکاً اہلحدیث تھے......وہ اپنی تحریروں میں شیخ اکبر محی الدین ابن عربیؒ اور امام غزالیؒ کی کتابوں کے اقتباسات اسی وقعت وعزت واحترام کے ساتھ نقل کرتے ہیں جس (وقعت وعزت واحترام) کے ساتھ علامہ ابن تیمیہؒ اور ابن قیمؒ کے اقتباسات نقل فرماتے ہیں" (سفر در سفر ص:۱۰۴)

۴۵۔ غیر مقلد مؤرخ احمد الدہلوی صاحب لکھتے ہیں: "علامہ ابن العربی اپنی تصنیف لطیف فتوحات مکیہ کے آٹھویں باب ص:۹۱، ج:۳ میں فرماتے ہیں......الخ" (تاریخ اہلحدیث ص:۹۹)

درج بالا حوالہ میں ابن عربی رحمہ اللہ تعالیٰ کو صرف قابل استدلال ہی نہیں سمجھا بلکہ موصوف کی کتاب کو "تصنیف لطیف" بھی فرمایا۔

۴۶۔ غیر مقلدین کے مناظر، محقق اور مفتی عبدالقادر حصاری صاحب ابن عربی رحمہ اللہ سے نہ صرف استدلال بلکہ اُن کے لئے کلمہ ادبیہ "شیخ" بھی استعمال کیا ہے جو کہ غیر مقلدین کے نزد ثقاہت کا کلمہ ہے (کمامرّ) اور اس کے ساتھ دعائیہ کلمہ "رحمہ اللہ" بھی لکھا ہے بلکہ مزید حوالہ دیکھئے تو آپ کو خود غیر مقلد مناظر کی ابن عربی رحمہ اللہ سے محبت کی جھلک نظر آئے گی چنانچہ لکھتے ہیں:

"اب ہم شیخ ابن العربی رحمۃ اللہ علیہ کا فیصلہ فتوحات مکیہ سے لکھ کر بریلویوں کو دندان شکن جواب دیتے ہیں" (فتاویٰ حصاریہ ج:۱، ص:۵۸۶)

۴۷۔ غیر مقلد خطیب مولانا عبدالسلام بستوی صاحب لکھتے ہیں: "ابن عربی نے کیا زریں مقولہ ارشاد فرمایا ہے: بے حد ریاکار اور گھاٹے والا وہ ہے جو لوگوں کے سامنے تو بھلے اور نیک کام کرے لیکن خدا کے سامنے جو شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہے بدکام کرے" (اسلامی خطبات:۱/۲۲)

۴۸۔ محمد یوسف جے پوری صاحب غیر مقلد اپنی کتاب میں "تقلید کی تردید فقہاء وعلماء کے اقوال

سے'' عنوان کے تحت لکھتے ہیں: ''فتوحات مکیہ میں شیخ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ......الخ'' (حقیقۃ الفقہ ص:۹۹و۱۰۵، ناشر: مکتبہ اسلامیہ لاہور)

اس سے معلوم ہوا کہ وہ ابن عربی رحمہ اللہ کو فقہاء و علماء کی فہرست میں لائے اور اُن سے استدلال کیا اور اُن کے لئے ادبی اور دعائیہ کلمہ بھی استعمال کیا حالانکہ غیر مقلدین تو نہ مقلدین حضرات (کثر اللہ سوادہم) کو علماء کہنے کو تیار ہیں اور نہ ان کے لئے ادبی اور دعائیہ کلمہ استعمال کرتے ہیں اِلّا نادرًا۔

۴۹۔ پروفیسر ڈاکٹر امان اللہ بھٹی صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں: ''صوفیائے کرام کی علمی خدمات کو دو ادوار میں تقسیم کیا جا سکتا ہے......دورِ دوم: یہ دور تیسری صدی ہجری کی آخری چوتھائی سے شروع ہو کر آج تک کا ہے، یہ وہ دور ہے جس میں تصوف پر خوب لکھا گیا ہے مکمل احاطہ تو ناممکن ہے تاہم کچھ مصنفین، مؤلفین اور تذکرہ نگاروں کی کتب کا تعارف اس طرح سے ہے......شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رحمہ اللہ کی ''فتوحاتِ مکیہ اور فصوص الحکم'' (اسلام اور خانقاہی نظام ص:۱۸۸و۱۸۹، ناشر: مکتبہ دارالسلام، علمائے اہلحدیث میں تصوف کی خوشبو ج:۱، ص:۴۶۶و۴۶۷)

۵۰۔ غیر مقلدین کے مشہور شیخ الحدیث مولانا اسماعیل سلفی صاحب شاہ صاحبؒ کے حوالہ سے لکھتے ہیں: ''ایسے محققین کا ذکر فرمایا ہے جو تقلید نہیں کرتے تھے جیسے ابن عربی......الخ''

(تحریک آزادی فکر ص:۲۴۱)

بس انہی پچاس حوالہ جات پر اکتفاء کرتے ہیں ورنہ ہمارے پاس مزید حوالہ جات بھی ہیں الحمد للہ، اِن کثیر حوالہ جات سے اس بات کی تصریح ہوئی کہ صرف محدثین ہی نے ابن عربی رحمہ اللہ تعالیٰ کی مدح بیان نہیں کی بلکہ آج کل کے منکرین کے اکابرین بھی کثیر تعداد میں اُن کی مدح بیان کر گئے اور اُن کے جو اقوال ہم نے ذکر کئے وہ مندرجہ ذیل فوائد کے پیشِ نظر قلمبند کئے:

(۱) اول تو قرآن کریم پر عمل آجائے کہ قرآنِ پاک میں تحقیقی جوابات کے ساتھ ساتھ الزامی جواب کا التزام بھی کیا گیا ہے اور کبھی کبھی تصریح بھی کرتا ہے کہ یہ لو اپنے گھر کی گواہی ''وشهد شاهد من اهلها'' تو ہم بھی غیر مقلدین سے کہتے ہیں کہ ہم نے آپ کو تحقیقی جواب کے ساتھ ساتھ آپ کے گھر سے بھی ''وشهد شاهد من اهلها'' کے مصداق جواب دیا بحمدہٖ تعالیٰ''

(۲) اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جب اہل کتاب سے کہا گیا کہ تم لوگ اللہ کی طرف سے نازل کردہ

کتاب (قرآنِ پاک) پر ایمان لے آؤ تو وہ کہتے کہ ہم قرآنِ کریم سے پہلے جو کتاب نازل ہوئی اس پر ایمان رکھتے ہیں، تو اللہ تعالیٰ اُن سے فرماتے ہیں کہ اگر تم اُس کتاب اور شریعت پر ایمان لائے ہوتے تو پھر تم انبیاءِ کرام کو کیوں قتل کرتے......؟ ''وَاِذَا قِیۡلَ لَھُمۡ اٰمِنُوۡا بِمَاۤ اَنۡزَلَ اللّٰهُ قَالُوۡا نُؤۡمِنُ بِمَاۤ اُنۡزِلَ عَلَیۡنَا وَیَکۡفُرُوۡنَ بِمَا وَرَآءَهٗ وَهُوَ الۡحَقُّ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَھُمۡ قُلۡ فَلِمَ تَقۡتُلُوۡنَ اَنۡۢبِیَآءَ اللّٰهِ مِنۡ قَبۡلُ اِنۡ کُنۡتُمۡ مُّؤۡمِنِیۡنَ'' (سورۃ البقرۃ آیت:۹۱)

تو ہم بھی غیر مقلدین سے کہتے ہیں کہ تمہارا دعوی ہے کہ اہلحدیث کا ہر مسئلہ قرآن وسنت سے ماخوذ ہے (تحفۃ المناظر اردو ص:۱۷۱، پشتو ص:۱۸۸، لامین اللہ پشاوری، خاتمہ اختلاف ص:۱۱۵، لمولانا عبد الجبار، تفسیر واضح البیان ص:۵۶۰، از سیالکوٹی) تو اگر تم لوگ واقعی اپنی اس بات میں سچے ہو اور تمہارا اہلحدیث مسلک حق ہے تو ہم نے تمہارے گھر سے جو کثیر تعداد میں حوالہ جات ذکر کئے اُن کو مان لونا......!!!

(۳) امین اللہ پشاوری غیر مقلد اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں: ''بڑوں کی باتیں لوگ چھوٹوں سے کرتے ہیں کہ دیکھو تمہارے بڑوں نے ایسی باتیں کی ہیں'' (حکمۃ القرآن ج:۱، ص:۲۰۷، طبع اول، تحت سورۃ البقرۃ آیت:۵۵) تو ہم بھی موجودہ غیر مقلدین کے سامنے اُن کے بزرگوں کے اقوال پیش کرتے ہیں کہ دیکھو تمہارے بڑوں نے بھی ایسی باتیں کی ہیں تو اگر ہمارے خلاف فتوی لگتا ہے تو پھر اپنے بڑوں پر بھی فتوی لگاؤ......تو پھر اگر تمہاری بنیاد کمزور ہو جائے تو تمہارے وجود میں کیا تقویت رہ جائے گی......؟

(۴) امین اللہ پشاوری غیر مقلد لکھتے ہیں: ''جو لوگ اپنے بزرگوں کے تابعدار نہ ہوں تو یہ اہل باطل کی عادت ہے اور وہ لوگ حلالی نہیں ہوتے (یعنی حرامی ہوں گے پھر......از ناقل) دیکھئے (تحفۃ المناظر ص:۵۱) تو ہم نے غیر مقلدین کے گھر سے بھی حوالہ جات ذکر کئے ہیں تو اب جو غیر مقلد اِن حوالہ جات کو نہیں مانتا تو امین اللہ پشاوری کے بقول وہ حلالی نہ ہوگا (بلکہ......ہوگا)

خبردار......! درج بالا فتوی ہمارا ذاتی نہیں بلکہ امین اللہ پشاوری کا ہے لہٰذا ہم پر برہم ہونے کی بجائے اپنے شیخ القرآن امین اللہ پشاوری صاحب سے شکوہ کریں۔

(۵) توصیف الرحمن غیر مقلد نے لکھا ہے کہ: ''کسی کے عقائد معلوم کرنے ہوں تو اُن کے علماء کے عقائد معلوم کرو'' (کیا علماء دیوبند اہلسنت میں سے ہیں) تو اب اگر تم وحدۃ الوجود کو کفریہ کہتے ہو یا ابن عربی رحمہ اللہ کو کافر کہتے ہو العیاذ باللہ تو [illegible] سے بھی کنارہ کش ہو جاؤ کیونکہ ہم نے غیر مقلدین کے

کثیر علماء کرام سے وحدۃ الوجود کی صحت اور ابن عربی رحمہ اللہ کی ثقاہت اور ولایت پر اقوالِ کثیرہ پیش کئے لہٰذا توصیف الرحمٰن غیر مقلد کے بقول ہم نے غیر مقلدین کا مسلک معلوم کرنے کے لئے ان کے علماء کی عبارات پیش کر دیں۔

(۶) غیر مقلدین خود کو اہلحدیث کہتے ہیں تو ہم نے محدثین کرام سے بھی کثیر تعداد میں حوالہ جات پیش کر دیئے ہیں تو اگر پھر بھی اِن محدثین کی بات نہیں مانتے تو پھر اس ''اہلحدیثیت'' کا لیبل لگانے کا کیا مطلب ہوا......؟

(۷) غیر مقلدین کی اپنے اکابرین سے بغاوت کے چند نمونے ہم نے پیش کر دیئے ہیں کہ یہ اپنے اکابرین کے کتنے باغی ہیں......؟

(۸) غیر مقلدین کے کثیر اکابرین سے ہم نے چند حوالہ جات پیش کئے تو اگر یہ اکابرین غلط ہیں تو اصاغرین پھر کس طرح حق پر رہ سکیں گے......؟ اور اگر اصاغرین حق پر ہیں تو پھر غیر مقلدین کے اکابرین غلط تھے تو اگر ایک فرقہ کے اکابرین غلط تھے یعنی اگر کسی عمارت کی بنیادیں کمزور ہوں تو پھر اُس فرقہ اور عمارت کی کیا حیثیت رہے گی......؟

(۹) یہ کثیر تعداد ہم نے اس لئے ذکر کی ہے کہ غیر مقلدین کا یہ اصول ہے کہ جب کسی کے بارے میں ثقاہت اور ضعف کا اختلاف آجائے تو پھر ترجیح جمہور کی رائے کو ہوگی (یعنی اکثریت کے دلائل کو ہوگی) ''دیکھئے: زبیر علی زئی غیر مقلد کی کتاب'' مقالات ج:۶،ص:۱۴۳و۱۴۹، اور اسی طرح کے مفہوم میں امین اللہ پشاوری غیر مقلد نے بھی تصریح کی ہے دیکھئے ''الحق الصریح ج:۲،ص:۴۳۵'' تو ہم غیر مقلدین سے کہتے ہیں کہ تم لوگوں نے آج تک اپنی کتابوں میں جتنے افراد ''وحدۃ الوجود'' کے غلط ہونے پر اور ابن عربی رحمہ اللہ کے خلاف پیش کئے ہیں اُن کو بھی گن لیں اور ہمارے پیش کردہ حوالہ جات بھی گن لیں اور پھر خود فیصلہ کریں۔

(۱۰) غیر مقلدین کے محقق اعظم اور مناظر اعظم طالب الرحمٰن شاہ صاحب اور زبیر علی زئی غیر مقلد نے اپنی کتابیں اِن حوالہ جات سے لبریز کی ہیں کہ علماء دیوبند نے وحدۃ الوجود اور ابن عربی کی تعریف کی ہے تو ابن عربی تو زندیق ہے (العیاذ باللہ) تو ابن عربی کی تعریف کرنے کی وجہ سے یوسف بنوری (علماء دیوبند) بھی زندیق ہو گیا (معاذ اللہ)۔ تو ہم نے [illegible] کثیر حوالہ جات پیش کر دیئے کہ ظالمو تمہارے

اِس ظلم (اولیاء اللہ کو کافر وزندیق کہنے) کا بدلہ تو اللہ ہی دے گا مگر ہم نے تم کو محدثین کرام اور خود تمہارے گھر سے حوالہ جات دکھا دیئے کہ تمہارے اس تکفیری ذہن کی اتنی بدبو ہے کہ صرف تم نے صرف علماء دیوبند پر ہی کفر کا یہ بے جا فتویٰ نہیں لگایا بلکہ اِن مذکور محدثین سمیت اپنے بزرگوں پر بھی یہی فتویٰ لاشعوری طور پر لگا دیا اور تمہارے اس فتویٰ سے کوئی کافر نہیں ہوتا مگر تم خود اپنے ایمان سے ہاتھ دھو رہے ہو (اللہ تعالیٰ تمہیں توبہ کی توفیق نصیب کرے ورنہ ''خسر الدنیا والآخرة'' کا مصداق ہو جاؤ گے)

(۱۱) ایک سبب یہ بھی ہے کہ غیر مقلدین وحدۃ الوجود کی جو تعریف بیان کرتے ہیں وہ غلط ہے، تو ہم نے اُن کو دکھا دیا کہ وحدۃ الوجود کی صحیح تعریف اِن حضرات نے بیان کی ہے اور تم وحدۃ الوجود کی جو غلط تعریف بیان کرتے ہو یہ صحیح نہیں ہے بلکہ تم اتحاد الوجود اور حلول الوجود کی تعریف بیان کرتے ہو جس کے ہم بھی قائل نہیں۔

(۱۲) جیسا کہ آپ حضرات نے محسوس کیا ہوگا کہ ہماری کاوش نئی ہے اسی طرح ہم نے حوالہ جات بھی نئے اور ضروری ضروری پیش کر دیئے جو غیر مقلدین آج کل کرتے ہیں۔ چونکہ استاذِ محترم حضرت مفتی محمد ندیم صاحب حفظہ اللہ ورعاہ عملی میدانِ مناظرہ میں عرصہ سے کھڑے ہیں اور اس میدان کے شہسوار بھی ہیں اور اس موضوع کا وسیع تجربہ رکھتے ہیں **الحمدللہ وبارک اللہ فیھم وتقبل اللہ مساعیھم** تو انہوں نے وہ حوالہ جات جمع کئے جو عموماً عملی میدانِ مناظرہ میں پیش آتے ہیں۔

(۱۳) غیر مقلدین نے عموماً اپنی پرانی کتابیں چھپا رکھی ہیں مگر الحمد للہ ہمارے پاس ان کے پرانے اور اصل نسخے موجود ہیں تو ہم ان کے وہ حوالہ جات بھی منظر عام پر لے آئے جن کو وہ چھپانے کی کوشش کر رہے تھے مگر اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے حقائق ظاہر ہوں گے اور باطل مٹ جائے گا ان شاء اللہ العزیز اور ہمارے وہ بھائی بھی یہ نادر حوالہ جات دیکھ لیں جن کے پاس اصل کتابیں نہیں ہیں **ان شاء اللہ**۔

﴿غیر مقلدین کے تابوت پر آخری کیل﴾

غیر مقلدین کے بزرگوں کی کثیر تعداد آپ نے ملاحظہ فرمائی کہ وہ بھی وحدۃ الوجود کے قائل ہیں اور ابن عربی رحمہ اللہ تعالیٰ کی مدح میں رطب اللسان ہیں، اب آیئے آخر میں غیر مقلدین کے بزرگوں کے لئے امین اللہ پشاوری کا ایک چٹ پٹا فتویٰ ملاحظہ فرمایئے کہ یہ غیر مقلدین کے لئے ایک حیران کن سوال اور

غیر مقلدیت کے مذہب کے تابوت پر ایک مضبوط آخری کیل بھی ثابت ہوگا ان شاء اللہ الرحمٰن۔

امین اللہ پشاوری غیر مقلد وحدۃ الوجود کے قائلین کے خلاف فتویٰ دیتے ہوئے لکھتے ہیں: ''ہمارا یہی فتویٰ ہے (و لا نخاف فی اللہ لومة لائم) کہ جو بھی عقیدہ وحدۃ الوجود کا حامل ہو وہ کافر و مرتد ہے، اس کے پیچھے نماز جائز نہیں نہ اس پر نماز جنازہ جائز ہے اور نہ ہی اسے مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا جائز ہے اور اس کی بیوی پر طلاق سمجھی جائے گی اور اس کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا ناجائز ہے''

(نظریہ توحید وجودی اور ڈاکٹر اسرار احمد ص:۶۱)

سبحان اللہ! اسے کہتے ہیں ظلم اور بہتان کا نتیجہ......! کہ وحدۃ الوجود کے قائلین پر کئی اقسام کے بہتان اور الزاماتِ فاسدہ لگاتے ہوئے لاشعوری طور پر اپنے فتویٰ کی زد میں اکثر محدثین کے علاوہ اپنے مذہب کے بزرگوں کو بھی لپیٹ دیا:

(۱) امین اللہ پشاوری نے محدثین کے علاوہ اپنے بزرگوں پر بھی فتویٰ دیا کہ یہ کافر و مرتد ہیں۔

(۲) امین اللہ پشاوری صاحب کا دوسرا فتویٰ یہ ہے کہ اِن کے پیچھے نماز جائز نہیں ہے۔

(۳) اِن پر نماز جنازہ جائز نہیں۔

(۴) امین اللہ پشاوری صاحب کے بقول غیر مقلدین کے بزرگوں کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا جائز نہیں۔

(۵) امین اللہ پشاوری صاحب کے بقول غیر مقلدین کے بزرگوں پر اُن کی بیویاں حرام ہیں۔

(۶) پشاوری صاحب کے بقول غیر مقلدین کے بزرگوں کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا جائز نہیں ہے۔

نہ تم صدمے ہمیں دیتے نہ یوں فریاد ہم کرتے
نہ کھلتے راز سربستہ، نہ یوں رسوائیاں ہوتیں

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے سلف صالحین رحمہم اللہ تعالیٰ کے ساتھ تادمِ حیات عقیدت رکھنے کی توفیق عطا فرمائے اور اللہ تعالیٰ علماءِ دیوبند جیسے حق پرست علماءِ کرام کے ساتھ ہمارا حشر فرمائے اور غیر مقلدیت بدونِ اجتہاد جیسے موذی مرض سے اللہ تعالیٰ ہماری حفاظت فرمائے آمین ثم آمین......

﴿بعض صوفیاءِ کرام کے خلافِ شریعت اقوال اوران کی توجیہ﴾

اہل السنۃ والجماعۃ کے جن بزرگ علماءِ کرام اور صوفیاءِ کرام کے بعض اقوال بعض اوقات بشری تقاضے کے مطابق شریعت کے خلاف ہوں تو اُن کے ادب واحترام کو ہاتھ سے نہیں جانے دیا جائے گا اور شریعت کے دائرے سے ذرا بھی باہر نہیں نکلا جائے گا یعنی اِن علماءِ کرام کے اقوال کو چھوڑنے کے لئے ہم تیار ہیں مگر شریعت کے حکم کو تھوڑی دیر کے لئے بھی چھوڑنے کو تیار نہیں ہیں۔

البتہ اس مخطی (کہ اس خاص مسئلہ میں بشری تقاضے کے مطابق عارضی طور پر اس سے خطا ہوئی ہو) کا ادب ضرور کریں گے مگر اس کی اتباع اور تقلید نہیں کی جائے گی جیسا کہ مشہور شارح الحدیث امام نووی شافعی رحمہ اللہ تعالی (متوفی:٦٧٦ھ) نے ایک قاعدہ ذکر کیا ہے کہ: ''**وکل شیء رأیتہ من ھذاالنوع مما یتوھم من لاتحقیق عند أنہ مخالف لیس بمخالف مخالفا بل یجب تأویل أفعال أولیاء اللّٰہ تعالی**'' (بستان العارفین ص:۲۷۴)

ترجمہ ومفہوم: ''اور اس قسم کی ہر شے جس کے دیکھنے سے تم وہم میں پڑ جاؤ اور تمہارے پاس علم (دلیل) بھی نہ ہو کہ یہ شریعت کے خلاف ہے (یا نہیں) تو (درحقیقت) یہ شریعت کے خلاف نہ ہوگی بلکہ (اس وقت میں) اولیاءاللہ کے افعال کی تاویل کرنا واجب ہوگا''

مشہور غیر مقلد سید ابوبکر غزنوی صاحب لکھتے ہیں: ''یہ جو بعض مشائخ کی زبان سے اس کے برعکس بات نکلی تو وہ اگر غلبہ حال میں نکلی تو ہم ادباً اور احتراماً یہ تو کہہ سکتے ہیں کہ غلبہ حال کی وجہ سے وہ معذور تھے اور قابل عفو، مگر ان کی بات حجت تو نہیں ہوسکتی، شیخ محی الدین ابن عربی رحمہ اللہ نے کہا: ''**نَحْنُ بِمَا لُوْهِيَّتِنَا قَدْ جَعَلْنَاکَ اِلٰھًا وَنَحْنُ بِعِبَادَتِنَا قَدْ جَعَلْنَاکَ مَعْبُوْدًا اَلَا تَشْکُرُ لَنَا رَبَّنَا اِلٰھَنَا**''

یعنی ہم نے اپنی مالوہیت سے تمہیں اپنا اللہ بنا دیا ہے، ہم نے اپنی عبادت سے تجھے معبود بنالیا ہے اے ہمارے خدا!! اے ہمارے پروردگار! کیا تو ہمارا شکر گزار نہیں ہے......؟

یہ بات غلبہ حال ہی میں کہی گئی ہے اور راہِ صواب سے ہٹی ہوئی اور قابل تقلید نہیں ہے''

(خطبات ومقالات ص:۱۰۲و۱۰۳، ناشر: طارق اکیڈمی فیصل آباد)

غیر مقلدین اپنے فتوؤں کی زد میں

غیر مقلدین ظلم کی تمام حدیں پار کر چکے ہیں، تکفیری ذہن کے مالک ہونے کی وجہ سے ہر کسی پر کفر وشرک کے فتوے لگا دیتے ہیں، عموماً تکفیر میں جلد بازی ان طبائع میں زیادہ ہوتی ہے جن پر جہل کا غلبہ ہوتا ہے، بہر حال! اب غیر مقلدین حضرات اپنے ہی اصول اور فتوؤں کے آئینے میں اپنا چہرہ ملاحظہ فرمائیں:

۱۔ مشہور غیر مقلد طالب الرحمٰن نے اپنی کتاب میں اصول لکھا ہے کہ ابن عربی رحمہ اللہ تعالیٰ زندیق ہے اور جو شیخ ابن عربی رحمہ اللہ تعالیٰ کی تعریف کرے وہ بھی زندیق ہے، اسی وجہ سے اِس جاہل نے مشہور محدث العصر اور بڑے ولی اللہ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد یوسف بنوری رحمہ اللہ رحمۃً واسعۃً کو بھی زندیق لکھا ہے (العیاذ باللہ) کیونکہ انہوں نے وحدۃ الوجود کے قائل شخص یعنی ابن عربی رحمہ اللہ تعالیٰ کی تعریف بیان کی ہے۔ اصل عبارت ملاحظہ فرمائیے، مزید تبصرہ بعد میں کرتے ہیں:

طالب الرحمٰن غیر مقلد کسی دوسرے غیر مقلد کے حوالہ سے لکھتے ہیں: ''یوسف بنوری کا ابن عربی جیسے شخص کی تعریفیں کرنا خود اس کے زندیق ہونے کا واضح ثبوت ہے''

پھر چند سطور کے بعد طالب الرحمٰن غیر مقلد خود لکھتے ہیں: ''جب آپ نے یہ جان لیا کہ ابن عربی کا یہ حال ہے تو پھر اس کی تعریف کرنے والا اسی کا متبع اور اس قول کا قائل ہی ہوسکتا ہے''

(المہند علی المفند عقائد علماء دیوبند تحقیق وتعلیق پروفیسر طالب الرحمٰن شاہ ص:۶۸، ناشر: دار الکتاب والسنۃ)

تو طالب الرحمٰن صاحب غیر مقلد کے حوالے سے یہ معلوم ہوا کہ جو شخص ابن عربی کی تعریف کرتا ہے تو وہ شخص اُس کا متبع ہو جاتا ہے اور اصل شخصیت (ابن عربی رحمہ اللہ تعالیٰ) پر جو فتویٰ لگتا ہے تو وہی فتویٰ اس متبع پر بھی لگتا ہے۔

۲۔ امین اللہ پشاوری صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں: ''ابن عربی، ابن الفارض، ابن سبعین اور ان کے اتباع کا عقیدہ کفریہ ہے اور یہ سب اسلام سے خارج ہیں پس جو بھی ان کی طرح اعتقاد رکھے وہ بھی کافر ہے اور اس کے کفر میں کوئی شک نہیں'' (نظریہ توحید وجودی اور ڈاکٹر اسرار احمد ص:۵۵)

۳۔ اسی طرح زبیر علی زئی غیر مقلد لکھتے ہیں: ''جب تک وہ اپنے ان اکابر سے صحیح برأت نہ کریں اس وقت تک ان کا وہی حکم ہے جو ان اکابر کا ہے'' (بدعتی کے پیچھے نماز کا حکم ص ۲۲)

۴۔ عطاء اللہ ڈیروی غیر مقلد لکھتے ہیں: ''جو لوگ ان کو اولیاء و بزرگان سمجھتے ہیں وہ انہی کی طرح زندیقیت والحاد کا عقیدہ رکھتے ہیں مثال کے طور پر مشہور زندیق ابن عربی الصوفی مؤلف فصوص الحکم اور فتوحات مکیہ کو ''قدس سرہ'' لکھتے ہیں اور حلاج جیسے ملحد و زندیق کو ''ولی اللہ'' لکھا ہے'' (عقیدہ صوفیت ص:۱۹۰)

غیر مقلدین کے یہ اصول مذکورہ مدنظر رکھتے ہوئے آگے چلتے ہیں:

شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ: غیر مقلدین شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ (المتوفی:۵۶۱ھ) کے متعلق لکھتے ہیں: ''شیخ عبدالقادر جیلانی غنیۃ الطالبین، فتوح الغیب، الفتح الربانی کے مصنف (وفات:۵۶۱ھ) نے اس نظریہ (وحدۃ الشہود) کے جھنڈے اٹھائے ہیں چاہے اس کو یہ نام نہ دیا ہو، ان تینوں (حلول، وحدۃ الوجود، وحدۃ الشہود) نظریوں کی ایجاد کا مقصد یہ تھا کہ خالق ومخلوق، عبد و معبود کا وہ فرق باقی نہ رہے جو ذوق خدائی کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ ہے اور جس کو قرآن وحدیث نے ہر جگہ، ہر مرحلہ پر، ہر وقت، ہر آن بیان کیا ہے اور انجام کار ایسی ذاتیں وجود میں آئیں جو خالق ومخلوق، عبد و معبود دونوں کی صفات کی حامل ہوں، کبھی خالق بنیں کبھی مخلوق، کبھی عبد کبھی معبود'' (حق کی تلاش ص:۳۸۳، دوسرا نسخہ ص:۳۶۸)

☆...... غیر مقلدین کے ایک اور بزرگ ابوالقاسم عبدالعظیم سلفی لکھتے ہیں: ''غنیۃ الطالبین، فتوح الغیب اور الفتح الربانی کے مصنف کے مصنف عبدالقادر جیلانی اس نظریہ (وحدۃ الوجود) کے جھنڈے اٹھائے پھر رہے ہیں'' (فضیحت نگ ص:۱۸۵ بحوالہ ارمغان حق ج:۱، ص:۱۰۷)

ان عبارات کا خلاصہ یہ ہوا کہ شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ تعالیٰ صرف صوفی نہیں بلکہ وحدۃ الوجود اور وحدۃ الشہود کے قائل بھی تھے۔

اب شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ (جن کو غیر مقلدین وحدۃ الشہود کا قائل سمجھتے ہیں) کی تعریف خود غیر مقلدین کے گھر سے دیکھئے اور پھر طالب الرحمٰن غیر مقلد کا وہ اصول اُن پر لاگو کریں:

زبیر علی زئی اُن کو یوں خراج تحسین پیش کرتے ہیں: ''شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ کا علمائے حدیث وائمہ اسلام کے نزدیک بہت بڑا مقام ہے'' (توضیح الاحکام ج:۲، ص:۳۶۱)

پھر اگلے صفحہ پر لکھتے ہیں: ''علمائے حدیث کی ان گواہیوں اور دیگر اقوال سے معلوم ہوا کہ شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ ثقہ وصدوق اور نیک آدمی تھے۔'' (توضیح الاحکام ج:۲، ص:۳۶۲)

غیر مقلدین کے پیر سید ابو بکر غزنوی صاحب لکھتے ہیں: ''خدا کہتا ہے کہ میں حقیقی اور سچی عزت اس دنیا میں اپنے پیغمبروں کو عطا کرتا ہوں...... پھر جو اُن کے دامن سے وابستہ ہوئے اور جنہوں نے اُن سے وفا کی وہ سب معزز ٹھہرا دیئے گئے، سچی عزت حضرت عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کو حاصل ہوئی......''
(خطبات و مقالات ص:۱۹۹)

قارئین کرام! آپ خود سوچیں کہ اس مندرجہ بالا عبارت میں شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ تعالیٰ کی تعریف بیان ہوئی یا نہیں......؟ تو اب سید ابو بکر غزنوی صاحب اور زبیر علیزئی صاحب کو غیر مقلدین کون کون سے فتوؤں کے ہار پہنائیں گے......؟

غیر مقلدین کی ایک اور کتاب میں حضرت جیلانی رحمہ اللہ کی یوں تعریف بیان ہوئی ہے: ''حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ لاریب ایک عالی مقام بزرگ ہوئے ہیں'' (تعلیمات مجددیہ ص:۴۸۹، ناشر ادارہ اشاعۃ التوحید والسنۃ جامع مسجد اہلحدیث شرقپور، اہلحدیث تصوف کے گمشدہ اوراق ص:۱۱۵۶)

تنبیہ: اس کتاب کی تصویب وتبویب مشہور غیر مقلد عالم حافظ مسعود عالم صاحب (فاضل اسلامک یونیورسٹی مدینہ منورہ) نے کی ہے اور کتاب پر پیش لفظ مشہور غیر مقلد عالم شیخ الحدیث مولانا اسماعیل سلفی صاحب نے لکھا ہے اور ناظم اشاعت غیر مقلد عالم محمد یحیٰ شرقپوری صاحب ہے۔

مشہور متعصب غیر مقلد پروفیسر عبداللہ بہاولپوری صاحب حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ کو ولی بھی کہتے ہیں اور اپنی طرح اہلحدیث بھی سمجھتے ہیں، اصل عبارت دیکھئے: ''جب شاہ جیلانی اہلحدیث تھے اور تھے بھی پیر کامل مسلّم عند الکل، تو معلوم ہوا کہ اہلحدیثوں میں بڑے بڑے ولی گزرے ہیں''
(اصلی اہلسنت مشمولہ حقانیت مسلک اہلحدیث ص:۳۹۸)

غیر مقلدو......! تم لوگوں سے پوچھتا ہوں کہ یہ جیلانی رحمہ اللہ کی تعریف ہے یا نہیں......؟ بہاولپوری صاحب کی کون سے فتوؤں کے ساتھ مہمان نوازی کروگے......؟

نواب وحید الزمان صاحب لکھتے ہیں: ''اللہ کے سب ولیوں، اماموں، مجتہدوں اور دین کے عالموں سے محبت رکھنا چاہئے اور کسی ولی یا امام یا مجتہد یا دین کے عالم کی توہین نہیں کرنا چاہئے اگر چہ انہوں نے کسی مسئلہ میں خطا بھی کی ہو تو یوں کہنا چاہئے غفر اللہ لہ، منہ پھٹ اور زبان دراز لوگ بے ساختہ کلمات ناشائستہ علماء کی نسبت نکال دیتے ہیں، اس کا انجام بہت برا ہے، ہم کو شیخ ابن عربیؒ سے محبت ہے اور ابن

تیمیہؒ اور شوکانیؒ سے بھی، ابن جوزیؒ سے بھی اور حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ سے بھی، ہم کسی اگلے عالم کو برا نہیں کہتے" (لغات الحدیث ج:۱، کتاب: ب، ص:۴۸)

غیر مقلدو......! امام اہلحدیث نواب وحیدالزمان صاحب پر کون سی گل پاشی کرو گے......؟

غیر مقلدین کے شیخ التفسیر عبدالسلام رستمی صاحب نے بھی شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ تعالی کے لئے" رحمۃ اللہ" جیسا دعائیہ کلمہ استعمال کیا ہے دیکھئے (تفسیر احسن الکلام ج:۱)

غیر مقلدو......! کیا خیال ہے رستمی صاحب کے بارے میں؟ کوئی تکفیری مواد ہے یا نہیں؟

نواب صدیق حسن خان صاحب لکھتے ہیں: "**قد شهد بولايته كثير من الكبار المشائخ، وقالوا انه عالم رباني منهم الشيخ عبدالقادر الجيلاني**" (التاج المکلل ص:۲۷۷)

ترجمہ ومفہوم: "تحقیق کثیر تعداد میں کبار مشائخ نے اُن کی ولایت کی گواہی دی ہے اور کہا ہے کہ بے شک وہ عالم ربانی تھے، گواہی دینے والوں میں شیخ عبدالقادر جیلانی بھی ہیں"

قصہ مختصر باقی غیر مقلد اُن کو اہلحدیث کہتے ہیں دیکھئے احتصاراً "**تاریخ اہلحدیث از سیالکوٹی** ص:۱۷۹، حنفیوں کے ۳۵۰ سوالات کے جوابات ص:۵۲۷، رسائل بہاولپوری ص:۴۹"

بلکہ مزے کی بات تو یہ ہے کہ خود اس متعصب طالب الرحمٰن غیر مقلد نے بھی حضرت جیلانی رحمہ اللہ کی تعریف بیان کی ہے اور اس کو سلفی العقیدہ کہا ہے، چنانچہ لکھتے ہیں:

"اس سلسلے کی نسبت عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف ہے جو کہ خود سلفی العقیدہ تھے"

(عقائد علماء دیوبند، تحقیق وتعلیق از طالب الرحمٰن شاہ ص:۳۲)

اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

اسے کہتے ہیں **من عادلی ولیا فقد آذنته بالحرب.**

اب طالب الرحمن کے اس اصول "جب آپ نے یہ جان لیا کہ ابن عربی کا یہ حال ہے تو پھر اس کی تعریف کرنے والا اسی کا متبع اور اس قول کا قائل ہی ہوسکتا ہے" (جو کسی کی تعریف کرے تو وہ اس کا متبع ہوتا ہے) کی بنیاد پر نہ صرف غیر مقلدین کے بزرگ واکابرین بلکہ خود طالب الرحمن بھی اپنے اصول کی لپیٹ میں آگیا اور غیر مقلدین کے اصول کے مطابق وہ ایسے شخص کا تابعدار ہوگیا جو بقول ارشاداللہ امان غیر مقلد" خالق ومخلوق، عبدومعبود کا وہ فرق باقی نہ رہے" تو اب غیر مقلدین اپنا فتوی خود تیار کریں کہ ایسے

شخص کی کیا حیثیت ہے......؟

مزید حضرت جیلانی رحمہ اللہ تعالیٰ کے تعارف کے لئے غیر مقلدین کی یہ کتابیں ملاحظہ فرمائیے ''ارباب طریقت ص:۶۲۱، ابقاء المنن ص:۶۵و۲۰۰، علمائے اہلحدیث کا ذوقِ تصوف ص:۲۸، سرِ دلبراں ص:۳۷، الارشاد الی سبیل الرشاد ص:۳۸۰، فتاوی اہلحدیث ج:۱،ص:۵۰، فتاوی ثنائیہ:۱/۳۶۴ وغیر ھم''

مجدد الف ثانی رحمہ اللہ: غیر مقلدین کے محقق ارشاد اللہ امان صاحب کے مطابق مجدد الف ثانی رحمہ اللہ بھی وحدۃ الشہود کے قائل تھے چنانچہ لکھتے ہیں: ''برصغیر ہند و پاک میں مجدد الف ثانی سرہندی نے اسے (وحدۃ الشہود، ناقل) اوج کمال تک پہنچایا ہے'' (تلاش حق ص:۳۸۳، ناشر: دارالتوحید کراچی)

☆......اسی طرح کا اشارہ بلکہ تصریح غیر مقلدین کے شیخ التفسیر شیخ عبدالسلام رستمی صاحب نے بھی کی ہے ملاحظہ فرمائیے (نظریہ توحید وجودی اور داکٹر اسرار احمد ص:۴۰)

☆......عبدالعزیز نورستانی غیر مقلد لکھتے ہیں: ''خواہ وہ نظریہ وعقیدہ اور تعبیر ڈاکٹر اسرار احمد صاحب کا ہو یا مناظر احسن گیلانی صاحب کا یا شیخ احمد سرہندی اور شاہ ولی اللہ دہلوی کا ہو......الخ'' (ایضاً ص:۱۵)

خلاصہ: جب یہ معلوم ہوا کہ مجدد الف ثانی رحمہ اللہ بھی وحدۃ الشہود کے قائل تھے تو اب غیر مقلدین کے گھر سے مجدد الف ثانی رحمہ اللہ کو پیش کردہ خراجِ تحسین کے حوالہ جات ملاحظہ فرمائیں:

(۱) غیر مقلدین کے پیر سید ابوبکر غزنوی صاحب لکھتے ہیں: ''خدا کہتا ہے کہ میں حقیقی اور سچی عزت اس دنیا میں اپنے پیغمبروں کو عطا کرتا ہوں...... پھر جو اُن کے دامن سے وابستہ ہوئے اور جنہوں نے اُن سے وفا کی وہ سب معزز ٹھہرا دیئے گئے...... سچی عزت حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کو حاصل ہوئی......'' (خطبات ومقالات ص:۱۹۹)

قارئین محترم......! آپ نے دیکھا کہ حضرت موصوف رحمہ اللہ کے متعلق نہ صرف (رحمہ اللہ) جیسا دعائیہ کلمہ استعمال کیا بلکہ اس لقب ''مجدد الف ثانی'' سے بھی ملقب کیا اور نام سے پہلے لفظ ''حضرت'' جیسا ادبی کلمہ بھی لکھا اور پھر اُن کو اتنی عزت دی کہ لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے پیغمبروں کو جو عزت دی تو اسی طرح کی سچی عزت اللہ تعالیٰ نے مجدد الف ثانیؒ کو بھی دی تھی۔

(۲) غیر مقلدین کے شیخ الکل فی الکل نذیر حسین دہلوی صاحب مجدد الف ثانی رحمہ اللہ تعالیٰ کو یوں خراج

تحسین پیش کرتے ہیں: ''اور متاخرین مثل...... حضرت مجدد الف ثانی......اسی دفع شرک اور بدعت میں اور اثبات توحید ذاتی اور صفاتی میں اور اعلائے کلمۃ اللہ اور احیائے سنت رسول ﷺ میں طرح طرح سے مضامین رنگارنگ بیان فرمائے ہیں، جو کچھ شک وشبہ ہو اُن سابقین لوگوں کی کتابیں ملاحظہ کرے''

(فتاویٰ نذیریہ ج:۱،ص:۱۰۴و۱۰۵، فتاویٰ علمائے حدیث ج:۹،ص:۲۵۴)

تبصرہ کی کوئی ضرورت نہیں، خود ہی فیصلہ کریں کہ اپنے فتویٰ کی زد میں آپ حضرات خو بھی آرہے ہیں یا نہیں......؟

منصور حلاج رحمہ اللہ: حسین بن منصور حلاج رحمہ اللہ تعالی (المتوفی:۳۰۹ھ) کو غیر مقلدین نے وحدۃ الوجودی لکھا ہے چنانچہ زبیر صادق آبادی غیر مقلد لکھتے ہیں: ''وحدۃ الوجود کے ایک پیروکار حسین بن منصور الحلاج......الخ'' (آئینہ دیوبندیت ص:۲۱)

☆......امین اللہ پشاوری صاحب نے اُن کو زندیق کہا ہے دیکھئے (حکمۃ القرآن ج:۱،ص:۴۶۰)

☆......مولانا عبدالرحمٰن کیلانی صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''پیرانِ پیر شیخ عبدالقادر جیلانیؒ (المتوفی:۵۶۱ھ) کا مندرجہ ذیل اقتباس ملاحظہ فرمائیں:

''حضرت شیخ نے فرمایا کہ حسین بن منصور حلاج کے زمانہ میں کوئی ان کی دستگیری کرنے والا اور جس لغزش میں وہ مبتلا ہوئے کوئی بچانے والا نہیں تھا اگر میں ان کے زمانے میں ہوتا تو اُن کی دستگیری کرتا اور نوبت یہاں تک نہ پہنچتی'' (اخبار الاخیار)

''شیخ عبدالقادر حلاج کی کس قسم کی دستگیری فرمانا چاہتے تھے یہ تو خدا ہی بہتر جانتا ہے وہ اسے اس عقیدہ سے باز رکھنا چاہتے تھے یا اس عقیدہ کو سینہ میں چھپانے کی تلقین کرنا چاہتے تھے، علمائے وقت کے فتوی سے اختلاف کر کے انہیں بچالینا چاہتے تھے بہر حال یہ بات واضح ہے کہ آپ کو حلاج سے ہمدردی ضرور تھی'' (شریعت وطریقت ص:۲۷، مکتبۃ السلام لاہور)

اس حوالہ سے معلوم ہوا کہ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ تعالی کی تائید حسین بن منصور حلاج کے ساتھ ضرور تھی تو اب جیلانی رحمہ اللہ تعالی پر آپ کوئی فتویٰ لگائیں گے یا نہیں......؟

اور جو کوئی جیلانی کی تعریف کرے اُس پر کوئی فتویٰ لگے گا یا نہیں......؟؟

☆......ملک حسن علی جامعی صاحب اپنی کتاب میں ''مشاہیر اسلام، ائمہ حدیث اور اکابر فقہاء کا

تذکرہ مکتوبات میں" کے عنوان کے تحت لکھتے ہیں: "مکتوبات میں اصحابِ نبی الصلوٰۃ والسلام اور بڑے بڑے نامور علماء وصلحاء کے اسماء کا مکرر سہ کرر ذکر آتا ہے" اور پھر اس کے نیچے نمبر شمار ۲۳ میں ایسا نام درج کیا ہے "حسین بن منصور حلاج" (دیکھئے: تعلیماتِ مجددیہ ص: ۴۸۸، ناشر: ادارہ اشاعت التوحید والسنۃ جامع مسجد الحدیث شرقپور پاکستان، اہلحدیث تصوف کے گمشدہ اوراق ص: ۱۱۵٦)

تنبیہ: اس کتاب کی تصویب وتبویب مشہور غیر مقلد عالم حافظ مسعود عالم صاحب (فاضل اسلامک یونیورسٹی مدینہ منورہ) نے کی ہے اور کتاب پر پیش لفظ مشہور غیر مقلد عالم شیخ الحدیث مولانا اسماعیل سلفی صاحب نے لکھا ہے اور ناظم اشاعت غیر مقلد عالم محمد یحیٰ شرقپوری صاحب ہے۔

☆...... مشہور غیر مقلد خالد گھرجاکھی صاحب نے شجرہ سلسلہ بنایا ہے کہ فلاں نے فلاں سے فیض حاصل کیا ہے، اس میں ایک نام یوں ادب کے ساتھ لیا ہے: "منصور حلاجؒ" اور پھر لکھتے ہیں: "ان تمام سلاسل کا شجرہ بیان کرنے کا مقصد یہ ہے کہ نوربخشی فرقہ کے اکابرین سلف وہ لوگ ہیں جو تمام اہلسنت کے نزدیک مسلّم بزرگ اور محدثین کرام ہیں مثلاً...... منصور حلاجؒ...... یہ تمام کے تمام اہلسنت کے اکابرین میں سے ہیں" (طبقات نوریہ دراحوال مشائخ نوربخشیہ ص: ۱۰۷، مترجم محمد سلیمان کیلانی (غیر مقلد) ناشر: مکتبہ قدوسیہ لاہور)

☆...... نواب صدیق حسن خان صاحب غیر مقلد نے منصور بن حلاج رحمہ اللہ تعالیٰ کو عالم ربانی اور اللہ کا ولی کہا ہے۔ (دیکھئے: التاج المکلل ص: ۲۷۷)

مشہور غیر مقلد عالم مولانا امیر علیؒ لکھتے ہیں: "اور جو شخص ان مقامات میں سے نعتِ ربوبیت کے ساتھ نکل بھاگا اور مدعی ہوا تو وہ مارا پیٹا جاوے، سولی دیا جاوے، قتل کیا جاوے، جلا دیا جاوے جیسا کہ حسین بن منصور کے ساتھ کیا گیا اور اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرماوے" (تفسیر مواہب الرحمٰن ص: ۷۰، قبل از سورۃ الاعراف)

اب لگا دیجئے فتویٰ! خود ہی اپنے فتویٰ کے جال میں پھنس گئے۔

<u>ابن الفارض رحمہ اللہ:</u> زبیر علی زئی غیر مقلد لکھتے ہیں: "وحدۃ الوجود کا عقیدہ رکھنے والوں میں سے ایک شخص ابن الفارض ہیں" (مقالات ج: ۲، ص: ۴٦۱)

اُن کے متعلق نواب صدیق حسن خان لکھتے ہیں: "**كان رجلا صالحا كثير الخبر على قدم التجرد**" (التاج المکلل ص: ۲۲۲) اور یوں بھی کہتے ہیں: "**وله كرامات**" (ایضاً)

اور پھر ایک عجیب کرامت ذکر کی ہے کہ "دس دن تک وہ کھانا پینا چھوڑ دیتے بلکہ حرکت بھی نہیں کرتے تھے اور یہ عجائبات سے بھری ہوئی کرامت ہے" پھر لکھتے ہیں: "ابن الفارض کثیر خوبیوں کے مالک، صاحب کرامات بزرگ ہیں" اور یہ دعوی بھی کیا ہے کہ "اُن پر اللہ تعالیٰ کا دروازہ کھل جاتا تھا، اور ایک ایسا منفرد قصیدہ وجود میں آتا جو بے نظیر و بے مثال ہوتا" (التاج المکلل ص:۲۲۳)

اگر غیر مقلدین کی طرح ہم بھی اس پر تبصرہ شروع کردیں تو بحث کافی طویل ہوجائے گی، اختصار کے پیش نظر ہم نے یہ مذکورہ کرامت مختصر انداز میں پیش کی ہے، تو اب نواب صاحب کے لئے بھی کوئی فتویٰ ہونا چاہئے یا نہیں......؟

علامہ جلال الدین رومی رحمہ اللہ: غیر مقلدین علامہ رومی رحمہ اللہ تعالیٰ کو بھی وحدۃ الوجود کا قائل سمجھتے ہیں جیسا کہ امین اللہ پشاوری غیر مقلد لکھتے ہیں: "رومی جو وحدۃ الوجود والا ہے"

(تفسیر حکمۃ القرآن ج:۵، ص:۱۰۹، تحت سورۃ انعام آیت:۷۷)

اور ارشاد اللہ امان غیر مقلد لکھتے ہیں: "وحدت الوجود کے نظریئے نے اس قدر زور پکڑا کہ ساری دنیا میں اس کے حامی اور علمبردار پیدا ہو گئے کہیں مولانا جلال الدین رومی نے اس کا نعرہ لگایا......"

(تلاشِ حق ص:۳۸۲، صحیفہ اہلحدیث کراچی، ج:۹۸، ص:۱۳، شمارہ:۴، دسمبر ۲۰۱۵ء)

اس وحدۃ الوجودی شخص کی تعریفاتِ حسنہ اور خراجِ تحسین غیر مقلدین کے گھر میں بھی ملاحظہ فرمایئے

(فتاویٰ اہلحدیث ج:۱، ص:۱۵۵، مجموعہ رسائل گکھڑوی ص:۳۰، اسلام میں تصور مزاح ص:۱۳۵)

ڈاکٹر اسرار احمد مرحوم: امین اللہ پشاوری، نورستانی اور شیخ عبدالسلام رستمی صاحب نے ڈاکٹر اسرار احمد کے وحدۃ الوجودی ہونے کی شہادت دی ہے کہ یہ وحدۃ الوجود کے قائل ہیں ملاحظہ فرمایئے کتاب "نظریہ وحدۃ الوجودی اور ڈاکٹر اسرار احمد مؤلفہ ڈاکٹر شفیق الرحمٰن"

مگر اس کے برعکس غیر مقلدین کے مؤرخ مولانا اسحاق بھٹی صاحب لکھتے ہیں: "انہیں ہم اہلسنت قرار دیتے ہیں" (بزم ارجمنداں ص:۵۸۵)

اب غیر مقلدین میں سے کوئی اسحاق بھٹی صاحب کی مہمان نوازی کرے گا......؟ یا چونکہ وہ فرقہ اہلحدیث کے مؤرخ ہیں اس لئے اُن کو سب کچھ معاف......؟

فیہ کفایة لمن لهٗ هدایة

﴿بعض شطحی الفاظ ''انا الحق'' وغیرہ کی وضاحت﴾

بعض علماء کرام پر ایسی حالت طاری ہوتی ہے جس میں وہ قابل عفو ہوتا ہے کیونکہ اُس مخصوص وقت میں عارضی طور پر انسان اپنی اصل حالت میں نہیں ہوتا تو اگر اُس مخصوص وقت اور کیفیت میں اس صحیح العقیدہ شخص سے کوئی خلافِ شرع بات صادر ہو جائے اور وہ صحیح حالت وکیفیت میں آ کر اُس خلافِ شرع بات پر شرمندہ ہو تو ایسے قائل پر فتویٰ نہیں لگے گا اگرچہ یہ عمل اور قول قابل تقلید نہ ہوگا۔

شطحیات کی تعریف: علماءِ کرام نے شطح کی تعریف بھی اپنی کتابوں میں ذکر کی ہے جن میں سے چند درج ذیل ہیں:

۱۔ علامہ مرتضیٰ زبیدی رحمہ اللہ تعالیٰ (المتوفی: ۱۲۰۵ھ) ''صاحب تاج العروس'' شطح کی تعریف یوں بیان کرتے ہیں: ''**وَهِيَ فِي اصْطِلَاحِهِمْ عِبَارَةٌ عَنْ كَلِمَاتٍ تَصْدُرُ مِنْهُم فِي حَالَةِ الْغَيْبُوبَةِ وَغَلَبَةِ شُهُودِ الْحَقِّ تَعَالَى عَلَيْهِمْ، بِحَيْثُ لَا يَشْعُرُوْنَ حِيْنَئِذٍ بِغَيْرِ الْحَقِّ، وَلَيْسَ فِي الْجُبَّةِ إِلَّا اللّٰه، وَنَحْوَ ذَالِكَ**'' (تاج العروس ج:۶ ص:۵۰۷)

ترجمہ ومفہوم: ''بعض صوفیاء کرام کی اصطلاح میں شطح کے معنی یہ ہیں کہ حالت غیبوبت اور اللہ تعالیٰ کے شہود ہونے کے غلبہ میں ایسے کلمات صادر ہوتے ہیں کہ اُن کو بالکل پتہ نہیں چلتا حالانکہ اُس وقت یہ (کلمات) خلافِ شرع ہوتے ہیں جیسا کہ ان میں بعض کا یوں کہنا ہے ''انا الحق'' یا ''**وَلَيْسَ فِي الْجُبَّةِ إِلَّا اللّٰه**'' اور یا اسی طرح کے اور کلمات بھی شطحیات ہیں''

۲۔ ترجمانِ علماءِ دیوبند، ماہر فی کل الفنون حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ شطحیات کی تعریف یوں بیان کرتے ہیں:

''بعضے بزرگوں سے نظماً یا نثراً بعض ایسے کلمات منقول ہیں جن کا ظاہری عنوان موہم گستاخی ہے اگر یہ غلبہ حال میں ہو تو اسے ''شطح'' کہتے ہیں'' (شریعت وطریقت ص:۳۶۱، ادارہ اسلامیات لاہور)

۳۔ حافظ ابن تیمیہ رحمہ اللہ تعالیٰ (المتوفی: ۷۲۸ھ) سکر (شطح) کی تعریف یوں کرتے ہیں:

''**السُّكْرُ هُوَ لَذَّةٌ مَعَ عَدَمِ تَمْيِيزٍ**'' (مجموع الفتاویٰ جزء:۱۰، ص:۲۰۹، ناشر: المملکة العربیة السعودیة)

ترجمہ: ''سکر ایک لذت ہے جو تمیز کے معدوم ہونے سے حاصل ہوتا ہے''

اور پھر حالت سکر اور شطح میں یوں مثالیں بیان کرتے ہیں اور قابل عفو سمجھتے ہیں: ''**وفی هذا الفناء قد یقول: اناالحق أو سبحانی أو ما فی الجبة الا الله......وفی مثل هذا المقام یقع السکر الذی یسقط التمییز...... ویصدر منه قول او عمل من جنس أمور السکاری وهی شطحات بعض المشائخ: کقول بعضهم: أنصب خیمتی علی جهنم ونحو ذالک من الأقوال والاعمال المخالفة للشرع؛ وقد یکون صاحبها غیر مأثوم**''

(مجموع الفتاوی جزء:۱۰،ص:۳۳۸و۳۳۹،ناشر:المکتبة السعودیة العربیة)

ترجمہ: ''اور فناء کی اقسام میں (علامہ صاحبؒ نے یہاں فناء کی اقسام بیان کی ہیں جس کے دوران یہ بحث چھیڑی......از ناقل) (صوفی) کبھی کہتا ہے ''**اناالحق**'' یا ''**سبحانی ماأعظم شانی**'' یا ''**ما فی الجبة الا الله**''......اس مقامِ فناء میں اسی طرح سکر کی وہ کیفیت واقع ہوتی ہے جس سے تمیز (قوتِ انسانی کی) ختم ہوتی ہے......اور اس سے حالت سکر میں کوئی ایسا قول یا عمل صادر ہوتا ہے جس کو بعض مشائخ کی شطحیات کہا جاتا ہے مثلاً ان بعض مشائخ نے ایسا قول کیا ہے ''**أنصب خیمتی علی جهنم**'' اور اسی طرح کے اور اقوال اور اعمال ان سے صادر ہوتے ہیں جو خلافِ شریعت ہوتے ہیں، تحقیق کے ساتھ ایسی شطحیات کا مرتکب شخص گناہگار نہیں ہوگا''

☆......امام غزالی رحمہ اللہ تعالیٰ (المتوفی:۵۰۵ھ) ''**اناالحق**'' کو حالت سکر اور شطحیات میں سمجھتے ہیں، چنانچہ لکھتے ہیں: ''**فسکروا سکرًا دفع دون سلطان عقولهم، فقال أحدهم "اناالحق" وقال الآخر "سبحانی ماأعظم شانی" وقال آخر "ما فی الجبة الا الله" و کلام العشاق فی حال السکر یطوی ولایحکی**''

(مشکاة الانوار ج:۱،ص:۵۷،ناشر:الدار القومیة للطباعة والنشر ،القاهرة)

ترجمہ ومفہوم: ''پس وہ حالت سکر (نشۂ عشق) میں یوں مبتلا ہوجاتے ہیں کہ جس کی وجہ سے عقل بھی ان کا ساتھ چھوڑ دیتی ہے تو پھر اُن میں ایک شخص یوں کہتا ہے ''**اناالحق**'' تو دوسرا یوں کہتا ہے ''**سبحانی ماأعظم شانی**'' دوسرا یوں کہتا ہے ''**ما فی الجبة الا الله**'' اور اللہ پاک کے عاشقوں کی حالت سکر میں کی گئی باتوں (شطحیات) پر پردہ ڈالا جاتا ہے اور وہ لوگوں کے سامنے بیان نہیں کی جاتیں''

فائدہ: ایسا ترجمہ ومفہوم غیر مقلدین نے بھی امام غزالی رحمہ اللہ تعالیٰ سے ذکر کیا ہے ملاحظہ فرمائیے

''تصوف کو پہچانئے ص: ۵۷و۵۸''

☆...... علامہ ابن حجر مکی رحمہ اللہ تعالیٰ (المتوفی: ۹۷۴ھ) صوفیاء کرام کی ''شطحیات'' کے متعلق اظہار خیال کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ''لکن بعبارات لایقصد بها مایوهمه ظاهرها فی اتحاد او حلول او انحلال، فتأمل ذالک وعول علیه تسلم و کل سکر نشاء عن سبب جائز فصاحبه غیر مکلّف'' (فتاویٰ حدیثیہ ص: ۴۱۲)

ترجمہ: ''لیکن ان الفاظ سے جو ظاہری معنی کا وہم ہوتا ہے یعنی اتحاد، حلول یا انحلال تو یہ مراد نہیں ہے پس تم اس پر غور کرو اور اس پر قائم رہو تاکہ سلامت رہو اور ہر وہ حالتِ سکر جو جائز سبب سے پیدا ہو اس میں صاحب حال قابل مؤاخذہ نہیں ٹھہرایا جاتا''

اور پھر کلماتِ شطحیات کے متعلق لکھتے ہیں: ''ان تلک الکلمات حکایة عن حضرة الحق ونطق عما یلیق...... وماحکی عن ابی یزید من قوله سبحانی حاشاء اللّٰه ان یعتقد فی ابی یزید ان یقول مثل ذالک الأعلی معنی الحکایة عن اللّٰه تعالی قال: وذالک مما ینبغی ان یعتقد فی الحلاج رحمہ اللہ فی قوله "انالحق"'' (ایضاً)

ترجمہ: ''یہ کلمات (سبحانی ماأعظم شانی، انالحق وغیرہ) جو صاحبِ احوال اشخاص کی زبان سے نکلے ہوں تو یہ اللہ تعالیٰ کے کلام کی حکایت ہے اور یہ ذاتِ باری تعالیٰ کے اپنی شان کے لائق کلام کرتے ہیں...... اور جو بایزید بسطامی رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب حکایت ہے کہ انہوں نے کہا ہے کہ ''سبحانی ماأعظم شانی'' تو یہ کس طرح ہوسکتا ہے کہ بایزید بسطامی رحمہ اللہ تعالیٰ نے یہ اپنی طرف سے کہا ہو بلکہ یہ حکایت کے طور پر اللہ تعالیٰ کا کلام نقل کرتے ہیں اور مناسب یہ ہے کہ ابن منصور حلاج رحمہ اللہ تعالیٰ کے قول ''انا الحق'' کے بارے میں بھی یہی اعتقاد رکھا جائے''

قارئین محترم! آپ نے دیکھا کہ علماءِ کرام بہ جائے تکفیر کے متقدمین علماء ومشائخ کے کلام کی تاویل اس انداز میں کرتے ہیں کہ اہل اللہ کی زبان سے یہ جو کلام صادر ہوا ہے تو یہ اُن کا اپنا کلام نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کا کلام نقل کرتے ہیں اور حکایت کرتے ہیں تو متقدمین اسلاف وعلماء کرام اور مشائخ عظام نے یہ تعریف کی ہے تو ہماری کیا اوقات کہ ہم اُس کی تاویل نہ کرسکیں......؟

مقلد [illegible] ت پر تعجب کا اظہار نہ کریں کہ یہ کلام کیوں کر اللہ تعالیٰ کی حکایت ہوسکتی ہے؟

غیر مقلدین کی معتمد و مستند، تارک التقلید اور اہلحدیث سمجھی جانے والی شخصیت مولانا شاہ اسماعیل شہید رحمہ اللہ تعالیٰ اس تعجب کو ختم کرنے سے متعلق لکھتے ہیں:

''خبردار! ہرگز اس معاملے پر تعجب نہ کرنا اور انکار سے پیش نہ آنا کیونکہ جب وادی اقدس کی آگ سے ندائے ''انی انا اللّٰہ رب العلمین'' صادر ہوئی تھی پھر اشرف المخلوقات سے جو حضرت ذات سبحانہٗ کا نمونہ ہے اگر ''انا الحق'' کی آواز صادر ہو تو کوئی تعجب کی بات نہیں ہے اور جب کہ یہ بھی روایت سے ثابت ہے''' (یعنی اللہ پاک فرماتے ہیں کہ میں بندے کی زبان بن جاتا ہوں جس سے وہ بات کرتا ہے۔ بخاری شریف......از ناقل)'' (صراط مستقیم ص:۱۴)

اور پھر حسین بن منصور حلاج کے شطحی کلمہ ''انا الحق'' سے متعلق فرماتے ہیں: ''ان ما صدر انما کان فی حال سکرۃ وغیبۃ'' (فتاویٰ حدیثیہ ص:۴۱۴)

یعنی اُن سے جو بھی کلام خلافِ شریعت صادر ہوا ہے تو وہ حالتِ سکر اور مستی میں ہے۔

☆......حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ تعالیٰ (جن کو غیر مقلدین مستند و معتمد اور مجدد مانتے ہیں دیکھئے ''تاریخ اہلحدیث ص:۴۴۴، تعلیمات مجددیہ) ''انا الحق'' کی وضاحت یوں کرتے ہیں: ''منصور نے جو ''انا الحق'' کہا اس کی مراد یہ نہیں کہ میں حق ہوں اور حق کے ساتھ متحد ہوں کہ یہ کفر ہے اور اس کے قتل کا موجب ہے بلکہ اس کے قول کے یہ معنی ہیں کہ میں نہیں ہوں اور حق تعالیٰ موجود ہے''

(مکتوبات مترجم ج:۱، ص:۱۵۴، ادارہ اسلامیات لاہور)

دوسری جگہ فرماتے ہیں: ''جاننا چاہئے کہ صوفیہ عالیہ میں سے جو وحدۃ الوجود کے قائل ہیں اور اشیاء کو عین حق جانتے ہیں اور ہمہ اوست کا حکم کرتے ہیں، اُن کی یہ مراد نہیں کہ اشیاء حق تعالیٰ کے ساتھ متحد ہیں اور تنزیہ تنزل کر کے تشبیہ بن گئی ہے اور واجب ممکن ہو گیا ہے اور بیچون چون میں آ گیا ہے کہ یہ سب کفر والحاد اور گمراہی و زندقہ ہے، وہاں نہ اتحاد ہے نہ غیبت نہ تنزل نہ تشبیہ......''

(مکتوبات مترجم ج:۱، ص:۱۵۴، ادارہ اسلامیات لاہور)

مزید فرماتے ہیں: ''پس اقوال بعضی از مشائخ کہ بہ ظاہر بہ شریعت حقہ، مخالف می نمایند و بہ توحید وجودی بعضی مردم آنہارا فرود می آرند، مثل قول ابن منصور الحلاج ''انا الحق'' و بایزید البسطامی ''سبحانی'' وامثال اینہا، اولیٰ وانسب آں است کہ بہ توحید شہودی فرود باید آورد و مخالفت را دور باید

ساخت، ہرگاہ ماسوای حق سبحانہ از نظر شان مختفی شد، در غلبہ آں حال بہ ایں الفاظ تکلم فرمودند وغیر از حق سبحانہ اثبات نمودند، معنای ''انا الحق'' آں است کہ حق است، نہ من، چوں خود را نمی بیند اثبات نمی کند، نہ آنکہ خود را می بیند و آں را حق می گوید، ایں خود کفر است......و در سبحانی نیز تنزیہ حق است، نہ تنزیہ خود، کہ او بتمامہ از نظر او مرتفع شدہ است حکمی بہ او تعلق نمی گیرد'' (مکتوبات شریف مکتوب نمبر:۴۳، جلد اول)

ترجمہ ومفہوم: ''پس بعض مشائخ کے اقوال جو بہ ظاہر خلاف شریعت دکھائی دیتے ہیں تو بعض اُن کو توحیدِ وجودی پر محمول کرتے ہیں مثلاً ابن منصور حلاج کا یہ قول ''انا الحق'' اور بایزید بسطامی کا ''سبحانی ما أعظم شانی'' کہنا اور اسی طرح دوسرے مشائخ کے اقوال، اولیٰ اور زیادہ مناسب یہ ہے کہ ان کو توحیدِ شہودی پر محمول کیا جائے اور عقل وشرع کے ساتھ مخالفت دور کی جائے (کہ یہ عقل یا نقل کے خلاف ہیں......از ناقل) چونکہ حسبِ غلبہ حال میں جب اس کی نظر سے اللہ تعالیٰ کے سوا ہر چیز چھپی ہوئی ہے تو ایسی حالت میں ان سے ایسے الفاظ صادر ہوتے ہیں، ''انا الحق'' کے معنی یہ ہیں کہ حق ہے اور میں نہیں ہوں (کیونکہ) وہ اپنے آپ کو بھی نہیں دیکھتے تو اپنے آپ کو بھی نہیں ثابت کرتے، یہ مطلب نہیں کہ یہ بزرگ اپنے آپ کو دیکھتا ہے اور خود کو حق کہتا ہے کہ ایسا کہنا کفر ہے، اور ''سبحانی ما أعظم شانی'' میں بھی حق تعالیٰ شانہ کا تنزیہ ہے نہ کہ اپنا تنزیہ، وہ اپنی نظر میں بالکل دور ہٹے ہوئے ہیں اور کوئی حکم ان سے تعلق نہیں رکھتا''

فائدہ: اسی طرح کا مفہوم مجدد الف ثانی کے حوالہ سے غیر مقلدین کی کتاب میں بھی درج ہے، ملاحظہ فرمایئے ''تعلیماتِ مجددیہ ص:۴۲۰''

تنبیہ: اس کتاب کی تصویب وتبویب مشہور غیر مقلد عالم حافظ مسعود عالم صاحب (فاضل اسلامک یونیورسٹی مدینہ منورہ) نے کی ہے اور کتاب پر پیش لفظ مشہور غیر مقلد عالم شیخ الحدیث مولانا اسماعیل سلفی صاحب نے لکھا ہے اور ناظم اشاعت غیر مقلد عالم محمد یحییٰ شرقپوری صاحب ہے۔

☆......علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ (جن کو غیر مقلدین تارک التقلید یعنی غیر مقلد سمجھتے ہیں دیکھئے ''زبیر علی زئی غیر مقلد کے مقالات ج:۵، ص:۲۹۰، نور العینین ص:۵۵۲، مجموعہ رسائل ص:۵۱، از سیف بنارسی'') لکھتے ہیں: ''قلت ما نقل ونسب الی المشائخ رضی اللہ تعالیٰ عنہم مما یخالف

العلم الظاهر فله محامل: الاول: لانسلم نسبته الیهم حتی یصح عنهم. والثانی: بعد الصحة یلتمس له تاویل یوافق فلن لم یوجد له تاویل. قیل لعل له تاویلا عند اهل العلم الباطن العارفین باللّٰہ تعالیٰ. والثالث: صدور ذالک عنهم فی حال السکر والغیبة واسکران سکرا مباحا غیر مواخذ لانه غیر مکلف فی ذالک الحال فسوء الظن بهم بعد هذه المخارج من عدم التوفیق "(تنبیہ الغبی بتبرءۃ ابن عربی ص:۵)

ترجمہ ومفہوم: "میں (جلال الدین سیوطیؒ) کہتا ہوں کہ مشائخ کی طرف جو کچھ منسوب اور منقول ہے جو کہ علم ظاہر کے خلاف ہے تو ان کی چند وجوہات ہیں، اول یہ کہ میں اس کلام کی نسبت اُن کی طرف صحیح نہیں سمجھتا جب تک اس کی صحت معلوم نہ ہو، دوم یہ کہ جب ان شطحیات کی صحت کا ثبوت مل جائے تو پھر اس کی یوں تاویل کی جائے گی کہ وہ علم ظاہر کے موافق ہو جائے اور اگر اس کی تاویل نہ مل سکے تو یوں کہا جائے گا کہ ہوسکتا ہے کہ اس کی تاویل باطنی علم اور اللہ تعالیٰ کی معرفت رکھنے والوں کے پاس موجود ہو، اور سوم یہ کہ ممکن ہے کہ یہ شطحیات ان سے بحالتِ سکر وغیبت صادر ہوئی ہوں اور امر مباح کی وجہ سے حالتِ سکر میں مبتلا ہونے والے کا مؤاخذہ نہیں ہوتا کیونکہ اس حالت میں صاحبِ سکر غیر مکلف ہے تو جب یہ محامل اور وجوہات موجود ہیں تو اس کے باوجود ان اہل اللہ کے ساتھ بدگمانی رکھنا بس توفیق نہ ملنے کی وجہ سے ہوتا ہے"

محترم قارئین کرام! آپ نے شطحیات کی تعریف اور شرعی حیثیت معلوم کرنے کے ساتھ ساتھ صوفیاء کرام کے ان شطحی کلمات "انا الحق" وغیرہ بھی امثلہ میں ملاحظہ فرمائیں، مختصراً چند مزید حوالہ جات بھی ملاحظہ فرمائیں:

☆......قاضی عبدالنبی بن عبدالرسول الاحمد نگری رحمہ اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں: "لایعلم مایقول وما قال المنصور أناالحق وأبویزید البسطامی رحمهما الله تعالیٰ سبحانی ماأعظم شانی الا فی هذه الحالة التی هی السکر "(دستور العلماء، جامع العلوم فی اصطلاحات الفنون)

☆......شیخ التفسیر مولانا ادریس کاندھلوی رحمہ اللہ تعالیٰ اپنی کتاب میں نقل کرتے ہیں: "امام ربانی شیخ مجدد الف ثانی قدس سرہ فرماتے ہیں: حضرت خواجہ قدس سرہ می فرمودہ اند کہ معنی عبارت "انا الحق" نہ آنست کہ من حکم بلکہ آنست کہ من نیستم وموجود حق است سبحانہ [illegible] را بذات وصفات وافعال او تعالیٰ راہ

نیست فسبحان من لایتغیر بذاته ولابصفاته ولافی الافعال بحدوث الاکوان (مکتوب ص:۲۶۶،۳۱۴ دفتر اول) حضرت خواجہ قدس سرہ فرماتے ہیں کہ ''انا الحق'' کے یہ معنی ہرگز نہیں کہ میں حق اور خدا ہوں بلکہ یہ مطلب ہے کہ میں نہیں ہوں، صرف حق تعالیٰ موجود ہے کہ جس کی بارگاہ میں تغیر ذات اور تبدل صفات وافعال کا کوئی گزر نہیں'' (علم الکلام ص:۱۷۹)

☆...... مجدد الف ثانی رحمہ اللہ (المتوفی:۱۰۳۴ھ) شیخ شہاب الدین سہروردی رحمہ اللہ کے حوالہ سے نقل کرتے ہیں کہ: ''صاحب عوارف المعارف می فرماید کہ قول ''انا الحق'' از منصور وقول ''سبحانی ماأعظم شانی'' از بایزید بسطامی بر طریق حکایت بودہ است'' (مکتوبات دفتر سوم، مکتوب:۸۹)

ترجمہ: ''شیخ ابن منصورؒ کا یہ قول ''انا الحق'' اور حضرت بایزید بسطامیؒ کا قول ''سبحانی ماأعظم شانی'' درحقیقت اللہ تعالیٰ کا کلام ہے جو کہ حکایت کے طور پر نقل کیا ہے (اپنا کلام نہیں ہے)''

☆...... حافظ ابن قیم رحمہ اللہ تعالیٰ (المتوفی:۷۵۱ھ) شطحیات سے متعلق اور بایزید بسطامیؒ کا قول شطحیات میں شمار کرنے کے ساتھ ساتھ اُن کو معذور بھی سمجھتے ہیں، چنانچہ لکھتے ہیں: ''وَهِيَ مَا يُخْرِجُهُ عَنْ أَدَبِ الْعُبُوْدِيَّةِ وَيُدْخِلُهُ فِي الشَّطْحِ كَشَطْحِ مَنْ قَالَ: سُبْحَانِيْ، وَنَحْوِ ذَالِكَ مِنَ الشَّطَحَاتِ الْمَعْرُوْفَةِ الْمُخْرِجَةِ عَنْ أَدَبِ الْعُبُوْدِيَّةِ الَّتِيْ نِهَايَةُ صَاحِبِهَا أَنْ يُعْذَرَ بِزَوَالِ عَقْلِهِ وَغَلَبَةِ سُكْرِ الْحَالِ عَلَيْهِ فَلَا بُدَّ مِنْ مُقَارَنَةِ التَّعْظِيْمِ وَالْإِجْلَالِ''

(مدارج السالکین ج:۲،ص:۸۷، ناشر: دار الکتاب العربیہ بیروت)

ترجمہ: ''اور یہ جرأت انسان کو عبودیت کے ادب سے نکال دیتی ہے اور شطح میں داخل کر دیتی ہے جیسا کہ (بایزید بسطامی رحمہ اللہ) کی یہ شطح ''سبحانی ماأعظم شانی'' اور اسی طرح اور معروف شطحیات جس کی وجہ سے انسان عبودیت کے ادب سے نکل جاتا ہے (اور) اس کی انتہاء یہ ہے کہ صاحب شطح عقل زائل ہونے کے سبب معذور ہوتا ہے اور (اس وجہ سے بھی کہ) وہ حالتِ سکر سے مغلوب ہو جاتا ہے پس اس کی تعظیم اور بزرگی کا خیال رکھنا ضروری ہے''

غیر مقلدین کو یہ قول بار بار پڑھنا چاہئے، یہ ان کے لئے ایک خاموش نصیحت آمیز کلام ہے۔

☆...... علامہ آلوسی رحمہ اللہ (المتوفی:۱۲۷۰ھ) فرماتے ہیں: ''قالوا: وصاحبه معذور والالم یکن فرق بین الحلاج مثلا وفرعون'' (تفسیر روح المعانی ج:۸،ص:۵۲۶، تحت سورة طٰہٰ آیت:۵۸)

ترجمہ: ''علماء فرماتے ہیں کہ صاحب شطح معذور ہوتا ہے اور اگر ان کو معذور نہ مانا جائے تو منصور حلاج اور فرعون میں کوئی فرق باقی نہیں رہتا''

دیکھئے! فرعون کے دعوی خدائی اور منصور حلاج رحمہ اللہ کے دعوی میں فرق ہے کہ ایک کا دعوی نفس امارہ کی بنیاد پر تھا اور دوسرے کا دعوی لطافت روحی کی بنیاد پر، تو اس وجہ سے یہ صاحب شطح معذور ہوگا اور اس پر کوئی فتوی نہیں لگے گا۔

☆......شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالی (المتوفی: ۱۰۵۲ھ) صوفیاء کرام کی حالت کے بارے میں لکھتے ہیں: ''مشائخ کی لغزشیں سکر و حال کے غلبہ کا نتیجہ ہوا کرتی ہیں، غلبہ حال میں جو اقوال و افعال ان سے رونما ہوتے ہیں وہ تقلید و اتباع کے لئے ضروری نہیں اور وہ لوگ ان معاملات میں مجبور و معذور ہیں یا دوسرے الفاظ میں ہم یوں کہہ سکتے ہیں کہ یہ بزرگ ان چیزوں میں بے اختیار تھے۔''

(مرج البحرین ص:۸۳)

محترم قارئین! غور فرمائیں کہ شیخ صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ لوگ مجبور و معذور اور بے اختیار ہیں، نہ ان کی تکفیر کی جائے گی اور نہ ہی ان کی اتباع کی جائے گی۔

☆......شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالی (المتوفی: ۱۱۷۶ھ) (جن کو غیر مقلدین تارک التقلید، اہلحدیث، مجدد اور مجتہد سمجھتے ہیں دیکھئے ''تحریک آزادی فکر ص:۱۰۶، تاریخ اہلحدیث ص:۲۶۴، تحریک اہلحدیث ص:۱۸۱، وغیرہ'') شطحی کلمات کے متعلق لکھتے ہیں: ''اگر ''انا الحق'' کہنے والا امکان کے پردوں میں پوشیدہ ہے تو وہ جھوٹا ہے اور دائرہ فرعونیت میں داخل ہو جاتا ہے اور اگر اس کی جہت امکان مغلوب ہوگئی ہے تو وہ معذور ہے۔'' (انفاس العارفین ص:۲۲۴)

دوسری جگہ فرماتے ہیں: ''جس نے ''سبحانی ما اعظم شانی '' یا ''انا الحق '' کہا غلبہ حال اور اپنی نظر سے جہت امکان کی نفی کرتے ہوئے کہا ورنہ اسماء الوہیت کا اطلاق سوائے تمام معلومات کے عالم کی کسی چیز پر روا نہیں'' (انفاس العارفین ص:۲۲۶)

تو دیکھئے! شاہ صاحب رحمہ اللہ یہاں قائل پر کفر کا فتوی لگانے کی بجائے تاویل کرتے ہیں اور جواب دیتے ہیں، اگر یہ مطلقاً کفریہ بات ہوتی یعنی ہر کسی کے لئے اور ہر حالت میں یہ بات کفر ہوتی تو پھر اس کی تاویل کرنے اور اس کا جواب دینے کی بجائے وہ غیر مقلدین کی طرح کفر کا فتوی لگا دیتے لیکن اللہ تعالی

نے شاہ صاحب رحمہ اللہ تعالی کو عقل کی دولت سے مالا مال کیا تھا، انہوں نے غیر مقلدین متشددین کی طرح کام نہیں کیا کیوں کہ یہ ناانصافی ہوتی ہے۔

☆...... ہماری اور غیر مقلدین کی متفقہ شخصیت شاہ اسماعیل شہید رحمہ اللہ تعالی (جن کے متعلق غیر مقلدین کے شیخ الاسلام ثناء اللہ امرتسری لکھتے ہیں ''موصوف عقیدۃً اور عملاً اہلحدیث تھے (فتاوی ثنائیہ ج:۱،ص:۹۹'') اس کلمہ کا جواب یوں تفصیلی طور سے لکھتے ہیں: ''اسی طرح جب اس طالب کے نفسِ کامل کو رحمانی کشش اور جذب کی موجیں ''احدیت'' کے دریاؤں کی گہری تہہ میں کھینچ لے جاتی ہیں تو ''انا الحق'' اور ''لیس فی جیبی سوی اللّٰہ'' کا آوازہ اس سے صادر ہونے لگتا ہے اور یہ حدیث قدسی: ''کنت سمعه الذی یسمع به وبصره الذی یبصر به ویده التی یبطش بها'' ایک روایت کی رو سے ''ولسانه الذی یتکلم به'' اس مثال کی حکایت سے ہے اور حدیث: ''اذ قال اللّٰہ علی لسان نبیه سمع اللّٰہ لمن حمده'' اور حدیث ''یقضی اللّٰہ علی لسان نبیه ماشاء'' اسی سے کفایت ہے اور یہ نہایت باریک بات اور نہایت نازک مسئلہ ہے چاہئے کہ تو اس میں خوب تامل وغور کرے اور اس کی تفصیل کو دوسرے مقام پر چھوڑے اور زنہار خبردار! اس معاملہ پر تعجب نہ کرنا اور انکار سے پیش نہ آنا کیونکہ جب وادی اقدس کی آگ سے ندائے ''انی انا اللّٰہ رب العالمین'' صادر ہوئی تھی پھر اشرف المخلوقات سے جو حضرت ذات سبحانہ کا نمونہ ہے اگر ''انا الحق'' کی آواز صادر ہو تو کوئی تعجب کی بات نہیں ہے'' (صراطِ مستقیم ص:۱۴۰)

تو دیکھئے! یہ ساری عبارت مقصد کی وضاحت ہے مگر اس آخری کلمات کو بار بار دیکھئے کہ کیا کہتے ہیں ''خبردار! اس معاملہ پر تعجب نہ کرنا اور انکار سے پیش نہ آنا کیونکہ جب وادی اقدس کی آگ سے ندائے ''انی انا اللّٰہ رب العالمین'' صادر ہوئی تھی پھر اشرف المخلوقات سے جو حضرت ذات سبحانہ کا نمونہ ہے اگر ''انا الحق'' کی آواز صادر ہو تو کوئی تعجب کی بات نہیں ہے''

☆...... مشہور غیر مقلد طالب الرحمن ایک حوالہ نقل کرتے ہیں: ''حتی کہ اس سے قولی اور فعلی اعتبار سے بعض شطحیات صادر ہو جاتی ہیں جو کہ مخالفت شرع اور غلطی پر مشتمل ہوتی ہیں جیسا کہ بعض صوفیوں کے اس حال میں صادر ہونے والے اقوال اس پر دلیل ہیں مثلاً ''سبحانی ما اعظم شانی''، ''انا اللّٰہ''، ''مافی الجبة الا اللّٰہ''، ''انصب خیمتی علی جهنم'' میں پاک ہوں میری شان بڑی عظیم ہے

میں اللہ ہوں میرے جبے میں اللہ کے سوا کچھ نہیں میں جہنم پر اپنا خیمہ لگاتا ہوں''

(عقائد علماء دیوبند، تعلیق وتحقیق از طالب الرحمٰن شاہ ص:۵۵)

☆...... غیر مقلدین کے محقق ومجتہد العصر نواب صدیق حسن خان صاحب (المتوفی:۱۳۰۷ھ) شطحیات کی یوں تعریف مع الحکم بیان کرتے ہیں: ''امر چہارم شطحیات اس کا تعلق غلبہ حال اور واردات سے ہے انصاف یہ ہے کہ صوفیہ کرام غلبہ حال وواردات کی وجہ سے محسوسات سے بیگانہ وار رہتے ہیں، اسی سبب سے بعض اوقات ان کی زبان سے ایسے کلمات صادر ہو جاتے ہیں جو خود اُن کے قصد وارادہ سے نہیں ہوتے، ظاہر ہے کہ جو شخص مغلوب الحال ہو وہ ہر طرح معذور ومجبور ہے'' (مآثر صدیقی ص:۴۹و۵۰)

دوسری جگہ ''انا الحق'' کی یوں وضاحت کرتے ہیں: ''ان قوله انا الحق: انما قال لما غلب عليه شوقه وسكر من كاس محبته حتى عاين قدرته في كل شئ'' (التاج المکلل ص:۳۹۶)

ترجمہ: ''منصور حلاج کا یہ قول ''انا الحق'' اُس وقت کا ہے جب اُس پر شوقِ الٰہی کا غلبہ تھا اور اُس (اللہ) کی محبت کا جام پی رکھا تھا اور نشۂ عشق میں مبتلا تھا یہاں تک کہ اُس نے ہر چیز میں اللہ تعالیٰ کی قدرت کا معائنہ کیا تھا تو یہ نعرہ لگایا کہ ''انا الحق''

دوسری کتاب میں لکھتے ہیں: ''ہمارے حضرت خواجہ قدس سرہ (باقی باللہ رحمہ اللہ) فرمایا کرتے تھے کہ ''انا الحق'' سے یہ مراد نہیں ہے کہ ''میں حق ہوں'' بلکہ مطلب یہ ہے کہ ''میں نہیں ہوں، حق سبحانہ تعالیٰ ہی موجود ہے'' (المعتقد المنتقد ،محتویہ مجموعہ رسائل ج:۳،ص:۴۱۲)

مزید موصوف کی دوسری کتاب ''خیرۃ الخیرۃ ص:۹'' بھی دیکھ لیجئے!

مفید نکتہ: اسی لئے علماءِ کرام نے فرعون اور منصور علیہ الرحمۃ کے متعلق لفظ ''انا'' کے درمیان بہت عجیب فرق بیان کیا ہے یعنی منطقی قاعدے کی رو سے فرق بیان کیا ہے، فرق یہ ہے کہ فرعون نے محمول کو موضوع میں فنا کیا تھا جیسا کہ فرعون کا یہ قول ''اَنَا رَبُّکُمُ الْاَعْلٰی'' اس میں ''اَنَا'' موضوع ہے اور ''رَبُّکُمُ الْاَعْلٰی'' محمول ہے، محمول کو فنا کر کے موضوع میں داخل کیا جائے تو معنی یہ آتے ہیں ''لَاشَیْءَ مِنَ الْاَرْبَابِ اِلَّا اَنَا'' یعنی میرے علاوہ کوئی رب نہیں اور منصور رحمہ اللہ نے موضوع کو محمول میں فنا کیا ہے تو پھر ''انا الحق'' کے معنی یہ آتے ہیں ''اَنَا لَاشَیْءَ اِلَّا الْحَقُّ'' یعنی میں کچھ نہیں جو کچھ بھی ہے اور جو کمال بھی

ہے وہ صرف اللہ تعالیٰ ہے اللّٰہ اکبر کبیرًا......

الفاظ و معانی میں تفاوت نہیں لیکن

ملا کی اذان اور ہے مجاہد کی اذان اور

☆......علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ (المتوفی:۷۲۸ھ) نے بھی بعض صوفیاءِ کرام کی شطحیات ذکر کی ہیں اور پھر اس پر اعتراض اور تردید کی بجائے اُن کو ''مشائخ''، ''قابل عفو'' اور ''معذور'' سمجھا ہے، چنانچہ لکھتے ہیں: ''هٰذَا فِيْمَا يُعْلَمُ مِنَ الْأَقْوَالِ وَالْأَفْعَالِ اَنَّهٗ مُخَالِفٌ لِلشَّرْعِ بِلَا رَيْبٍ كَالشَّطْحَاتِ الْمَأْثُوْرَةِ عَنْ بَعْضِ الْمَشَائِخِ كَقَوْلِ ابْنِ هُوْدٍ: اِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ نَصَبْتُ خَيْمَتِيْ عَلٰى جَهَنَّمَ وَكَوْنُ الشِّبْلِيِّ كَانَ يَحْلِقُ لِحْيَتَهٗ وَيُمَزِّقُ ثِيَابَهٗ حَتّٰى اُدْخِلُوْهُ الْمَارَسْتَانَ مَرَّتَيْنِ''
(مجموع الفتاویٰ جزء:۱۰، ص:۳۸۲)

ترجمہ: ''یہ حکم (کہ اُن کو اپنے حال پر چھوڑ دیا جائے گا، ملامت نہیں کیا جائے گا بلکہ معذور سمجھا جائے گا) اُس وقت ہے جب اِن صاحب حال اشخاص سے ایسے اقوال وافعال صادر ہو جائیں جو شریعت کے خلاف ہوں (بعد میں) وہ جان جائے (کہ یہ تو خلافِ شریعت بات ہے) جیسے وہ شطحیات جو بعض ''مشائخ'' سے منقول ہیں مثلاً ابن ہود کا یہ قول کہ ''میں قیامت کے دن جہنم پر اپنا خیمہ نصب کروں گا'' اور شیخ شبلی کا داڑھی منڈانا اور اپنے کپڑے پھاڑنا یہاں تک کہ وہ دو مرتبہ پاگل خانہ میں بھی داخل ہوا تھا''

اگلے صفحہ پر مغلوب الحال اور صاحب سکر اشخاص کا حکم بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ''وَاَمَّا الْأَشْخَاصُ الَّذِيْنَ خَالَفُوْا بَعْضَ ذَالِكَ عَلَى الْوُجُوْهِ الْمُتَقَدِّمَةِ فَيُعْذَرُوْنَ وَلَا يُذَمُّوْنَ وَلَا يُعَاقَبُوْنَ'' (مجموع الفتاویٰ جزء:۱۰، ص:۳۸۳)

ترجمہ: ''وہ اشخاص جنہوں نے ان وجوہات کی بناء پر شریعت کی خلاف ورزی کی ہو جو پہلے گزر چکی ہیں (یعنی حالت سکر، شطحیات اور مغلوب الحال کے وقت) تو ایسی صورت میں وہ معذور ہیں، نہ اُن کی مذمت کی جائے گی اور نہ کسی قسم کی سزا دی جائے گی''

دوسری جگہ علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ ان کا حکم بیان کرتے ہیں: ''وَاَمْثَالُ ذَالِكَ مِنَ الْأَقْوَالِ الَّتِيْ تُؤْثَرُ عَنْ بَعْضِ الْمَشَائِخِ الْمَشْهُوْرِيْنَ؛ وَهِيَ اِمَّا كَذِبٌ عَلَيْهِمْ وَاِمَّا غَلَطٌ مِنْهُمْ؛ وَمِثْلُ هٰذَا قَدْ يَصْدُرُ فِيْ حَالِ سُكْرٍ وَغَلَبَةٍ وَفَنَاءٍ يَسْقُطُ فِيْهَا تَمْيِيْزُ الْاِنْسَانِ؛ اَوْ يَضْعُفُ حَتّٰى

لَا یَدْرِیْ مَاقَالَ ‘‘ (مجموع الفتاوی جزء:۱۰،ص:۲۰۹)

ترجمہ: ’’اِن اقوال کی مثل بعض مشہور مشائخ سے ایسے اقوال (شطحیات) صادر ہوئے ہیں تو یا تو (یوں کہا جائے گا کہ) اُن پر جھوٹ ہوگا (یعنی ایسے اقوال اُنہوں نے نہیں کہے ہوں گے اور یا اُن کی کتابوں میں تحریف کی گئی ہوگی) اور یا (بصورت تسلیم) اُن سے غلطی ہوئی ہے اور ان غلطیوں (شطحیات) کا صدور اُن سے (یا) حالت سکر، (یا) غلبہ حال اور (یا) مقامِ فناء میں ہوا ہے جس کی وجہ سے انسان کی قوتِ تمیز ختم ہو جاتی ہے یا ایسی حد میں کہ (انسانی قوت) کمزور تھی جس پر وہ نہ سمجھا کہ اُس نے کیا کہا‘‘

علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے اسی طرح کے اور اقوال بھی ہیں مگر طوالت کے خوف سے اسی پر اکتفاء کرتے ہیں البتہ اس موضوع پر ہم نے الگ سے مقالہ ’’شطحیات کی حقیقت‘‘ ترتیب دیا ہے، جس میں ہم نے تفصیل سے ذکر کیا ہے، دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے اسے بھی شائع کرنے کا بندوبست فرمادیں۔

تو اب امین اللہ پشاوری غیر مقلد نے اپنی کتاب ’’حکمۃ القرآن ج:۱،ص:۴۶۰‘‘ میں ’’انا الحق‘‘ اور ’’سبحانی ما أعظم شانی‘‘ پر جو فاسد اعتراض کیے ہیں تو یہ سب اُن کی نا سمجھی اور لاعلمی ہے کہ وہ ان کے مطلب کو نہیں سمجھ سکا۔

کتنے غیر مقلدین وحدۃ الوجود کے قائل ہیں......؟

پچھلے صفحات میں ہم نے غیر مقلدین سے چوہتر (۷۴) حوالہ جات نقل کیے جس میں ابن عربی رحمہ اللہ یا وحدۃ الوجود کو خراجِ تحسین پیش کیا گیا ہے، اب غیر مقلدین کے محقق اور مناظر عبداللہ بہاولپوری صاحب کا مزید انکشاف بھی دیکھیے جس سے غیر مقلدین کی تعداد بھی معلوم ہو جائے گی:

ڈاکٹر شفیق الرحمن زیدی غیر مقلد مشہور متعصب غیر مقلد عبداللہ بہاولپوری کے حوالہ سے لکھتے ہیں:

''میاں نذیر حسین صاحب اور ان کے شاگرد سب تصوف کے قائل تھے، کوئی وحدۃ الوجود کا شکار ہے اور کوئی وحدۃ الشہود کا'' (اہل توحید کے لئے لمحہ فکریہ ص:۲۲، خطباتِ بہاولپوری ج:۱، ص:۳۲۶، دوسرا نسخہ ص:۲۸۶)

معلوم ہوا کہ غیر مقلدین کے شیخ الکل فی الکل میاں نذیر حسین دہلوی صاحب بھی وحدۃ الوجود کے قائل تھے اور اُن کے سب شاگرد بھی قائل تھے، کوئی وحدۃ الوجود کا قائل تھا اور کوئی وحدۃ الشہود کا، اب آیئے دیکھتے ہیں کہ میاں نذیر حسین دہلوی صاحب کے کتنے شاگرد تھے......؟

مشہور غیر مقلد احسان الٰہی ظہیر صاحب لکھتے ہیں: ''آپ کے شاگردوں کے کئی طبقات ہیں، اُن میں سے جو معروف و مشہور ہیں اُن کی تعداد ایک ہزار کے لگ بھگ ہے، بقیہ شاگرد ہزاروں سے متجاوز ہیں'' (بریلویت تاریخ وعقائد ص:۲۰۴، ناشر: ادارہ ترجمان السنۃ)

تو یہاں احسان الٰہی ظہیر صاحب نے تصریح کی ہے کہ نذیر حسین دہلوی صاحب کے جو شاگرد مشہور ومعروف ہیں وہ ایک ہزار ہیں اور باقی غیر معروف ہزاروں سے متجاوز ہیں۔ اگر ہم ایک ہزار بھی متصور کریں (اور ۷۴ حوالے ہم نے پیش کیے وہ جمع کرلیں) تو بہاولپوری صاحب کے بقول میاں صاحب کے تمام شاگرد وحدۃ الوجود کے قائل تھے تو یہ کل تعداد ایک ہزار چوہتر (۱۰۷۴) ہوئی۔

خلاصہ یہ ہوا کہ ۱۰۷۴ غیر مقلدین تو وحدۃ الوجود کے یقیناً قائل ہیں البتہ اس سے زیادہ غیر مقلدین بھی وحدۃ الوجود کے قائل ہو سکتے ہیں ۔

شکوے ہمارے سارے غلط ہی سہی مگر
لو تم ہی اب بتاؤ کہ کس کا قصور تھا

وحدۃ الوجود کے قائلین کی چند علامات

غیر مقلدین نے وحدۃ الوجود کے قائلین کی چند علامات ذکر کی ہیں ہم وہ علامات نقل کرتے ہیں تاکہ غیر مقلدین آئینے میں اپنا چہرہ دیکھ سکیں:

ا۔ اللہ تعالیٰ کو حاضر وناظر جاننا:

عطاء اللہ ڈیروی صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں: ''صوفیاء اللہ تعالیٰ کی ذات کو ہر جگہ مانتے ہیں کیونکہ ان کا عقیدہ وحدۃ الوجود اور حلول کا ہے'' (عقیدہ صوفیت ص:۸۴)

محمد طارق خان صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں: ''ہر جگہ موجود ہونے کا عقیدہ ہی درحقیقت وحدۃ الوجود تک لے جانے کا راستہ ہے پس جو کوئی بھی یہ عقیدہ رکھے گا کہ اللہ تعالیٰ بذاتہ ہر جگہ موجود ہے پھر اپنے اس عقیدہ پر غور وفکر کرتا رہے گا وہ بالآخر وحدۃ الوجود پر جا کر ہی دم لے گا''

(تبلیغی جماعت، عقائد وافکار ص:۱۰۶)

غیر مقلد مناظر ریاض اللہ صاحب لکھتے ہیں: ''اس (وحدۃ الوجود......از ناقل) کی اصل وجہ اور منبع یہ ہے کہ یہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ بذاتہ ہر جگہ موجود ہے'' (الرد القوی ص:۲۳)

اِن عبارات کا خلاصہ یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ کو ہر جگہ ماننے والا وحدۃ الوجود کے راستے پر جا رہا ہے، اب غیر مقلدین کی وضع کردہ اس علامت کے ذریعے غیر مقلدین میں موجود وحدۃ الوجود کے قائلین کی شناخت کریں:

(۱) امین اللہ پشاوری غیر مقلد کی طرف سے ''شیخ الکل فی الکل'' کے لقب سے متصف (الحق الصریح:۶/۵۱) نذیر حسین دہلوی صاحب لکھتے ہیں: ''ہر جگہ حاضر وناظر ہونا اور ہر چیز کی ہر وقت خبر رکھنا خاص ذات وحدہٗ لاشریک لہٗ باری تعالیٰ کے واسطے ہے'' (فتاویٰ نذیریہ ج:۱،ص:۷)

(۲) غیر مقلدین کے شیخ الاسلام اور امین اللہ پشاوری کے مستدل (الحق الصریح ج:۶،ص:۵۱) ثناء اللہ امرتسری صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں: ''اللہ بذات خود اور بعلم خود ہر چیز اور ہر کام پر حاضر ہے''

(تفسیر ثنائی تحت سورۃ المجادلۃ آیت:۷، ج:۳،ص:۲۲۷، مکتبہ قدوسیہ لاہور)

(۳) حکیم محمد صادق سیالکوٹی صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں: ''یقین کریں کہ اللہ تعالیٰ حاضر ناظر اور

موجود ہے" (انوار التوحید ص:۳۹)

دوسری جگہ لکھتے ہیں: "اللہ تعالیٰ کی اس صفت حاضر وناظر اور ہر جگہ موجود ہونے میں کوئی اس کا شریک ہرگز نہیں" (انوار التوحید ص:۷۵)

(۴) نواب صدیق حسن خان غیر مقلد لکھتے ہیں: "اس لئے تو جس کو پکارتا ہے وہ ہر جگہ ہر انسان کے ساتھ ہے" (مجموعہ رسائل عقیدہ ج:۱ ص:۴۰۴)

اور دوسرے مقام پر بھی اقرار کیا ہے کہ اللہ پاک ہر جگہ حاضر وناظر ہیں (ایضاج:۲ ص:۴۱۵)

(۵) نواب صدیق حسن خان غیر مقلد کی بیگم سلطان جہان بیگم لکھتی ہیں: "اور نہ اس کا کوئی مکان ہے، اور نہ اس کی کوئی سمت ہے لیکن ہر جگہ ہے، ہماری رگِ جان سے زیادہ قریب ہے اور جس طرف ہم منہ پھیریں گے اس کو موجود پائیں گے" (سبیل الجنان ص:۳۵)

(٦) غیر مقلدین کے مشہور خطیب اور مناظرِ وقت مولانا جونا گڑھی صاحب اپنی کتاب میں لکھتے ہیں: "سوائے خدا تعالیٰ کے نہ تو کوئی ہر جگہ حاضر ناظر ہے......الخ" (محمدیات ص:۹۸)

اگلے صفحہ پر لکھتے ہیں: "وهو معكم اين ما كنتم......یعنی تمہارے ساتھ ہر جگہ ہر وقت صرف اللہ ہی ہے" (محمدیات ص:۹۹)

(۷) یہ آخری حوالہ اور اختتام بھی غیر مقلد مجتہد العصر کے تصدیقی حوالہ کے ساتھ کیا جاتا ہے بتوفیق اللہ تعالیٰ...... چنانچہ پشاور کے گنج مدرسہ کے مہتمم عبداللہ فانی غیر مقلد اپنی کتاب (اس کتاب پر امین اللہ پشاوری صاحب کی تقریظ بھی ہے اور انہوں نے ہی اس کتاب کی تصحیح بھی کی ہے) میں لکھتے ہیں: "(ترجمہ) اور اللہ تعالیٰ ہر جگہ اور ہر وقت حاضر وناظر ہے" (انتخاب مشکوۃ ص:۱۵و۱۶،۲۹٦)

موصوف اپنی دوسری کتاب میں لکھتے ہیں: "(ترجمہ) خدا تعالیٰ ہر چیز سے خبردار ہے، سب کچھ دیکھتا ہے اور ہر جگہ موجود ہے" (پیغاماتِ جبریل ص:۲۵)

بس اسی پر اکتفاء کرتے ہیں، غیر مقلدین کے اس طرح کے مزید مفصل اقوال ہماری کتاب "التحقیق الجلی ص:۲۲" میں ملاحظہ کیجئے۔

تو معلوم ہوا کہ یہ تمام غیر مقلدین عطاء اللہ ڈیروی اور محمد طارق خان غیر مقلد کے قول واصول کے مطابق وحدۃ الوجود کے راستے کے مسافر ہیں۔

۲۔ کرنے اور کروانے کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف کرنا:

ا۔ امین اللہ پشاوری غیر مقلد نے علماء دیوبند کو وحدۃ الوجودی ثابت کرنے کے لئے تذکرۃ الرشید کے حوالے سے ایک بدعتی کا واقعہ نقل کیا ہے۔جس کا مفصل جواب الحمدللہ ہم اپنی کتاب "توضیحات عبارات اکابر ص:۷۹تا۸۸" میں دے چکے ہیں، اُس واقعہ میں کسی کام کے کرنے اور کروانے کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف کی گئی ہے۔جس پر امین اللہ پشاوری یوں تبصرہ کرتے ہیں: "دیکھیں یہ کتنی صراحت ہے کہ العیاذ باللہ کرنے والا اور کرانے والا وہی یعنی اللہ ہے" (نظریہ توحید وجودی اور ڈاکٹر اسرار احمد ص:۴۹، تالیف: ڈاکٹر شفیق الرحمن)

۲۔ ابونعمان محمد زبیر صادق آبادی غیر مقلد مذکورہ واقعہ نقل کر کے لکھتے ہیں: "اس گستاخ وحدۃ الوجودی کے بارے میں رشید احمد گنگوہی نے مسکرا کر کہا......الخ" (آئینہ دیوبندیت ص:۲۱)

اب اِس علامت کی شناخت مندرجہ ذیل غیر مقلدین میں دیکھیں:

(۱) غیر مقلدین کے محقق اور مناظر اعظم عبداللہ بہاولپوری صاحب لکھتے ہیں: "دیکھو کرنا، کروانا جو کچھ ہے وہ اللہ ہی نے ہے" (خطبات بہاولپوری ج:۴،ص:۳۵۶)

(۲) مولوی کرم الدین صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں: "ایں را اللہ کنانیدہ است اما تو توبہ واستغفار کن (یعنی یہ زنا تم سے اللہ پاک نے کروایا ہے)" (حکایات اہلحدیث، حکایت نمبر:۵)

(۳) مولانا قاری محمد خالد محمود (فاضل مرکز الدعوۃ السّلفیہ مدرس مسجد اہلحدیث مینار والی ستیانہ بنگلہ شرقپور ضلع شیخوپورہ) بھی کرنے کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف کرتے ہیں، اصل عبارت دیکھئے: "اصل میں سب کچھ کرنے والا اللہ پاک ہی ہے" (علمائے اہلحدیث کا ذوق تصوف ص:۷۷)

اب امین اللہ پشاوری غیر مقلد انصاف کا مظاہرہ کریں (اگر اس کی توفیق ملے تو) اور اِن درج بالا حضرات پر بھی فتوی لگائیں ورنہ وجہ بتائیں کہ ہم مطعون اور تمہارے بزرگ محفوظ آخر کیوں؟

۳۔ مخلوق کو مظہر کہنا:

ا۔ وحدۃ الوجود کی تیسری علامت عطاء اللہ ڈیروی صاحب غیر مقلد یوں بیان کرتے ہیں: "خلیل اللہ کے حق میں یہ کہنا کہ وہ ان (سورج، چاند اور ستاروں) کو رب تعالیٰ کا مظہر سمجھتے تھے، اُن پر بہتان ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ خلیل اللہ بھی ان صوفیوں کی طرح وحدۃ الوجود کے قائل تھے"

(عقیدہ صوفیت ص:۹۹)

ڈیروی صاحب مزید لکھتے ہیں: ''یہ لفظ مظہر بھی انہی اصطلاحات میں سے ایک ہے جن کے ذریعے سے ان صوفیاء نے اپنے وحدۃ الوجود اور حلول کے عقیدے کو لوگوں سے چھپالیا ہے...... مظہر کا معنی ہوا ظاہر ہونے کی جگہ، صوفیاء یہ لفظ بول کر یہ معنی لیتے ہیں کہ یہ چیز اللہ تعالیٰ کے ظاہر ہونے کی جگہ ہے یعنی اللہ تعالیٰ اس میں ظاہر ہوا'' (عقیدہ صوفیت ص:۱۳۵)

۳۔ غیر مقلدین کے مناظر شیخ افضل سواتی صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں: ''(ترجمہ) **لا موجود الا الله** میں اشارہ ہے وحدۃ الوجود کے عقیدے کی طرف کہ موجود صرف اللہ اور یہ مخلوق اُس کی مظہر ہے تو جو کچھ نظر آتا ہے یہ اللہ ہے العیاذ باللہ'' (**د دیوبندیانو خطرناک عقائد** ص:۴۳،۴۴)

خلاصہ: اس عبارت مذکورہ کا خلاصہ یہ ہوا کہ مخلوق کو مظہر کہنا گویا وحدۃ الوجود ثابت کرنا ہے، آیئے اب غیر مقلدین کے گھر سے اس لفظ کا ثبوت فراہم کرتے ہیں **بتوفیقه تعالیٰ!**

(۱) صلاح الدین یوسف صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں: ''دراصل یہ انسان اللہ کی قدرت کا مظہر اور اس کا پرتو ہے'' (تفسیر احسن البیان ص:۷۲۹، تحت سورۃ التین)

(۲) غیر مقلدین کے مفتی اعظم عبداللہ روپڑی صاحب لکھتے ہیں: ''خدا کی ذات سے کسی کو عشق ہو جائے تو چونکہ تمام اشیاء اس کی آثار اور صفات کا مظہر ہیں اس لئے خدائی عاشق پر اس حالت کا زیادہ اثر ہوتا ہے یہاں تک کہ ہر شے میں اس کو خدا نظر آتا ہے وہ شے نظر نہیں آتی ہے...... الخ''

(فتاویٰ اہلحدیث ج:۱، ص:۱۵۳)

(۳) غیر مقلدین کے مجدد العصر نواب صدیق حسن خان صاحب لکھتے ہیں: ''پاک ہے وہ ذات جو اپنے مظاہر کے پردوں میں پوشیدہ ہے اور باوجود ہزاروں حجابوں کے ظاہر ہے، پوشیدگی اس کی صرافت واطلاق ذات کے لحاظ سے ہے اور مظاہر وتعینات کے اعتبار سے وہ ظاہر ہے''

(مآثر صدیقی حصہ چہارم ص:۳۲)

(۴) شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ (المتوفی:۱۲۳۹ھ) کو غیر مقلدین تارک التقلید یعنی اہلحدیث کہتے ہیں تو شاہ صاحب کا کلام بھی دیکھئے: ''اپنی ذات اللہ تعالیٰ کی ذات میں محو کرنا اور اس کے حسن وجمال کا ہر مظہر میں مشاہدہ کرنا...... الخ'' (فتاویٰ عزیزی ص:۱۲۳، ناشر: ایچ ایم سعید کراچی)

(۵) عبدالعزیز نورستانی صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں: ''جنت اللہ کی رحمت کا مظہر ہے اور جہنم اللہ کے

غضب کا'' (نظریہ توحید وجودی اور ڈاکٹر اسرار احمد ص:۲۳)

(۶) غیر مقلدین کے رسالہ میں لکھا ہے: '' قرآن مجید پڑھ کر دیکھیں کہ وہ شخصیتیں جو اللہ کی ربوبیت کی مظہر ہیں'' (ہفت روزہ الاسلام ص:۲۷)

(۷) مشہور غیر مقلد مولانا غلام رسول قلعوی اپنے شیخ کی منقبت میں ابیات میں لکھتے ہیں:

نمودہ سیر ولایت محمدیہ را　　　شدہ است مظہر انوار احمدیہ را

ترجمہ: '' ولایت محمدیہ کی سیر کرتا ہوا انوار احمدیہ (مجدد الف ثانی) کا مظہر ہو گیا ہے''

(خوارق ص:۴۱، علمائے اہلحدیث کا ذوق تصوف ۲۰۱۰)

''غیر مقلدین کی قرآن وحدیث سے بغاوت''

درج بالا کتاب میں ہم نے غیر مقلدین کے صرف سو (100) ایسے مسائل بطور ثبوت ذکر کئے ہیں جو صراحۃً قرآن وحدیث کے خلاف ہیں (ویسے تو ان کے بے شمار عقائد ومسائل قرآن وحدیث کے خلاف ہیں) لیکن وسائل کی قلت کی وجہ سے کتاب طباعت کے مراحل سے گزرنے کی منتظر ہے

اہل خیر حضرات سے تعاون اور تمام حضرات سے دعاؤں کی اپیل ہے۔

اللہ تعالیٰ اس کتاب کو شائع کرنے کے اسباب مہیا فرمادیں۔

عبد الرحمٰن عابد عفی عنہ

﴿وحدۃ الوجود کے قائل شخص کو ''ولی اللہ'' کہنا﴾

ا۔عطاء اللہ ڈیروی غیر مقلد لکھتے ہیں: ''علماء دیوبند اپنے بدعتی عقیدے کی وجہ سے جو وحدۃ الوجود اور حلول کا عقیدہ ہے حلاج کو ''ولی اللہ'' کہنے اور ماننے پر مصر ہیں'' (عقیدہ صوفیت ص:۱۷۹)

آگے لکھتے ہیں: ''جو لوگ ان کو اولیاء و بزرگان سمجھتے ہیں وہ انہی کی طرح زندیقیت والحاد کا عقیدہ رکھتے ہیں مثال کے طور پر مشہور زندیق ابن عربی الصوفی مؤلف فصوص الحکم اور فتوحات مکیہ کو...... قدس سرہ لکھتے ہیں اور حلاج جیسے ملحد و زندیق کو...... ''ولی اللہ'' لکھا ہے'' (عقیدہ صوفیت ص:۱۹۰)

۲۔ریاض اللہ غیر مقلد نے بھی ان کو 'ولی اللہ' کہنے پر غصہ کا اظہار کیا ہے دیکھئے: (الرد القوی ۱۹)

اس عبارت کا مطلب یہ ہے کہ وحدۃ الوجود کا نظریہ رکھنے والے شخص کو ''ولی اللہ'' کہنا وحدۃ الوجودی کی علامت ہے، اب درج ذیل حوالہ جات میں غیر مقلدین کی وضع کردہ شناخت خود انہی غیر مقلدین علماء میں ملاحظہ فرمایئے:

(۱) فضل حسین بہاری صاحب غیر مقلد اپنے استاذ میاں نذیر حسین دہلوی صاحب کے متعلق لکھتے ہیں: ''شیخ اکبر محی الدین ابن عربی کی بڑی تعظیم کرتے اور (شیخ ابن عربی کو) ''خاتم الولایة المحمدیه'' فرماتے'' (الحیات بعد الممات ص:۲۳)

(۲) یہی بات امام خان نوشہروی غیر مقلد بھی لکھتا ہے دیکھئے (تراجم علمائے اہلحدیث ہند ص:۱۳۶)

(۳) غیر مقلدین کے مجتہد العصر نواب صدیق حسن خان صاحب کو ابن عربی رحمہ اللہ سے بہت محبت تھی یہاں تک کہ ابن عربی رحمہ اللہ کو ''ولی اللہ'' کہتے، چنانچہ لکھتے ہیں: ''ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ حضرت شیخ (ابن عربی رحمہ اللہ...... از ناقل) امام اور ولی اللہ تھے'' (مجموعہ رسائل ج:۳،ص:۲۷۰)

(۴) غیر مقلدین کے محقق اعظم اور محدث مولانا عبد الجبار کھنڈیلوی (المتوفی:۱۳۸۲ھ) اپنی کتاب میں لکھتے ہیں: ''حضرت امام الصوفیہ محی الدین ابن عربی جن کو مولانا بحر العلوم نے ''خاتمۃ الولایۃ'' کا لقب دیا ہے'' (خاتمہ اختلاف ص:۲۷،ناشر:مکتبۃ السلفیہ لاہور)

غیر مقلدین نے منصور حلاج رحمہ اللہ کو بھی ''ولی اللہ'' کہا ہے: چنانچہ نواب صاحب لکھتے ہیں: ''قد شهد بولايته كثير من الكبار المشائخ، وقالوا انه عالم ربانى منهم الشيخ عبدالقادر

الجیلانی ''(التاج المکلل ص:۲۷۷)

ترجمہ ومفہوم: ''تحقیق کثیر تعداد میں کبار مشائخ نے اُن کی ولایت کی گواہی دی ہے اور کہا ہے کہ بے شک وہ عالم ربانی تھے، گواہی دینے والوں میں شیخ عبدالقادر جیلانی بھی ہیں''

☆......ابن الفارض کے متعلق زبیر علی زئی غیر مقلد لکھتے ہیں: ''وحدۃ الوجود کا عقیدہ رکھنے والوں میں سے ایک شخص ابن الفارض ہیں'' (مقالات ج:۲،ص:۴۶۱)

پھر بھی نواب صدیق حسن خان نے ابن الفارض کو''ولی اللہ'' کہا ہے: لکھتے ہیں: ''کان رجلا صالحا کثیر الخبر علی قدم التجرد ''(التاج المکلل ص:۲۲۲)

یہ بھی کہتے ہیں: ''وله کرامات '' (ایضا) یعنی وہ نیک عمل شخص تھا اور کرامات بھی زیادہ تھیں۔

☆......عطاء اللہ ڈیروی صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں: ''خواجہ معین الدین چشتی ......بھی عقیدہ وحدۃ الوجود رکھتے تھے'' (عقیدہ صوفیت ص:۱۰۴)

پھر بھی غیر مقلدین نے خواجہ صاحب رحمہ اللہ کو''ولی اللہ'' کہا ہے: چنانچہ مشہور غیر مقلد عبدالمجید سوہدروی صاحب لکھتے ہیں: ''سرزمین ہند میں بھی موحدین، اولیاء، اقطاب، ابدال، علماء فضلاء تشریف لاتے رہے چنانچہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمہ اللہ صابر کلیریؒ، فرید الدین گنج شکرؒ، خواجہ علی ہجویریؒ (المعروف گنج بخش) ایسے بزرگان دین وملت، شرک وبدعت کے استیصال اور کفر والحاد کی تردید ہی کے لئے پیدا ہوئے'' (سیرت ثنائی ص:۷۹)

☆......عطاء اللہ ڈیروی کی رائے میں ذوالنون مصری ''زندیق'' ہے (عقیدہ صوفیت ص:۱۸۹)

مگر اس کے برعکس عبدالسلام بستوی صاحب غیر مقلد نے موصوف کو ولی اللہ کہا ہے، لکھتے ہیں: ''ولی اللہ ذوالنون مصری'' (اسلامی خطبات ج:۱،ص:۲۲)

ملک حسن علی جامعی صاحب اپنی کتاب میں ''مشاہیر اسلام، ائمہ حدیث اور اکابر فقہاء کا تذکرہ مکتوبات میں'' کے عنوان کے تحت لکھتے ہیں: ''مکتوبات میں اصحاب نبی الصلوٰۃ والسلام اور بڑے بڑے نامور علماء وصلحاء کے اسماء کا مکرر سہ کرر ذکر آتا ہے'' اور پھر اس کے نیچے نمبر شمار ۸۰ میں ایسا نام درج کیا ہے ''ذوالنون مصری'' (دیکھئے: تعلیمات مجددیہ ص:۳۹۱، ناشر: ادارہ اشاعت التوحید والسنۃ جامع مسجد اہلحدیث شرقپور پاکستان، اہلحدیث تصوف کے گمشدہ اوراق ص:۱۱۵۹)

مولانا حنیف ندوی غیر مقلد لکھتے ہیں: ''ابوالفیض ذوالنون مصری رحمہ اللہ (المتوفی: ۲۴۶) ان کا علم وفضل، ورع وتقوی اور حال ووجدان تمام صوفیاء کے حلقوں میں مسلم ہے، ان کے اقوال میں کہیں کہیں وحدۃ الوجود کی جھلک پائی جاتی ہے، کتاب وسنت کے سختی سے پابند تھے'' (تعلیمات غزالی ص:۱۹)

☆......عطاء اللہ ڈیروی صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں: ''جنید بغدادی پر جہت دفعہ کفر کا فتویٰ لگایا گیا''
(عقیدہ صوفیت ص:۱۹۸)

مگر اس کے برعکس غیر مقلدین کے شیخ الاسلام اور محسن اہلحدیث مولانا حسین بٹالوی صاحب نے موصوف کو ''ولی اللہ'' لکھا ہے: ''ولی (جنید بغدادی، شیخ عبدالقادر جیلانی وغیرہ) کی الہامی غیبی......''
(اشاعۃ السنہ ج:۷، ص:۱۹۴ بحوالہ تاریخ ختم نبوت ص:۹۷)

ملک حسن علی جامعی صاحب غیر مقلد اپنی کتاب میں ''مشاہیر اسلام، ائمہ حدیث اور اکابر فقہاء کا تذکرہ مکتوبات میں'' کے عنوان کے تحت لکھتے ہیں: ''مکتوبات میں اصحاب نبی الصلوٰۃ والسلام اور بڑے بڑے نامور علماء وصلحاء کے اسماء کا مکرر سہ کرر ذکر آتا ہے'' اور پھر اس کے نیچے نمبر شمار ۳۷ میں ایسا نام درج کیا ہے ''حضرت جنید بغدادیؒ'' (دیکھئے: تعلیمات مجددیہ ص:۴۸۹، ناشر: ادارہ اشاعت التوحید والسنۃ جامع مسجد اہلحدیث شرقپور پاکستان، اہلحدیث تصوف کے گمشدہ اوراق ص:۱۱۵۷)

تنبیہ: اس کتاب کی تصویب وتبویب مشہور غیر مقلد عالم حافظ مسعود عالم صاحب (فاضل اسلامک یونیورسٹی مدینہ منورہ) نے کی ہے اور کتاب پر پیش لفظ مشہور غیر مقلد عالم شیخ الحدیث مولانا اسماعیل سلفی صاحب نے لکھا ہے اور ناظم اشاعت غیر مقلد عالم محمد یحییٰ شرقپوری صاحب ہے۔

وحدۃ الوجود کے قائلین کی تعریف کرنا:

طالب الرحمن صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں: ''جب آپ نے یہ جان لیا کہ ابن عربی کا یہ حال ہے تو پھر اس کی تعریف کرنے والا اسی کا متبع اور اس قول کا قائل ہی ہو سکتا ہے''
(المہند علی المفند عقائد علماء دیوبند تحقیق وتعلیق پروفیسر طالب الرحمن شاہ ص:۶۸، ناشر: دار الکتاب والسنۃ)

مزید طالب الرحمن غیر مقلد کسی دوسرے غیر مقلد کے حوالہ سے لکھتے ہیں: ''یوسف بنوری کا ابن عربی جیسے شخص کی تعریفیں کرنا خود اس کے زندیق ہونے کا واضح ثبوت ہے''

تو اس حوالے سے یہ معلوم ہوا کہ غیر مقلدین کے نزد وحدۃ الوجود کی تعریف کرنے والے کے لئے

بھی وحدۃ الوجودی ہونے کی شناخت ہے، اب آیئے غیر مقلدین کے گھر میں شناخت کریں کہ کن کن غیر مقلدین نے ابن عربی رحمہ اللہ کی تعریف کی ہے۔

☆......غیر مقلدین کے امام اہلحدیث نواب وحید الزمان صاحب لکھتے ہیں: ''ہم کو شیخ ابن عربیؒ سے محبت ہے اور ابن تیمیہؒ اور شوکانیؒ سے بھی، ابن جوزیؒ سے بھی اور حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ سے بھی، ہم کسی اگلے عالم کو برا نہیں کہتے'' (لغات الحدیث ج:۱، کتاب ب، ص:۴۸)

☆......غیر مقلدین کے شیخ الکل فی الکل کی سوانح میں ان کے شاگرد مولانا فضل حسین صاحب بہاری لکھتے ہیں: ''صحیح بخاری وغیرہ کتب صحاح میں آپ جس وقت ''کتاب الرقاق'' پڑھاتے اور نکاتِ تصوف کو بیان فرماتے تو خود کہتے صاحبو! ہم تو احیاء العلوم کو یہاں دیکھتے ہیں اسی لئے طبقہ علماءِ کرام میں شیخ اکبر محی الدین ابن عربی کی بڑی تعظیم کرتے اور (شیخ ابن عربی کو) ''**خاتم الولایة المحمدیه**'' فرماتے'' (الحیات بعد الممات ص:۱۲۳)

اس حوالہ پر مؤلفِ کتاب تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ''حق وہی ہے جو حضرت نے فرمایا اس لئے کہ ظاہری اور باطنی علوم کی اس طرح کی جامعیت، انفرادیت اور ندرت سے خالی نہیں'' (ایضاً)

محترم قارئین! استاذ اور شاگرد دونوں ابن عربی رحمہ اللہ تعالیٰ کی عظمت کے قائل اور اُس پر متفق ہیں بلکہ شاگرد نے اس پر مزید اضافہ فرمایا کہ حضرت شیخ رحمہ اللہ تعالیٰ ظاہری و باطنی علوم کے جامع اور امتِ محمدیہ میں منفرد اور نادر شخصیت کے مالک تھے۔

اس کے بعد لکھتے ہیں کہ میاں صاحب نے ابن عربی کے دفاع میں دو ہفتے مناظرہ کیا تھا (ایضاً)

☆......غیر مقلدین کے مفتی اور شیخ الاسلام ثناء اللہ امرتسری صاحب ابن عربی رحمہ اللہ تعالیٰ کے متعلق ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

''مسئلہ تکفیر شیخ ابن عربی رحمہ اللہ بہت نازک ہے، مولانا نواب صاحب بھوپال مرحوم ''تکثار'' میں علامہ شوکانی رحمہ اللہ سے نقل کرتے ہیں کہ میں نے چالیس سال تک شیخ کی تکفیر کی، آخر میری رائے غلط معلوم ہوئی تو میں نے رجوع کیا، نواب صاحب مرحوم شیخ ممدوح کو عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور مولانا نذیر حسین المعروف حضرت میاں صاحب دہلوی شیخ ممدوح کو ''شیخ اکبر'' لکھتے ہیں (معیار الحق ص:۱۲۸) حضرت مجدد سرہندی بھی شیخ موصوف کو مقربان الٰہی سے لکھتے ہیں، بڑی وجہ آپ کی مخالفت کی مسئلہ وحدۃ

الوجود ہے، سو دراصل اس کی تفسیر پر مدار ہے جیسی اس کی تفسیر کی جائے ویسا ہی اس کا اثر ہوگا، خاکسار کے نزدیک اس کی صحیح تفسیر بھی ہوسکتی ہے جس کا ذکر کبھی کبھی اہلحدیث میں کیا گیا ہے، دوسری وجہ خفگی کی ایمان فرعون ہے مگر شیخ کا قول مندرجہ ''فتوحات'' میں اس خفگی کا ازالہ کرتا ہے، شیخ موصوف نے ''فتوحات'' میں فرعون کو مدعی الوہیت لکھ کر ابدی جہنمی لکھا ہے اور کسی مقام پر اس کے خلاف ملتا ہے تو وہ متروک ہے یا مؤول، اس لئے خاکسار کی ناقص رائے میں بھی شیخ ممدوح قابل عزت لوگوں میں ہیں رحمہ اللہ''

(فتاویٰ ثنائیہ ج:۱،ص:۳۳۲، مکتبہ اصحاب الحدیث لاہور)

دوسری جگہ لکھتے ہیں: ''شیخ اکبر محی الدین ابن عربی قدس اللہ سرہ نے اس کے متعلق ایک پُر معنی رباعی لکھی ہے......شیخ ممدوح فرماتے ہیں......'' (فتاویٰ ثنائیہ ج:۱،ص:۱۴۶ و ۱۴۷)

بس اسی پر اکتفاء کرتے ہیں، مزید تفصیل کے لئے ہم نے اسی کتاب میں ''ابن عربی رحمہ اللہ تعالیٰ غیر مقلدین کی نظر میں'' کے عنوان کے تحت حوالہ جات ذکر کر دیئے ہیں۔

صوفی ہونا:

عطاء اللہ ڈیروی غیر مقلد لکھتے ہیں: ''وحدۃ الوجود ہر صوفی کا عقیدہ ہے'' (عقیدہ صوفیت ص:۵۲)

پروفیسر عبداللہ بہاولپوری صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں: ''وحدۃ الوجود کا عقیدہ صوفیوں کا بنیادی عقیدہ ہے'' (خطبات بہاولپوری ج:۱،ص:۳۲۷)

معلوم ہوا کہ غیر مقلدین کے نزد صوفی ہونا وحدۃ الوجودی کے لئے لازم ہے تو اب آیئے غیر مقلدین صوفیاء کرام کا تذکرہ بھی ملاحظہ فرمایئے اور پھر غیر مقلدین خود یہ فیصلہ کریں کہ کتنے غیر مقلدین وحدۃ الوجود کے قائل ہیں......؟

غیر مقلدین کے پروفیسر رضوان الٰہی صاحب (فاضل جامعہ سلفیہ فیصل آباد) تصوف کے متعلق لکھتے ہیں: ''تصوف تو انسان میں ایسی روحانی تبدیلی پیدا کرتا ہے جو اس کے جملہ اخلاق اور خصلتوں کو بدل ڈالے اور انسان مکارم اخلاق اور روحانی اقدار کا پیکر بن جائے، تصوف دل کی نگہبانی کا نام ہے کیونکہ انسان بظاہر جسم اور نفس سے مرکب ہے مگر درحقیقت دل کا نام ہے'' (علمائے اہلحدیث کا ذوق تصوف ص:۷۳)

مولانا عبدالمجید سوہدروی صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں: ''جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ اہلحدیث بیعت کے

قائل نہیں ہیں وہ سن لیں کہ ہمارے اسلاف وعلماء اکثر بیعت کے قائل تھے“

(ہفت روزہ اہلحدیث سوہدرہ ۸ مارچ ۱۹۵۵ء علمائے اہلحدیث کا ذوق تصوف ص:۲۸۴)

غیر مقلدین کی ایک اور کتاب میں لکھا ہے: ”حضرت مولانا حافظ محمد علی صاحب مدنی...... اپنے والد کی طرح تصوف میں جذب وکیف کی نعمت سے بھی مالا مال ہیں“ (احوال الآخرت ص:۸)

غیر مقلد مؤرخ مولانا اسحاق بھٹی صاحب ایک انٹرویو میں کہتے ہیں: ”ایک دن میں حضرت مولانا سید محمد داؤد غزنوی کی خدمت میں حاضر تھا کہ میری کسی گذارش پر انہوں نے فرمایا: آپ تو صوفی ہوگئے ہیں اور آپ نے یہ خالص صوفیانہ بات کی ہے“ (علماء اہلحدیث کا ذوق تصوف ص:۳۰)

معلوم ہوا کہ غیر مقلدین میں صوفیت کی کوئی کمی نہیں ہے اور کثیر تعداد میں غیر مقلدین کے مسلک میں صوفی موجود ہیں جن کی تفصیل ہم نے اپنی مستقل غیر مطبوعہ کتاب ”تصوف پسند اہلحدیث“ میں درج کی ہوئی ہے بتوفیق اللہ تعالیٰ......

﴿غیر مقلدین کے نزدیک ابن عربی رحمہ اللہ کون تھے؟﴾

۱......عطاء اللہ ڈیروی صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں: ''عقیدہ وحدۃ الوجود کے سب سے بڑے مبلغ شیخ اکبر ابن عربی صوفی ہیں'' (تبلیغی جماعت، عقائد وافکار ص:۷۲)

۲......امین اللہ پشاوری صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں: ''(ترجمہ) سب سے پہلے وحدۃ الوجود انہی (ابن عربی رحمہ اللہ......از ناقل) نے بنایا'' (حکمۃ القرآن ج:۱،ص:۱۸۱)

۳......اور زبیر علیزئی غیر مقلد نے ابن عربی رحمہ اللہ تعالی کو وحدۃ الوجود کا بڑا داعی لکھا ہے۔
(توضیح الاحکام ج:۱،ص:۶۳)

۴......ڈاکٹر سید سعید لکھتے ہیں: ''وحدۃ الوجود غیر اسلامی نظریہ ہے جس کا نعرہ سب سے پہلے ابن عربی نے لگایا'' (روشنی ص:۲۰۸)

مگر اس کے باوجود غیر مقلدین کے نزد ابن عربی رحمہ اللہ تعالی تارک التقلید یعنی غیر مقلد تھے اور عقائد واعمال کو دلائل کی بنیاد پر سمجھتے تھے۔

۱۔ چنانچہ نواب صدیق حسن خان صاحب لکھتے ہیں:

''**وکلامہ فی العمل بالدلیل وطرح التقلید الضئیل فوق کلام الناس وشغفہ بذالک یفوت عن حصر البیان**'' (التاج المکلل ص:۱۷۶، الریاض السعودیہ)

ترجمہ: ''عمل بالدلیل اور ترکِ تقلید کے سلسلہ میں اُن کا کلام باقیوں سے اعلیٰ ہے، اس بارے میں اُن کے شغف کا احاطہ بیان سے باہر ہے''

۲۔ غیر مقلدین کی کتاب ''الحیات بعد المات'' میں لکھا ہے:

''شیخ (میاں نذیر حسین دہلوی، ناقل) کو پچھلے زمانہ میں سید الطائفہ حضرت شیخ اکبر محی الدین بن العربی رضی اللہ عنہ کا مسلک راجح معلوم ہوا جیسا کہ فتوحات مکیہ جلد ثانی صفحہ ۱۸۳ مطبوعہ مصر میں مرقوم ہے ''**والتقلید فی دین اللہ لایجوز عندنا، لاتقلید حی ولا میت**'' اللہ کے دین میں ہمارے ہاں کسی کی تقلید جائز نہیں ہے، نہ زندہ کی نہ مردہ کی۔ (الحیات بعد الممات ص:۱۶۲)

اس سے معلوم ہوا کہ غیر مقلدین کے نزدیک ابن عربی رحمہ اللہ تارک تقلید بلکہ مخالف تقلید ہیں۔

۳۔ کرم الجلیلی صاحب غیر مقلد نے ''مانعین تقلید کے اسمائے گرامی'' کا عنوان قائم کر کے پندرھویں نمبر پر ''حضرت شیخ محی الدین بن عربی'' لکھا ہے۔ (صحیفہ اہلحدیث ص:۱۳، ۱۶ ربیع الاول ۱۳۸۴ھ)

۴۔ امام اہلحدیث علامہ وحید الزمان صاحب، ابن عربی رحمہ اللہ تعالیٰ کی تردید کرنے والوں کے متعلق لکھتے ہیں:

''لو نظروا فی الفتوحات لعرفوا ان الشیخ رحمہ اللہ **من اهل الحدیث اصولا وفروعا ومن اشد الرادین علی ارباب التقلید''** (ہدیۃ المہدی ج:۱،ص:۵۱)

ترجمہ: اگر یہ لوگ فتوحاتِ مکیہ کو دیکھ لیتے تو انہیں معلوم ہو جاتا کہ بلا شبہ (ابن عربی) رحمہ اللہ اصول وفروع میں اہلحدیث ہیں اور اربابِ تقلید میں سخت رد کرنے والوں میں سے ہیں۔

دوسری کتاب میں ابن عربی رحمہ اللہ تعالیٰ کے متعلق لکھتے ہیں:

''وہ تو مسلمان اور پھر اہلحدیث میں سے تھے۔'' (تیسیر الباری ج:۴،ص:۳۲۶، تاج کمپنی)

۵۔ علماء کرام خوب جانتے ہیں کہ ابن عربی رحمہ اللہ تعالیٰ کا تعلق صوفیاء کرام سے ہے اور ابوالاشبال احمد صغیر شاغف غیر مقلد کی تصریح کے مطابق صوفیاء کا گروہ تارک التقلید بالفاظ دیگر غیر مقلد ہے، چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

''ترکِ تقلید صوفیوں کا بھی مسلمہ اصول ہے اور اہلحدیث کا بھی'' (مقالات شاغف ص:۲۶۵)

معلوم ہوا کہ بتصریح شاغف صوفیاء کرام غیر مقلد ہیں اور انہی صوفیاء میں ابن عربی رحمہ اللہ تعالیٰ ہیں۔

خلاصہ کلام یہ کہ ابن عربی رحمہ اللہ تعالیٰ غیر مقلدین کی نظر میں غیر مقلد اور اہلحدیث تھے۔

﴿وحدۃ الوجود کے متعلق غیر مقلدین کی تضاد بیانی﴾

غیر مقلدین میں کوئی کہتا ہے کہ وحدۃ الوجود کی صحیح تفسیر ہو سکتی ہے اور کوئی اس کی ہر طرح کی تفسیر کو کفر کہتا ہے:

☆...... چنانچہ غیر مقلدین کے شیخ الاسلام ثناء اللہ امرتسری صاحب لکھتے ہیں: ''وحدۃ الوجود...... سو دراصل اس کی تفسیر پر مدار ہے جیسی اس کی تفسیر کی جائے ویسا ہی اس کا اثر ہوگا، خاکسار کے نزدیک اس کی صحیح تفسیر بھی ہو سکتی ہے......الخ'' (فتاویٰ ثنائیہ ج:۱، ص:۳۳۲)

☆...... غیر مقلدین کے شیخ التفسیر عبدالسلام رستمی صاحب بھی مانتے ہیں کہ اس کی صحیح تفسیر بھی ہو سکتی ہے، چنانچہ لکھتے ہیں: ''وحدۃ الوجود کا مطلب اگر یہ لیا جائے کہ اللہ تعالیٰ کا وجود حقیقی ہے اور غیر اللہ کا وجود عارضی ہے تو صحیح ہے'' (نظریہ توحید وجودی اور ڈاکٹر اسرار احمد ص:۴۱، مؤلفہ: ڈاکٹر شفیق الرحمن)

☆...... مشہور غیر مقلد ڈاکٹر شفیق الرحمن صاحب اپنی کتاب میں لکھتے ہیں: ''بعض صوفیاء نے اصطلاح ''وحدۃ الوجود'' کو تو قبول کیا لیکن اس کے قائلین کو دو جماعتوں میں تقسیم کیا ہے ایک تو وہ جماعت ہے جو وحدۃ الوجود کے شرکیہ مفہوم کو مانتی ہے اس کو جاہل صوفیاء کا نام دیا ہے جب کہ دوسری جماعت وحدۃ الوجود کے شرکیہ معنی و مفہوم کا رد کرتے ہوئے درست معنی بیان کرتی ہے اُن کو محققین صوفیاء کہتے ہیں'' (اہلسنت کا منہج تعامل ص:۲۱۴)

تضاد: مگر اس کے برعکس عبدالعزیز نورستانی غیر مقلد تضاد بیانی کا ارتکاب کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ وحدۃ الوجود کی بہتر سے بہتر اور اچھی تعبیر اور ہر طرح کی تعبیر کفر ہے دیکھئے ''نظریہ توحید وجودی اور ڈاکٹر اسرار احمد ص:۱۵''

علامہ شعرانی رحمہ اللہ:

غیر مقلدین کبھی تو علامہ شعرانی رحمہ اللہ (المتوفی:۹۷۳ھ) کا ادب کرنے والا فرقہ نظر آتا ہے اور کبھی اُس پر تنقید فاسدہ کرتے ہیں:

☆...... نواب صدیق حسن خان صاحب علامہ شعرانی کا نام بہت احترام سے لیتے اور اپنے موقف کے حق میں اُن سے استدلال بھی کرتے چنانچہ ایک مقام پر علامہ شعرانی رحمہ اللہ سے استدلال اور پھر اُس

کے لئے دعائیہ کلمات ''رحمہ اللہ'' بھی استعمال کیا ہے دیکھئے (مجموعہ رسائل ج:۳،ص:۳۷۰)

☆......غیر مقلدین کے شیخ الکل فی الکل نذیر حسین دہلوی صاحب شعرانی رحمہ اللہ کو معتبر لوگوں میں شمار کرتے ہیں اور اُن کا دفاع کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ''عوام کو گمراہ کرنے کے لئے معتبر لوگوں کی کتابوں میں اپنی طرف سے عبارتیں شامل کی گئی ہیں چنانچہ...... علامہ ابن عبدالوہاب شعرانی کی بعض کتابوں میں ایسی عبارتیں پائی جاتی ہیں'' (فتاویٰ نذیریہ:۱/۱۵۰، فتاویٰ علمائے حدیث:۹/۲۰۱)

☆......اسی طرح غیر مقلدین کے شیخ الاسلام اور امام العصر ابراہیم سیالکوٹی صاحب (موجودہ مرکزی جمعیت اہلحدیث کے امیر سینیٹر پروفیسر ساجد میر صاحب کے دادا) نے علامہ شعرانی رحمہ اللہ کا بہت زیادہ دفاع کیا ہے چنانچہ ایک مقام پر اُن کو ''شیخ طریقت، شریعت وطریقت کا جامع، صاحب کرامات اور ائمہ دین کا ادب ملحوظ خاطر رکھنے والا'' وغیرہ کہا ہے دیکھئے (تاریخ اہلحدیث ص:۴۳۷)

غیر مقلدین کی طرف سے اُن کو محقق اور مفکر بھی کہا گیا ہے باوجود اس کے کہ غیر مقلدین، مقلدین کو محقق کہنے کے لئے تیار نہیں چنانچہ ایک غیر مقلد علامہ شعرانی رحمہ اللہ کو یوں خراجِ تحسین پیش کرتے ہوئے لکھتا ہے: ''مشہور محقق اور عظیم صوفی ومفکر شعرانی رحمہ اللہ کی کتابیں قطعی سمجھ نہ پاتا......''

(الاعتصام ج:۴۰،ص:۶۸،ش:۵۲،دسمبر ۱۹۸۸ء، ذوقِ تصوف ص:۱۰۳)

تضاد: غیر مقلدین نے تحقیقِ بالا کے برخلاف علامہ شعرانی رحمہ اللہ کی تردید بھی کی ہے:

چنانچہ لقمان سلفی کے اہتمام ونظرِ ثانی اور نقی احمد ندوی غیر مقلد کے اردو ترجمہ کے ساتھ ایک کتاب شائع ہوئی ہے جس میں علامہ شعرانی رحمہ اللہ کا تعارف گستاخ آمیز انداز میں کیا گیا ہے لکھا ہے ''تم خود ہی ان کی کتابوں کا مطالعہ کرو تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ ان کے معبود کون ہیں؟......شعرانی کی الطبقات، الجواہر اور الکبریت الاحمر پڑھو'' (تصوف کو پہچانئے ص:۲۵)

<u>ابن الفارض رحمہ اللہ</u>: غیر مقلدین کی ابن الفارض کے متعلق تضاد بیانی بھی ملاحظہ فرمائیں:

☆......زبیر علی زئی غیر مقلد لکھتے ہیں: ''وحدۃ الوجود کا عقیدہ رکھنے والوں میں سے ایک شخص ابن الفارض ہیں'' (مقالات ج:۲،ص:۴۶۱)

☆......لقمان سلفی کے اہتمام ونظرِ ثانی اور نقی احمد ندوی غیر مقلد کے اردو ترجمہ کے ساتھ ایک کتاب

شائع ہوئی ہے جس میں ابن فارض پر یوں کفر کا فتوی لگایا گیا ہے: ''اہل تصوف کا یہ عظیم پیشوا ابن فارض اپنے عقائد اور خیالات میں کتنا بڑا کافر اور زندیق ہے'' (تصوف کو پہچانئے ص:۲۵)

☆......امین اللہ پشاوری صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں: ''ابن الفارض......اور ان کے اتباع کا عقیدہ کفریہ ہے اور یہ سب اسلام سے خارج ہیں پس جو بھی ان کی طرح اعتقاد رکھے وہ بھی کافر ہے اور اس کے کفر میں کوئی شک نہیں'' (نظریہ توحید وجودی اور ڈاکٹر اسرار احمد ص:۵۵)

غیر مقلدین کا ابن الفارض پر کفر کے فتوی کے بعد اب اُن کی تضاد بیانی بھی ملاحظہ فرمائیں:

تضاد: تحقیقِ بالا کے برخلاف نواب صدیق حسن خان صاحب کا فتوی ملاحظہ فرمائیں لکھتے ہیں: ''ابن الفارض کثیر خوبیوں کے مالک، صاحبِ کرامات بزرگ ہیں'' اور یہ دعوی بھی کیا ہے کہ ''اُن پر اللہ تعالیٰ کا دروازہ کھل جاتا تھا، اور ایک ایسا منفرد قصیدہ وجود میں آتا جو بے نظیر و بے مثال ہوتا''
(التاج المکلل ص:۲۲۳)

مزید لکھتے ہیں: ''كان رجلا صالحا كثير الخبر على قدم التجرد'' (التاج المکلل ص:۲۲۳)

اور یوں بھی کہتے ہیں: ''وله كرامات'' (ایضا)

امام غزالی رحمہ اللہ: امام غزالی رحمہ اللہ تعالی کے متعلق بھی غیر مقلدین کثیر تضاد بیانیوں کا شکار ہیں، بعض کہتے ہیں کہ وہ اللہ کا ولی تھا اور بعض کہتے ہیں کہ وہ مشرک تھا العیاذ باللہ ثم ثم......تو ایک شخص اللہ کے ولی اور مشرک کے مابین فرق نہ کر سکے تو ایسے فرقہ سے کوئی خیر کی امید رکھی جا سکتی ہے......!

آیئے! غیر مقلدین کی وہ تصویر دیکھئے جس میں غیر مقلدین اُن پر کفر کا فتوی لگاتے ہیں:

☆......لقمان سلفی کے اہتمام و نظرِ ثانی اور نقی احمد ندوی غیر مقلد کے اردو ترجمہ کے ساتھ ایک کتاب شائع ہوئی ہے جس میں امام غزالی رحمہ اللہ پر یوں کفر کا فتوی لگایا گیا ہے، لکھتے ہیں: ''غزالی نے اسلام کے لئے نہیں بلکہ دینِ تصوف کے لئے کام کیا'' (تصوف کو پہچانئے ص:۵۶)

ایک اور مقام پر لکھتے ہیں: ''اہل تصوف کے حجۃ الاسلام کو تم نے دیکھا کہ کیسے مشرکانہ عقائد کا حامل ہے'' (ایضا ص:۵۴)

پھر چند صفحات کے بعد لکھتا ہے: ''وہ (امام غزالی......از ناقل) اپنی بعض کتابوں میں سر سے پیر تک تصوف کے مشرکانہ عقائد و افکار میں ڈوبا ہوا ہے'' (ایضا ص:۶۱)

اسی صفحہ پر مزید لکھتا ہے: ''اس (امام غزالی......از ناقل) کے ان مشرکانہ عقائد کو پڑھ کر قاری کو مکمل طور پر یہ محسوس ہوتا ہے کہ وہ وحدۃ الوجود کے نغمے گا رہا ہے'' (ایضا)

بایزید بسطامی رحمہ اللہ: غیر مقلدین حضرات بایزید بسطامی رحمہ اللہ تعالیٰ کو بھی بہت برا بھلا کہتے ہیں جسے بیان کرنے کی ضرورت نہیں کیونکہ انہوں نے اپنی اکثر کتابوں میں موصوف کی تکفیر و تضلیل کی ہے پھر بھی اپنی بات کو مدلل کرنے کے لئے صرف ایک حوالہ بیان کیا جاتا ہے:

☆......لقمان سلفی کے اہتمام ونظرِ ثانی اور نقی احمد ندوی غیر مقلد کے اردو ترجمہ کے ساتھ ایک کتاب شائع ہوئی ہے جس میں بایزید بسطامی رحمہ اللہ پر یوں کفر کا فتوی لگایا گیا ہے، لکھتے ہیں: ''کفر و الحاد اور شرک وزندیقیت کے زہریلے سانپ طیفور بسطامی......الخ'' (تصوف کو پہچانئے ص:۷۰)

ایک ہی سانس میں اُن کو کافر، ملحد، مشرک اور زندیق کہہ گئے مگر اس کے باوجود اُن ہی کے گھر سے موصوف کے متعلق حسنِ ظن بھی دیکھئے:

☆...... ملک حسن علی جامعی صاحب غیر مقلد اپنی کتاب میں ''مشاہیر اسلام، ائمہ حدیث اور اکابر فقہاء کا تذکرہ مکتوبات میں'' کے عنوان کے تحت لکھتے ہیں: ''مکتوبات میں اصحابِ نبی الصلوۃ والسلام اور بڑے بڑے نامور علماء و صلحاء کے اسماء کا مکرر سہ کرر ذکر آتا ہے'' اور پھر اس کے نیچے نمبر شمار ۲۴ میں ایسا نام درج کیا ہے ''حضرت بایزید بسطامیؒ'' (دیکھئے: تعلیماتِ مجددیہ ص:۴۸۹، ناشر: ادارہ اشاعت التوحید والسنہ جامع مسجد اہلحدیث شرقپور پاکستان، اہلحدیث تصوف کے گمشدہ اوراق ص:۱۱۵۶)

☆......غیر مقلدین کے مفتی اور شیخ الاسلام ثناء اللہ امرتسری صاحب سے کسی نے سوال کیا ہے، سوال و جواب دیکھئے اور شیخ بسطامی رحمہ اللہ کی تعریف بھی ملاحظہ فرمائیے:

سوال: حضرت سید عبد القادر جیلانی، حضرت فرید الدین عطار، حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہم اجمعین وغیرہ جو مشہور اولیاء گزرے ہیں، اُنہوں نے اپنی کسی تصنیف کی ہوئی کتاب میں کوئی مضمون شریعت سے باہر لکھا ہے؟''

جواب: ''یہ لوگ بڑے پابند شریعت اور متبع سنت تھے، یہ کیوں شریعت سے باہر لکھتے''

(فتاویٰ ثنائیہ ج:۱ ص:۳۶۴، ناشر: مکتبہ اصحاب الحدیث لاہور)

☆......غیر مقلدین کے محدث اعظم و مجتہدِ اعظم مفتی عبد اللہ روپڑی صاحب بایزید بسطامی رحمہ اللہ تعالیٰ

کی تعریف اس شاندار انداز میں بیان کرتے ہیں، لکھتے ہیں: ''شیخ ابو یزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ جو مشائخ میں سلطان العارفین کے لقب سے پکارے جاتے ہیں'' (فتاویٰ اہلحدیث ج:۱،ص:۵۲)

بس مختصر یہ کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے اکابرین رحمہم اللہ تعالیٰ کی اتباع تادمِ مرگ نصیب فرمائے۔

﴿اعتراضات اور اُن کے جوابات﴾

اعتــــراض 1: امین اللہ پشاوری غیر مقلد کہتے ہیں کہ صوفیاء کرام کے نزدیک اللہ کا وجود عین مخلوق کا وجود ہے (نظریہ توحید وجودی اور ڈاکٹر اسرار احمد ص:۴۹، مؤلفہ ڈاکٹر شفیق الرحمن)

جـــــواب: اللہ تجھے بخش دے یہ وہ عین نہیں ہے جو عام طور پر عوام متصور کرتے ہیں کہ اس سے مراد ''متحد الشیئ من کل الوجوہ'' ہے، نہیں بلکہ یہ صوفیاء کرام کی ایک خاص اصطلاح ہے جیسا کہ حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ''چونکہ اصل وظل میں نہایت قوی تعلق ہوتا ہے اس کو اصطلاحِ صوفیہ میں عینیت سے تعبیر کرتے ہیں اور عینیت کے یہ معنی نہیں کہ دونوں ایک ہو گئے یہ تو صریح کفر ہے، چنانچہ وہی صوفیہ محققین اس عینیت کے ساتھ غیریت کے بھی قائل ہیں (پھر تو تناقض ہوگا......؟ از ناقل) پس یہ عینیت اصطلاحی ہے'' (شریعت وطریقت ص:۳۱۲)

معلوم ہوا کہ ''عینیت'' کا لغوی اور عرفی معنی مراد نہیں بلکہ یہ صوفیاء کرام کی ایک خاص اصطلاح ہے ورنہ عینیت کو لغوی معنی کے ساتھ مراد لینے کو تو ہم بھی کفر کہتے ہیں۔

اس طرح کی لغوی عینیت کو تھانوی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ دوسری جگہ بھی کفر کہتے ہیں، فرماتے ہیں: ''یہ معنی نہیں کہ ہر مخلوق عین حق ہے یہ تو کفر ہے...... اگر وحدۃ الوجود کے یہی معنی ہیں کہ ہر شے عین خدا ہے...... تو عیسیٰ علیہ السلام اور مریم علیہا السلام کا خدا ہونا بھی لازم آئے گا، پھر ان کی الوہیت کے قائل کو کافر کس لئے کہا گیا ہے لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْآ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ'' (خطباتِ حکیم الامت ج:۹، ص:۱۷۴، ناشر: ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان پاکستان، فضائل صبر وشکر ص:۲۵۶)

اور اس موضوع پر مستقل اور مفصل بحث دوسری کتاب ''بوادر النوادر ص:۲۶۴'' میں بھی فرمائی ہے۔

☆......حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ''پس اس تمہید سے معلوم ہوا کہ عبد ورب میں عینیت حقیقی لغوی نہیں ہے...... جاننا چاہئے کہ عبد ورب میں عینیت حقیقی لغوی کا جو اعتقاد رکھے اور غیریت کا بجمیع وجوہ انکار کرے ملحد وزندیق ہے کیونکہ اس عقیدہ سے عابد ومعبود، ساجد ومسجود کا کچھ فرق نہیں رہتا اور یہ غیر واقع ہے نعوذ باللہ من ذالک'' (شمائم امدادیہ ص:۳۷، شائع: دار العلوم دیوبند)

قصہ مختصر! یہاں عینیتِ لغوی مراد نہیں بلکہ عینیتِ اصطلاحی مراد ہے اور صوفیاء کرام کی عینیت سے کیا

مراد ہے......؟ تو اس کی تشریح پچھلے صفحات میں گزر چکی ہے وہاں ملاحظہ کر لی جائے۔

الزامی جواب: غیر مقلدین ہی عینیت اور اتحاد کے قائل ہیں یہی وجہ ہے کہ ان کے بزرگوں نے بھی عینیت کا قول کیا ہے مثلاً مشہور مترجم صحاح ستہ علامہ وحید الزمان صاحب (جن کو غیر مقلدین امامِ اہلحدیث کہتے ہیں، ''دیکھئے: سلفی تحقیقی جائزہ ص:۹۴۴'') لکھتے ہیں: ''وجود سب ممکنات کا عینِ خدا ہے''
(رفع العجاجہ ج:۱، ص:۵۰۷)

اسی صفحہ پر مزید لکھتے ہیں: ''حاصل وحدۃ الوجود کا یہ ہے کہ وجود اور تحقق اور مابہ الموجودیۃ یہ عینِ خدا ہے اور تمام ممکنات اس وجود اور وجودِ حقیقی کے ایک پرتو اور عکس کی طرح ہیں'' (ایضاً)

دوسری کتاب میں لکھتے ہیں: ''فصوص الحکم میں جو بعض الفاظ عین اور اتحاد وغیرہ اُن کے قلم سے نکلے ہیں ان کا بھی یہی مطلب ہے کہ وجود ہمارا من وجہ وجود الٰہی کا عین ہے یعنی اس وجود کا سایہ ہے دوسرا کوئی مستقل وجود ہمارا نہیں ورنہ ہم اپنی بقا میں معاذ اللہ خدا سے بے پرواہ ہو جائیں گے، ان کا یہ مطلب نہیں ہے جو اس زمانہ کے ملحد اور جاہل ودرویش پکارتے پھرتے ہیں کہ خدا اور بندہ ایک ہے''
(تیسیر الباری ج:۴، ص:۴۶۶، دوسرا نسخہ ص:۳۲۶)

دوسری جگہ لکھتے ہیں: ''**انما یقولون ان الحق عین الخلق من وجه یعنی من جهة الوجود**'' (ہدیۃ المہدی ص:۵۰)

ترجمہ: ''صوفیاء کرام کہتے ہیں کہ اللہ پاک عین مخلوق ہے تو یہ عین **من وجه** ہے یعنی **من جهة الوجود** ہے''

☆......شاہ اسماعیل رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ''پوچھنے والا اگر یہ پوچھے کہ کائنات کی یہ چیزیں یعنی آسمان و زمین، شجر و حجر، درخت، پتھر، آدمی، گھوڑے یہ کیا ہیں؟ کیا یہ بجنسہ خدا ہیں یعنی اللہ تعالیٰ کا عین ہیں یا غیر ہیں؟ ہم اس کے جواب میں کہیں گے کہ شجر و حجر سے تمہاری کیا مراد ہے؟ شجر ہونے یا حجر ہونے کے جو آثار ہیں ان آثار کا مبدا اور ان احکام کی جو چیز منشاء ہے اگر یہ مقصود ہے تو میں کہتا ہوں کہ ایسی صورت میں یہ ساری چیزیں بجنسہ اللہ اور عین خدا ہیں۔'' (عبقات ص:۱۶۱)

تو اب اگر شاہ صاحب رحمہ اللہ اس کلام مذکور میں عینیت سے اصطلاحی عینیت مراد نہ لیں تو کیا شاہ صاحب رحمہ اللہ بھی خالق ومخلوق کی عینیتِ عرفی کے قائل ہو گئے......؟

معلوم ہوا کہ یہ ''عین'' صوفیاء کرام کی ایک خاص اصطلاح ہے۔

اعتراض 2: وحدۃ الوجود والوں نے اپنے آپ سے خدا بنایا ہوا ہے معاذ اللہ، چنانچہ حاجی امداداللہ مہاجر مکی اپنی کتاب میں لکھتے ہیں: ''اس مرتبہ میں خدا کا خلیفہ ہو کر لوگوں کو اُس تک پہنچاتا ہے اور ظاہر میں بندہ اور باطن میں خدا ہو جاتا ہے اس کو برزخ البرازخ کہتے ہیں''

دیکھئے وحدۃ الوجود کے قائلین کہتے ہیں کہ انسان سے باطن میں خدا بن جاتا ہے العیاذ باللہ۔

جواب: اولاً: یہ عبارت صوفی کی ہے اور تصوف کو ہر شخص نہیں سمجھتا بلکہ یہ مخصوص لوگوں کا کام ہے جیسا کہ غیر مقلدین نے بھی لکھا ہے کہ علم التصوف ایک مخصوص علم ہے جو مخصوص لوگوں کے لئے ہے۔

(اسلام میں بدعت وضلالت کے محرکات ص:۱۳۲)

ثانیاً: اس حوالہ سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ حاجی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کا یہ قول ''ظاہر میں بندہ اور باطن میں خدا'' ہونے کا یہ مطلب نہیں ہے کہ بندہ حقیقت میں خدا بن جاتا ہے العیاذ باللہ...... ورنہ پھر ''ظاہر میں بندہ اور باطن میں خدا'' ہونے کا کیا مطلب ہوا......؟ یہ الفاظ تو کوئی معنی پیدا نہیں کرتے بلکہ اگر بندہ سے خدا بنتا (معاذ اللہ) تو پھر ظاہر اور باطن دونوں میں اس سے خدا بن جاتا...... العیاذ باللہ۔

معلوم ہوا کہ اس کا کوئی اور ہی مطلب ہے اور حقیقت بھی اسی طرح ہے چنانچہ غیر مقلدین نے جو عبارت پیش کی ہے اس عبارت سے پہلے حاجی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے لکھا ہے: ''اور اس کو خلقِ معدوم محض اور خدا موجود مطلق معلوم ہوتا ہے اور خدا کے علم کے ذریعے سے اپنے کو مطلق قید میں آیا ہوا تصور کرتا ہے اور قیود کی وجہ سے اپنے کو بندہ سمجھتا ہے اور کہہ اٹھتا ہے **لا اله الا الله محمد رسول الله......**''

عبارت کی حقیقت یہ ہے کہ حاجی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ''اور اس کو خلق [۱] معدوم محض......الخ'' کہ بندہ اپنے آپ کو مخلوق سمجھے اور ایسی مخلوق کہ اپنے آپ کو نیست (عدم) کے برابر کردے [۲] اور اللہ تعالیٰ کو موجودِ مطلق سمجھے اور اللہ تعالیٰ کے علم [۳] کے ذریعے سے اپنی آزادانہ

---

۱ مصدر مبنی للمفعول یعنی مخلوق

۲ جیسا کہ بخاری شریف میں آتا ہے کہ ''**فلا شیٔ بعده**'' یا اسی طرح ''**الا كل شيء ماخلا الله باطل**''

۳ معلوم ہوا کہ حاجی صاحب کی مراد علمِ خدا ہے نہ کہ ذاتِ خدا......تدبر......!

زندگی کو مقید تصور کرے ؎ تو اس کا باطن اور تمام سراپا خدا تعالیٰ کے حکم اور منشاء کے مطابق ہو جائے گا اور اِن قیود کی وجہ سے اپنے آپ کو بندہ سمجھے گا (کہ یہ قیود اور تکالیف مجھ پر لازم ہیں) اور ظاہر میں بھی اس کا اظہار کرے گا اور **لا الٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ** کہے گا (یعنی ظاہر میں بھی شریعت کا پابند ہوگا)

تو غیر مقلدین کی ذکر کردہ عبارت اور ہماری یہ مابعد عبارت کو جمع کر دیا جائے تو کلام کا خلاصہ یوں بنتا ہے کہ حاجی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی عبارت کا مطلب یہ ہے کہ ایک بندہ اتنی ریاضت ومجاہدے کرے کہ ساری دنیا بلکہ اپنی ہستی بھی اللہ تعالیٰ کی ہستی کے مقابلہ میں بالکل معدوم سمجھ لے تو پھر وہ حقیقت میں اللہ تعالیٰ کا خلیفہ ہو جائے گا اور اس کے جسم سے ایک عمل بھی اللہ تعالیٰ کی رضا اور منشاء کے بغیر صادر نہیں ہوگا۔ اور حاجی ساحب رحمہ اللہ تعالیٰ کا یہ قول مشہور حدیث قدسی سے ماخوذ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ''وَلَایَزَالُ عَبْدِیْ یَتَقَرَّبُ اِلَیَّ بِالنَّوَافِلِ حَتّٰی أُحِبَّهُ، فَکُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِیْ یَسْمَعُ بِهٖ، وَبَصَرَهُ الَّذِیْ یُبْصِرُ بِهٖ، وَیَدَاهُ الَّتِیْ یَبْطِشُ بِهَا، وَرِجْلَهُ الَّتِیْ یَمْشِیْ بِهَا......الخ'' (بخاری شریف ج:۲، ص:۹۶۲)

ترجمہ: ''ہمیشہ میرا بندہ نوافل کے ذریعے میرا قرب حاصل کرتا ہے حتیٰ کہ میں اس سے محبت کرنے لگ جاتا ہوں پس میں اس کا وہ کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے، اُس کی وہ آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے، اُس کا وہ ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے اور اُس کا وہ پیر بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے......''

تو کیا اس کا یہ مطلب ہوا کہ بندہ حقیقت میں اللہ بن گیا العیاذ باللہ......؟ نہیں بلکہ مطلب یہ ہے کہ اس کے اعضاء سے اللہ تعالیٰ کے محبوب وپسندیدہ افعال صادر ہوں گے اور باطن میں جو قوت (نیک اعمال کی) ہے وہ اللہ تعالیٰ کی مرضی اور منشاء سے ہوگی۔

اسی طرح حاجی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے ایک مقام پر ذاتِ خداوندی کا ذکر کیا ہے تو بعد میں خود اُس کی تشریح بھی بیان کر دی ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے......!!

؎ غیر مقلدین کی طرح نہیں کہ غیر مقلدین کہتے ہیں کہ ہم آزادانہ مذہب والے ہیں (ترجمان وہابیہ)

غیر مقلدین خواہ مخواہ علماء احناف کثر اللہ سوادہم کی عبارات کو یوں غلط رنگ دے کر عوام کو دھوکہ میں نہ ڈالیں کہ ایسے معنی تو علماء احناف بھی نہیں مانتے جس طرح کے معنی و مفہوم غیر مقلدین کرتے ہیں۔

الزامی جواب: اگر حاجی صاحب رحمہ اللہ تعالی کے اس قول پر اعتراض ہے تو حاجی صاحب نے تو صرف بندہ کے باطن میں خدائیت کی بات کی ہے لیکن نامور غیر مقلد مولانا حنیف ندوی صاحب نے تو ہر شے کے باطن میں خدائی کی تصریح کی ہے، چنانچہ موصوف لکھتے ہیں:

”جاری وساری خدا سے مقصود یہ ہے کہ نہ تو تخلیق و آفرینش کا یہ تماشہ ایسا ہے جو صرف اس کی حدود علم و تصور ہے کے اندر جلوہ فگن ہو اور ہر طرح کی مصروفیت اور خارجی وجود سے محروم ہو اور نہ اس کی حیثیت ایسے صانع و مصنوع کی ہے کہ جن کو زمان و مکان کے فاصلوں نے جدا جدا اور الگ کر رکھا ہو بلکہ اس کی حیثیت ایسے داخلی عنصر، ایسی باطنی کارفرما اور نفس شی میں داخل و نہاں تحقیقی جوہر کی ہے جو باہر رہ کر نہیں بلکہ ہر شے کی رگ و پے میں سما کر اور اندر رہ کر تربیت و پرورش کے کار عظیم کو انجام دینے میں مصروف ہے“
(عقلیاتِ ابن تیمیہ ص:۳۰۹)

تو اس عبارت کو دیکھئے ”ہر شے کی رگ و پے میں سما کر اور اندر رہ کر تربیت و پرورش کے کار عظیم کو انجام دینے میں مصروف ہے“

اگر ہمارے ممدوح حاجی صاحب رحمہ اللہ تعالی کی بندہ کے باطن میں خدائی کو ظاہر پر محمول کرتے ہو اور پھر اس کی وجہ سے احناف پر اعتراضات کرتے ہو تو تمہارے بزرگ اور ممدوح مولانا حنیف ندوی صاحب نے تو ہر شے کے باطن میں خدائیت کی تصریح کی ہے، پھر تو آپ لوگ ہم سے بھی زیادہ مطعون ہونے کے لائق ہو......!

مزید تفصیل کے لئے ہماری کتاب ”توضیحاتِ عباراتِ اکابر“ ملاحظہ فرمائیں۔

اعتراض 3: غیر مقلدین حضرات یہ اعتراض بھی کرتے ہیں کہ ”فناء فی اللّٰہ“ ایک کفری اصطلاح ہے کیونکہ اس کا تو یہ مطلب ہے کہ انسان نے اللہ تعالیٰ کی ذات میں فنا یعنی حلول کیا ہے، چنانچہ ارشاد اللہ امان صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں: ”اتحاد ثلاثہ کا تیسرا ٹکڑا وحدۃ الشہود ہے اس کو ”فنافی اللہ“ ہونا بھی کہتے ہیں، اس کا مطلب یہ ہے کہ بندہ اپنی محبت اور ریاضت کو اس قدر فروغ دے کہ حلولیوں کی طرح اللہ تعالیٰ

کو عرش سے اتار کر کسی ذات میں داخل کرنے کی بجائے خود عروج کرے اور بلند ہو کر ذاتِ الٰہی میں داخل ہو جائے اور اس طرح اپنی ذات کو فنا کر کے بقا حاصل کر لے"

(حق کی تلاش ص:۳۷۲، ناشر: دار التوحید کراچی پاکستان، دوسرا نسخہ ص:۳۱۷و۳۱۸ مکتبہ دار الاندلس)

اسی طرح غیر مقلدین کا دوسرا فرقہ ڈاکٹر عثمانی صاحب اور منور صاحب لکھتے ہیں: "فنا فی اللہ ہو کر اتنا عروج کرے کہ بلند ہو کر اصل سے واصل ہو جائے" (اسلام یا مسلک پرستی ص:۲۰۴)

جواب: یہ بات ذہن نشین کرلیں کہ کلام کے ہر فن کو اُس فن کی اصطلاح پر محمول کرنا چاہئے، ہر جگہ اس کے لغوی معنی کرنا سنگین غلطی ہے، اسی وجہ سے تو غیر مقلدین کے مشہور ادیب اور عالم مولانا حنیف ندوی صاحب لکھتے ہیں: "ان اصحابِ حال حضرات کی عبارتوں میں منطق ونحو کے تقاضوں کے مطابق معانی ومطالب ڈھونڈنا عبث ہے، یہاں تو ذوق ووجدان کی رہنمائی ہی میں آگے بڑھنا مفید ہو سکے گا"

(عقلیاتِ ابن تیمیہ ص:۳۰۶و۳۰۷)

ہر جگہ اُس کلام کی خاص اصطلاح کو چھوڑ کر اُس کا لغوی معنی کرنا بڑی جہالت اور ناسمجھی ہے۔ اسی طرح امین اللہ پشاوری صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں کہ جب لغوی اور اصطلاحی کے مابین تنازع آجائے تو پھر وہاں پر اعتبار اصطلاحی معنی کو ہوگا۔ (حکمۃ القرآن، الحق الصریح ج:۳، ص:۲۴۸ وغیرہما)

☆...... مشہور محقق اسلام حضرت مولانا ڈاکٹر خالد محمود صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ "فناء" کی یوں تشریح کرتے ہیں: "جب یہ کسی سالک کا حال بن جائے کہ وہ وجودِ حقیقی کے سوا ہر چیز کے وجود کو نہ ہونے کے برابر سمجھے تو وہ اللہ کی ذات میں گم ہو کر مقام فنا میں آگیا اپنے آپ کو مٹا گیا اور ہر چیز اس کی نظر میں کالعدم ہو گئی یہ مقام فنا ہے" (آثار الاحسان ج:۲، ص:۲۰۹)

☆...... مولانا مجیب الرحمن صاحب دامت برکاتہم العالیہ یوں تعریف کرتے ہیں: "فنا اور بقاء بھی تصوف کی اصطلاحات ہیں اور جو اِن صفات سے موصوف ہو اُس کو فانی فی اللہ اور باقی باللہ کہتے ہیں، فنا فی اللہ کا یہ مطلب ہر گز نہیں کہ فانی فی اللہ وہ شخص ہوتا ہے جو اللہ کی ذات میں فنا ہو جاتا ہے یعنی حلول کر جاتا ہے یہ تو الحاد اور بے دینی ہے بلکہ اُس کا مطلب یہ ہے کہ آدمی اللہ تعالیٰ کی مرضیات میں ہی لگ جائے اس کی مرضیات میں فنا ہو جائے اس کی یاد میں ڈوب جائے اور ماسوا اس کی یاد سے نکل جائے"

(راہِ حق ص:۲۷۸و۲۷۹)

☆...... مسلّم بزرگ مجدد الف ثانی رحمہ اللہ تعالیٰ (متوفی:۱۰۳۴ھ) فرماتے ہیں: ''فناء فی اللہ عبارت از فناء در مرضیات اوست سبحانہ'' یعنی ''فناء فی اللہ، اللہ تعالیٰ کی مرضیات میں فناء ہونے کا نام ہے۔''
(مکتوبات ج:۱،ص:۹۷)

دوسری جگہ لکھتے ہیں: ''فناء عبارت از نسیان ماسوااست'' (ایضاً ج:۱،ص:۶۵)

☆...... حضرت ہجویری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ''گویا فناء وبقاء ان (صوفیاء) کے نزدیک بڑے اوصاف کو ساقط کر کے نیک صفات پر قائم ہونا ہے'' (کشف المحجوب اردو ص:۲۷۲، بشکریہ صاحب راہ حق)

☆...... مفتی رشید احمد لدھیانوی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ ''فنا'' کی یوں تعریف بیان کرتے ہیں: ''اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات کے غلبہ شہود کی وجہ سے اپنی ذات وصفات سے بے خبری کو فنا کہتے ہیں''
(احسن الفتاویٰ ج:۱،ص:۵۵۴، جامع الفتاویٰ ج:۳،ص:۴۴و۴۵)

☆...... غیر مقلدین کے مجدد العصر نواب صدیق حسن خان صاحب صوفیاء کرام کی اس اصطلاح ''فناء درفناء'' کی تشریح اور اس کو درست سمجھتے ہوئے لکھتے ہیں: ''فناء عبارت از اں ست کہ بواسطہ استیلائی ظہور ہستی حق بر باطن بما سوای او شعور نماند وفنائے فنا آنکہ آن بی شعوری ہم شعور نماند، واین فنای فنا مندرج ست در فنا زیرا کہ صاحب فنا اگر بفنای خود شعور باشد صاحب فنا نباشد''
(حظیرۃ القدس ص:۵۹ بحوالہ المہند الدیوبندی علی عنق المفتری ص:۶۹)

ترجمہ: ''فناء کا مطلب یہ ہے کہ بندہ کے باطن پر اللہ تعالیٰ کی ذات کا ایسا غلبہ ہو جائے کہ اُسے اللہ تعالیٰ کے سوا کی چیز کا شعور نہ ہو اور ''فناء درفناء'' کا مطلب یہ ہے کہ اُس کو غیر اللہ کے فناء ہونے کے شعور کا بھی شعور نہ ہو اور ''فناء الفناء'' فناء میں شمار ہوتا ہے کیونکہ صاحبِ فناء کو اگر اپنے فناء ہونے کا شعور ہو تو پھر وہ صاحبِ فناء نہیں ہے۔''

اسی طرح غیر مقلدین کی ایک اور معتمد کتاب میں مجدد الف ثانی رحمہ اللہ تعالیٰ کے حوالے سے اِس کی یوں تعریف کرتے ہیں: ''شیخ مجدد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: فنافی اللہ عبارت از فنا در فنا در مرضیات اوست سبحانہ وعلی ہذا القیاس السیر الی اللہ والسیر فی اللہ'' (دفتر اول، مکتوب:۹۷)

ترجمہ: ''فنافی اللہ سے یہی مراد ہے کہ آدمی اللہ تعالیٰ کی مرضیات میں فنا ہو جائے یہی مفہوم السیر الی اللہ والسیر فی اللہ کا ہے'' (تعلیمات مجددیہ ص:۳۳۳)

☆...... غیر مقلدین کے شیخ الاسلام ثناء اللہ امرتسری صاحب ایک سائل کو جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں: ''صوفیاء کرام کی اصطلاح میں فنا فی الشیخ کے معنی ہیں شیخ کی محبت کامل اور فنا فی الرسول کے معنی ہیں کامل محبت اور اتباعِ رسول، یہاں تک کہ اپنی کوئی امنگ خلافِ سنت نہ ہو'' (فتاویٰ ثنائیہ ج:۱ ص:۲۹۱)

تو ''فناء'' کی اصطلاح کو سمجھ لینے کے بعد بھی اس کے لغوی معنی کرنا اور اتحاد اور حلول کے معنی مراد لینا جہالت اور تعصب کی انتہاء ہے، ایسے لوگوں کے حق میں ہم اللہ سے دعا ہی کر سکتے ہیں۔

غیر مقلدین اگر ہر جگہ اور ہر کلام کو اُس فن کی خاص اصطلاح پر محمول نہ کریں اور ہر جگہ لغوی معنی مراد لیں تو پھر غیر مقلدین کے مجتہد الدہر نواب صدیق حسن خان صاحب کے اس کلام کے ساتھ کیا کریں گے کہ فلاں شخص ''صمدیت'' کے درجہ پر فائز تھا......!! چنانچہ لکھتے ہیں:

''شاہ مدار غرائب احوال وعجائب اطوار از دی نقل میکنند کہ در عقل نمی آید گویند در مقام صمدیت بود دوازدہ سال طعام نخورد ولباسی کہ یکبار پوشیدہ بار دیگر محتاج تجدید غسل نشد......الخ''
(تقصار جیود الاحرار من تذکار جنود الابرار ص:۱۵۸، ناشر: مطبع شاہجہانی بھوپال)

ترجمہ: ''شاہ مدار کے عجیب وغریب احوال واطوار نقل ہوئے ہیں کہ عقل میں بھی نہیں سماتے، کہا جاتا ہے کہ وہ ''صمدیت'' کے مقام پر فائز تھا اور بارہ سال تک کھانا نہیں کھایا اور جو لباس ایک مرتبہ پہن لیتے تو پھر اُس کو تبدیل کرنے اور دھونے کی ضرورت نہ پیش آتی''

پھر بھی کوئی ضدی غیر مقلد اس کے معنی اتحاد اور حلول کے ساتھ ہی کرتا ہے تو ہم اُن کے سامنے اُن ہی کے چند بزرگوں کی عبارات پیش کر دیتے ہیں کہ کیا وہ بھی اتحاد او حلول کے قائل تھے......؟

(۱) غیر مقلدین کے شیخ الکل فی الکل نذیر حسین دہلوی صاحب اپنے شاگرد عبداللہ غزنوی کے متعلق لکھتے ہیں: ''واہ عبداللہ فنا فی اللہ شد'' (الحیاۃ بعد المماۃ ص:۱۷۶، اہلحدیث کے چار مراکز ص:۶۷)

تو کیا اس کا یہ مطلب ہوا کہ عبداللہ غزنوی صاحب نے اللہ تعالیٰ میں حلول کیا تھا......؟

(۲) حافظ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا حوالہ گزر چکا، ان کی کتاب کا ترجمہ بھی خود غیر مقلدین نے کیا ہے، جس میں یوں لکھتے ہیں: ''ولایت کی دلیل فقط ایک ہے اور وہ محمد ﷺ کی غلامی ہے جو جتنا ان کے قریب ہوا وہ اتنا بڑا ولی ہوا، جو جتنا اُن کی ذات اور اُن کی سنت میں فنا ہوا وہ اتنا ہی مقرب بارگاہ الٰہی ہوا''
(تصوف کی حقیقت ص:۵، ناشر: طارق اکیڈمی فیصل آباد، علمائے اہلحدیث کا ذوقِ تصوف ص:۱۷۰)

تو کیا حافظ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے قول کا یہ مطلب ہوا کہ نبی کریم ﷺ کی ذات میں جس نے جتنا حلول کیا وہ اتنا ہی اللہ تعالیٰ کے نزدیک ہوگا۔

(۳) مشہور غیر مقلد سید ابوبکر غزنوی صاحب لکھتے ہیں: ''صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو دیکھئے اُنہوں نے جو کچھ پایا سب آنحضرت ﷺ کی ذات میں فنا ہونے سے پایا'' (خطبات ومقالات ص:۲۶)

غیر مقلدین اس عبارت کی جو تاویل کرتے ہیں وہ ہماری طرف سے بھی سمجھ لیں۔

(۴) نواب صدیق حسن خان صاحب لکھتے ہیں: ''اور اس نسبت کے حصول کے بعد وہ عروج ہوتا ہے جسے فنا فی اللہ اور بقا باللہ کہتے ہیں اور یہ عروج آنحضرت ﷺ سے متوارث نہیں بلکہ اللہ کا عطیہ ہے'' (ابقاء المنن ص:۱۵۵)

(۵) غیر مقلدین کے ممدوح ماہر القادری صاحب فناء اور بقا کی تعریف نظم کی شکل میں کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ''میں کیوں جہاں میں کسی اور کی طرف دیکھوں

خدا کی ذات ہی کافی ہے دوستی کے لئے

اسی کا نام فنا ہے اسی کا نام بقا.....الخ''

(ذکر جمیل ص:۳۳)

معلوم ہوا کہ ماہر القادری صاحب بھی فناء اور بقا کو اللہ کی دوستی کا نام دے رہے ہیں، اسے اتحادِ حقیقی اور حلولیت نہیں کہہ رہے.....!

اعتــــراض 4: وحدۃ الوجود کے قائلین حضرات کہتے ہیں کہ خنزیر بھی خدا ہے العیاذ باللہ، کتے اور باقی جانور بھی.....العیاذ باللہ

جواب: اُن کے مطلب پر معترضین سمجھے نہیں اور اپنے آپ کو زبردستی اولیاء اللہ کا دشمن بنا رہے ہیں، اللہ تعالیٰ قرآنِ پاک میں فرماتے ہیں: ''وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَآنُ قَوْمٍ عَلٰى أَلَّا تَعْدِلُوا''

ترجمہ: ''اور جرم میں نہ ڈالے تمہیں بغض (دشمنی) قوم کی، اس وجہ سے کہ تم انصاف نہ کرو''

(تفسیر فہم القرآن ص:۲۰۶ لامین اللہ البشاوری)

اس کا یہ مطلب نہیں کہ یہی مشہود بعینہٖ خدا ہے معاذ اللہ، یہ تو صریح کفر ہے بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ خدا تعالیٰ کا مظہر ہے، اس کو دیکھو تو تمہیں اللہ یاد آجائے کہ یہ اتنی بہترین صفات والی مخلوق جس ذات

نے پیدا کی ہے وہ کتنی صفاتِ حسنہ کثیرہ کی مالک ہوگی، تو تمہیں اللہ یاد آجائے گا تو مخلوق کو دیکھنے سے اللہ تعالیٰ کا یاد آجاتا ہے، یہ مطلب نہیں کہ مخلوق کو بعینہٖ خالق کہیں العیاذ باللہ حاشا وکلا۔

علامہ خالد محمود صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ''اگر انہیں ہر مخلوق میں خدا کی قدرت کا جلوہ نظر آتا ہے، وہ مخلوق کو اپنی ذات میں کچھ نہیں سمجھے تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ ان کے ہاں خدا اور اس کی مخلوق ذاتاً متحد ہوگئے ہیں (معاذ اللہ)'' (آثار الاحسان ج:۲، ص:۲۰۹)

معلوم ہوا کہ غیر مقلدین خوامخواہ مسلّمات کی خلاف ورزی کرتے ہیں اور بغض وتعصب کی راہ کو اپناتے ہیں **اللّٰھم احفظنا**.

الزامی جواب: آیئے شاہ اسماعیل صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کا یہ قول ملاحظہ فرمائیے، ہوسکتا ہے کہ تمہارے اعتراض کے لئے یہ بھی کافی وشافی ہو، لکھتے ہیں: ''پوچھنے والا اگر یہ پوچھے کہ کائنات کی یہ چیزیں یعنی آسمان وزمین، شجر وحجر، درخت، پتھر، آدمی، گھوڑے یہ کیا ہیں؟ کیا یہ بجنسہٖ خدا ہیں یعنی اللہ تعالیٰ کا عین ہیں یا غیر ہیں؟ ہم اس کے جواب میں کہیں گے کہ شجر وحجر سے تمہاری کیا مراد ہے؟ شجر ہونے یا حجر ہونے کے جو آثار ہیں ان آثار کا مبدا اور ان احکام کی جو چیز منشاء ہے اگر یہ مقصود ہے تو میں کہتا ہوں کہ ایسی صورت میں یہ ساری چیزیں بجنسہٖ اللہ اور عین خدا ہیں'' (عبقات ص:۱۶۱)

دیکھئے معترضین......! اگر صحیح بات کو خوامخواہ غلط رنگ دیتے ہو اور موضوع کی خاص اصطلاحات کو نہیں مانتے تو شاہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ پر کون سا فتویٰ لگاؤ گے؟ اور مزے کی بات یہ کہ غیر مقلدین شاہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کو بھی تارک التقلید اور اہلحدیث کہتے ہیں......!

اعتراض 5: جب تم یہ کہتے ہو کہ وحدۃ الوجود کا کوئی شرعی رتبہ نہیں ہے بلکہ یہ ایک مقام، حالت اور ذوق ہے تو پھر تم اس کو مسئلہ کیونکر کہتے ہو......؟

جواب: یہ مسئلہ شرعیہ نہیں بلکہ یہ مسئلہ کشفیہ اور ذوقیہ ہے، ہر مسئلہ، شرعی مسئلہ نہیں ہوتا، اگر تم ہر مسئلہ کو شرعی مسئلہ کہتے ہو تو تمہاری اس بات کے بطلان کے لئے ایک عام فہم مثال پیش کرتے ہیں:

جب کبھی کسی کی گاڑی میں کوئی خرابی پیدا ہو جائے تو یہ ڈرائیور مستری اور مکینک کو کہتا ہے کہ میری گاڑی میں کوئی مسئلہ پیدا ہوگیا ہے، تو اس کا یہ مطلب تو نہیں کہ کوئی شرعی مسئلہ پیدا ہوگیا ہے بلکہ انتظامی مسئلہ پیدا ہوگیا ہے۔

اسی طرح اگر ہم وحدۃ الوجود کی طرف مسئلہ کی نسبت کرتے ہیں تو اس کا یہ مطلب نہیں ہوتا کہ یہ سنت ہے یا واجب وغیرہ ہے بلکہ یہ ایک ذوقیہ مسئلہ ہے اور حالیہ اور کشفیہ مسئلہ ہے۔

اعتــــراض 6: تم لوگ کہتے ہو کہ یہ شرعی مسئلہ نہیں ہے تو پھر تم اس کو توحید کے زمرے میں کس طرح لاتے ہو اور اسے توحید کہتے ہو......؟

جــواب: ہم اس کو توحیدِ ایمانی نہیں کہتے بلکہ توحیدِ حالی اور توحیدِ شہودی کہتے ہیں، بہ الفاظ دیگر جب تک سالک اس حالت اور کیفیت تک نہ پہنچے (وحدۃ الوجود کی خاص کیفیت ہے) تو اس کیفیت تک پہنچنے کے مابین جو یہ خاص نظر ہے کہ مخلوق کی طرف نظر نہ کرنا اور ہر حالت میں خالق کی طرف نظر رکھنا، مخلوق کو کوئی اہمیت نہ دینا اور حقیقی اور بقاء صرف اللہ کو سمجھنا تو اس نظر اور کیفیت کو توحید کہا گیا ہے ورنہ وحدۃ الوجود کی انتہاء اور اس کیفیت کو توحید نہیں کہا گیا۔

اور ہاں! اس کو غیر مقلدین نے بھی توحید کہا ہے جیسا کہ عبداللہ روپڑی صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں:

''توحید حالی، وحدۃ الشہود ہے اور توحید الٰہی، وحدۃ الوجود ہے'' (فتاویٰ اہلحدیث ج:۱،ص:۱۵۰)

اعتــراض 7: وحدۃ الوجود کا ذکر نہ قرآن میں ہے اور نہ ہی حدیث میں بلکہ امین اللہ پشاوری نے تو یہاں تک لکھ دیا ہے کہ وحدۃ الوجود کا موجد ابن عربی ہے (تفسیر حکمۃ القرآن ج:۱،ص:۱۸۱) اور ابن عربی ۶۳۸ھ میں فوت ہوا تو معلوم ہوا کہ یہ مسئلہ بہت بعد میں پیدا ہوا ہے۔

جــواب: تمہاری مراد خاص وحدۃ الوجود کے الفاظ سے ہے تو اگر یہ اصطلاحی الفاظ نہ مل سکیں (جیسا کہ شیخ عبدالسلام رستمی صاحب غیر مقلد نے کہا ہے دیکھئے ''نظریہ توحید وجودی اور ڈاکٹر اسرار احمد ص:۴۰'') تو کوئی بات نہیں، احادیث کے جتنے بھی اصطلاحی الفاظ ہیں کہ یہ حدیث صحیح ہے یا ضعیف، تو اگر صحیح ہے تو صحیح لغیرہ ہے یا صحیح لذاتہ، یا حسن لذاتہ یا حسن لغیرہ وغیرہ، تو ایسی اصطلاحات بھی تو قرآنِ کریم اور احادیث مبارکہ میں نہیں ملتیں تو پھر آپ لوگ اس کو کیونکر مانتے ہو......؟ باوجود اس کے کہ غیر مقلدین کے مفتی اعظم عبداللہ روپڑی صاحب نے لکھا ہے:

''توحید حالی، وحدۃ الشہود ہے اور توحید الٰہی، وحدۃ الوجود ہے، یہ اصطلاحات زیادہ تر متاخرین صوفیاء (ابن عربی رحمہ اللہ وغیرہ) کی کتب میں پائی جاتی ہیں متقدمین کی کتب میں نہیں، ہاں مراد ان کی صحیح ہے'' (فتاویٰ اہلحدیث ج:۱،ص:۱۵۰)

اور اگر تمہاری مراد مفہوم سے ہے تو یہ تمہارا صاف جھوٹ ہے بلکہ پہلے غیر مقلدین کے حوالہ جات بھی گزر چکے ہیں کہ وہ اس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ اس کے معنی و مفہوم شریعت سے ثابت ہیں، دوبارہ تکرار کی ضرورت نہیں، اگلے مباحثوں کی طرف مراجعت کریں۔

اور رہی یہ بات کہ اس کے موجد اوّل ابن عربی رحمہ اللہ تعالیٰ تھے تو یہ حقیقت سے بہت زیادہ بعید ہے، ابن عربی رحمہ اللہ تعالیٰ نے صرف اس کی اصطلاح کی تشریح نئے انداز میں فرمائی ہے اور اس اصطلاح کو ترتیب وتدوین کا درجہ دیا فقط۔ ورنہ اس سے پہلے امام غزالی رحمہ اللہ (المتوفی: ۵۰۵ھ) بھی اس کے قائل تھے جیسا کہ اس کی تصریح خود غیر مقلدین نے کی ہے جس کے حوالہ جات گزر چکے ہیں اور حال یہ ہے کہ امام غزالی رحمہ اللہ ابن عربی رحمہ اللہ (المتوفی: ۶۳۸ھ) سے پہلے گزر چکے ہیں۔

☆...... مولانا حنیف ندوی صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں: ''ابوالفیض ذوالنون مصری رحمہ اللہ (المتوفی: ۲۴۶ھ)......ان کا علم وفضل اور ورع وتقوی اور حال ووجدان تمام صوفیاء کے حلقوں میں مسلّم ہے، <u>ان کے اقوال میں کہیں کہیں وحدۃ الوجود کی جھلک پائی جاتی ہے</u>، کتاب وسنت کے سختی سے پابند تھے'' (تعلیمات غزالی ص:۱۹)

تو حنیف ندوی صاحب اقرار کر رہے ہیں کہ ذوالنون مصری رحمہ اللہ جن کی وفات ۲۴۶ھ میں ہوئی، اُنہوں نے بھی وحدۃ الوجود کا قول کیا ہے۔

اسی طرح حسین بن منصور حلاج رحمہ اللہ (المتوفی: ۳۰۹ھ)، حضرت ابومدین المغربی رحمہ اللہ (المتوفی: ۵۹۰ھ)، حضرت فریدالدین عطار رحمہ اللہ، امام فخرالدین رازی رحمہ اللہ (المتوفی: ۶۰۶ھ)، امام قشیری رحمہ اللہ (المتوفی: ۴۶۵ھ) وغیرہ سب نے وحدۃ الوجود کے معنی ومفہوم بیان کئے ہیں۔

اعتراض 8: صوفیاء کرام کہتے ہیں کہ جس نے دنیا میں اور وجود تصور کئے تو وہ شرک فی التوحید کا مرتکب ہوگیا۔

جواب: اپنے آپ کو حقائق پر مطلع کرنے کی کوشش کریں، اول تو یہ بات اِن حضرات نے ہر کسی کے لئے نہیں کہی بلکہ یہ اُن لوگوں کے متعلق ہے جو وحدۃ الوجود کے اس مقام پر فائز ہو گئے اور اُن پر یہ کیفیت صادر ہوئی ہو، یہ ہمارے متعلق نہیں کہتے کیونکہ ہم اس کیفیت سے خالی ہیں۔

ثانیاً: صوفیاء کرام کی نظر کے متعلق پہلے گزر چکا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی ذات کو مستقل، ہمیشہ، ہر قسم کے نقص

سے خالی اور حقیقی وجود سمجھتے ہیں اور مخلوق کو اس کے برعکس سمجھتے ہیں تو اس وجہ سے وہ اِن کمزور صفات والی مخلوق کو نہ ہی توجہ دیتے ہیں اور نہ ہی اُن کو کوئی حیثیت دیتے ہیں گویا ان کو کالعدم سمجھتے ہیں، اِس کے باوجود بھی دنیا میں ایسی صفات والی کامل کوئی اور ذات تسلیم کرلیں (یعنی اِن صفاتِ مذکورہ الٰہیہ کے ساتھ کسی اور کو بھی متصف سمجھیں) تو حقیقت یہ ہے کہ اُس نے شرک کیا تو اس میں اعتراض کی کیا بات ہے......؟ اس کا یہ مطلب تو نہیں ہے کہ وہ بالکلیہ مطلق وجود سمجھنے کی وجہ سے شرک کا حکم لگاتے ہیں حاشا وکلا...... بلکہ یہ مفتریوں کی عاداتِ مردودہ ہے کہ اولیاءِ کرام پر افتراء اور الزاماتِ فاسدہ لگاتے ہیں اور پھر اُن کو اس وجہ سے گمراہ اور کافر قرار دیتے ہیں العیاذ باللہ۔

موقع کی مناسبت سے غیر مقلدین حضرات کے سامنے امین اللہ پشاوری غیر مقلد کا ایک قول نقل کرتا ہوں، پشاوری صاحب لکھتے ہیں: ''ہر دور میں فاسقوں اور فاجروں کا یہی حال رہا ہے کہ وہ نیک لوگوں کو بیوقوف اور گمراہ سمجھتے ہیں'' (تفسیر حکمۃ القرآن ج:۵،ص:۳۳۰)

اعتــراض 9: امین اللہ پشاوری غیر مقلد نے ایک قول نقل کیا ہے کہ ''عبد و معبود میں فرق کرنا شرک ہے'' (نظریہ توحید وجودی اور ڈاکٹر اسرار احمد ص:۴۹، مؤلفہ: ڈاکٹر شفیق الرحمٰن)

جــواب: اس اعتراض کا تفصیلی جواب اسی کتاب کے اگلے صفحات میں ''ایک غیر مقلد کے ساتھ خط وکتابت'' عنوان کے تحت ملاحظہ فرمائیے۔

اعتــراض 10: امین اللہ پشاوری غیر مقلد نے وحدۃ الوجود کی نفی پر ضامن علی جلال آبادی کا واقعہ بھی لکھا ہے کہ ''بی شرماتی کیوں ہو کرنے والا کون اور کرانے والا کون وہ تو وہی ہے''

(نظریہ توحید وجودی اور ڈاکٹر اسرار احمد ص:۴۹)

جــواب: اس کا تفصیلی و مدلل جواب ہم اپنی کتاب ''توضیحاتِ عباراتِ اکابر'' میں دے چکے ہیں پھر بھی موضوع سے متعلق مختصراً جواب ملاحظہ فرمائیے:

اول یہ سارا واقعہ ملاحظہ کیجئے پھر آپ کو خود امین اللہ پشاوری صاحب کا سراسر خلافِ حقیقت اعتراض طشت از بام ہوجائے گا **ان شاء اللّٰہ تعالٰی**......

''ایک روز حضرت مولانا خلیل احمد صاحب زیدمجدہ نے دریافت کیا کہ حضرت یہ حافظ لطافت علی عرف حافظ مینڈھو شیخ پوری کیسے شخص تھے؟ حضرت نے فرمایا پکا کافر تھا اور اس کے بعد مسکرا کر ارشاد فرمایا کہ

ضامن علی جلال آبادی تو توحید ہی میں غرق تھے، ایک بار ارشاد فرمایا کہ ضامن علی جلال آبادی کی سہارنپور میں بہت رنڈیاں مرید تھیں ایک بار یہ سہارنپور میں کسی رنڈی کے مکان پر ٹھہرے ہوئے تھے، سب مریدنیاں اپنے میاں صاحب کی زیارت کے لئے حاضر ہوئیں مگر ایک رنڈی نہیں آئی، میاں صاحب بولے کہ فلاں کیوں نہیں آئی، رنڈیوں نے جواب دیا میاں صاحب ہم نے اس سے بہتیرا کہا کہ چل میاں صاحب کی زیارت کو، اُس نے کہا میں بہت گنہگار ہوں اور بہت روسیاہ ہوں، میاں صاحب کو کیا منہ دکھاؤں، میں زیارت کے قابل نہیں۔ میاں صاحب نے کہا نہیں جی تم اُسے ہمارے پاس ضرور لانا، چنانچہ رنڈیاں اسے لے کر آئیں، جب وہ سامنے آئی تو میاں صاحب نے پوچھا بی تم کیوں نہیں آئی تھیں؟ اُس نے کہا حضرت روسیاہی کی وجہ سے زیارت کو آتی ہوئی شرماتی ہوں، میاں صاحب بولے "بی تم شرماتی کیوں ہو کرنے والا کون اور کرانے والا کون وہ تو وہی ہے" رنڈیاں یہ سن کر آگ ہو گئیں اور خفا ہو کر کہا لاحول ولا قوۃ، اگر چہ روسیاہ و گنہگار ہیں مگر ایسے پیر کے منہ پر پیشاب بھی نہیں کرتیں، میاں صاحب تو شرمندہ ہو کر سرنگوں رہ گیا اور وہ اٹھ کر چلدیں"

(تذکرۃ الرشید حصہ دوم، ص: ۲۴۲، ادارہ اسلامیات لاہور و کراچی، دوسرا نسخہ حصہ دوم ص: ۳۰۶)

یہ پورا واقعہ ہے جو امین اللہ پشاوری نے وحدۃ الوجود کی نفی میں پیش کیا ہے اور اس کو علماءِ دیوبند کے کھاتے میں ڈال دیا ہے...... امین اللہ پشاوری اس عبارت سے لوگوں کو یہ تاثر دینا چاہتے ہیں کہ یہ دیوبندی پیر تھا حاشا و کلا...... یہ واقعہ ہرگز دیوبندی عالم کا نہیں ہے بلکہ یہ ایک بدعتی پیر کا واقعہ ہے جس کو علماءِ دیوبند رحمہم اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں بطورِ تردید نقل کیا ہے، چنانچہ تھانوی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے ملفوظات میں بھی یہ واقعہ درج ہے، وہاں پر یہ واقعہ اِن الفاظ میں مع تردید منقول ہے:

"گنگوہ میں ایک درویش باہر سے آئے وہ بدعتی تھے، شہرت ہوئی، ایک بازاری عورت کے آشنا نے کہا کہ ایک بزرگ آیا ہے چلو زیارت کر کے آتے ہیں، اس عورت نے کہا ضرور چلو، غرضیکہ ان بزرگ کے جائے قیام پر دونوں پہنچے، یہ مرد تو مجلس میں جا کر بیٹھ گیا، اس شخص سے اس بزرگ نے دیکھ کر پوچھا کہ یہ کون ہے؟ اس کے آشنا نے کہا یہ ایک عورت ہے ایسی ایسی، زیارت کے لئے آئی ہے مگر اس فعل کی شرمندگی کے سبب آگئی ہے، آنے کی ہمت نہیں ہوتی، وہ بزرگ کہتے ہیں "بھائی شرمندگی کی کیا بات ہے سب وہی کرتے اور وہی کراتا ہے" اس کا یہ کہنا تھا کہ عورت کو آگ لگ گئی اور فوراً کھڑی ہو کر اپنے آشنا

سے کہا کہ بھڑوے تو کہتا تھا کہ بزرگ ہے یہ شخص تو مسلمان ہی نہیں ہے اور فوراً واپس ہو گئی، اب دیکھ لیجئے یہ درویش بنے ہوئے تھے جن کا باطن ایمان سے بھی قریب قریب خالی تھا اور وہ فاحشہ تھی جس کا باطن عرفان سے پُر تھا......الخ'' (ملفوظات حکیم الامت حصہ سوم، ص:۲۷۲، مکتبہ دانش دیوبند یوپی)

قارئین کرام! آپ نے دیکھا کہ حضرت تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ اُس پر کتنی زوردار تنقید کرتے ہیں کہ ''وہ بدعتی تھے''، کوئی دیوبندی عالم نہیں تھے جیسے غیر مقلدین (غیر منصفین) لوگوں کو دھوکہ دیتے ہوئے یوں ظاہر کرتے ہیں کہ گویا یہ کوئی دیوبندی پیر تھے۔

پھر تھانوی صاحب رحمہ اللہ مزید جرح کرتے ہیں کہ ''درویش بنے ہوئے تھے جن کا باطن ایمان سے بھی قریب قریب خالی تھا'' تھانوی صاحب رحمہ اللہ اُس کے ایمان پر بھی حملہ فرمارہے ہیں اور غیر مقلدین تلبیس وخیانت سے کام لے رہے ہیں کہ یہ دیوبندی عالم تھے۔

پھر مزید بھی دیکھئے کہ اس مخصوص جگہ میں تھانوی صاحب رحمہ اللہ اس زانیہ عورت کی بات کی تائید یوں بیان کرتے ہیں کہ ''وہ فاحشہ تھی جس کا باطن عرفان سے پُر تھا'' اِس مکالمہ میں اُس عورت کی مدح وتوصیف فرمارہے ہیں کہ اگرچہ وہ فاحشہ تھی مگر پھر بھی ایسی اچھی بات کہی......اور اس کتاب ''تذکرۃ الرشید'' میں بھی اس کی تردید ہی مقصود ہے بلکہ صاف الفاظ میں اس کی تردید موجود ہے کہ ''وہ تو توحید ہی میں غرق تھے'' تو کوئی عیسیٰ علیہ السلام کی محبت میں غرق ہے، کوئی علی رضی اللہ عنہ کی محبت میں غرق ہے اور کوئی خود نبی کریم ﷺ کی محبت (غیر شرعی) میں غرق ہے یعنی حد سے زیادہ محبت کرنے کی وجہ سے گویا اُن سے خدا بنایا ہوا ہے العیاذ باللہ (یعنی اُن کو خدائی صفات کا مالک بنایا ہوا ہے)

اسی طرح یہ بدعتی پیر توحید میں غرق تھے تو یہاں پر ضامن علی جلال آبادی کا ''غلو'' لوگوں کو دکھانا مقصود ہے اور صرف اسی پر بس نہیں بلکہ اِن الفاظ میں اُن پر مزید طنز فرمارہے ہیں کہ ''میاں صاحب تو شرمندہ ہو کر سرنگوں رہ گیا اور وہ اٹھ کر چلدیں''

تو اس قدر واضح طور سے تردید اور تعاقب کے باوجود بھی غیر مقلدین خائنین سادہ لوح عوام کو دھوکہ دیتے ہیں کہ یہ دیوبندی عالم تھے...... کیا یہ خیانت نہیں ہے؟ غیر مقلدین کا کھلا ہوا تعصب نہیں ہے؟ تو آخر کیا ہے......؟

الزامی جواب: مولوی کرم الدین غیر مقلد لکھتے ہیں: ''باری نزد مولوی صاحب نور الدین زنی آمد وگفت کہ دختر من اولاد ندارد پس صوفی صاحب فرمود وختت رانزد من بخواہ چون دختر آن زن کہنسال آمد پس صوفی صاحب اوراعلیحدہ کردہ گفت: بشنو تو فلان وقت بافلان دختر زنا کردہ ای پس او شرمندہ شد پس صوفی صاحب گفتا این راالله کنانیدہ است اماتو توبہ واستغفار کن'' (حکایات اہلحدیث، حکایت نمبر:۵)

ترجمہ: ''ایک دفعہ مولوی نور الدین صاحب کے پاس ایک عورت آئی اور کہا کہ میری بیٹی کی اولاد نہیں ہوتی تو صوفی صاحب نے کہا کہ اپنی بیٹی کو میرے پاس لے کر آؤ، جب اُس بڑھیا کی بیٹی آئی تو صوفی صاحب نے اسے الگ لے جا کر کہا کہ بیٹی تم نے فلاں وقت فلاں بندہ کے ساتھ زنا کیا تھا تو وہ عورت شرمندہ ہوگئی تو صوفی صاحب نے کہا (تم شرماؤ مت) یہ تو تم سے اللہ نے کرایا ہے، باقی تم توبہ کرو''

تو اپنے اصول کے مطابق یہاں پر غیر مقلدین نے بھی زنا کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف کردی **العیاذ بالله ثم وثم.**

ثانیاً: غیر مقلدین اس پیر کی یہ بات ''کرنے اور کرانے والا تو وہی (اللہ) ہے'' سے مراد بالفعل اللہ کا کرنا ہے العیاذ باللہ، اس پر محمول کرتے ہیں تو پھر اپنی خیر بھی منائیں:

(۱) چنانچہ مولانا قاری محمد خالد محمود (فاضل مرکز الدعوۃ السّلفیہ مدرس مسجد اہلحدیث مینار والی ستیانہ بنگلہ شرقپور ضلع شیخوپورہ) بھی کرنے کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف کرتے ہیں، اصل عبارت دیکھیے: ''اصل میں سب کچھ کرنے والا اللہ پاک ہی ہے'' (علمائے اہلحدیث کا ذوق تصوف ص:۷۷)

تو اگر اُس کے جملے سے تم بالفعل والی بات لیتے ہو تو پھر اس طرح کی بات تو تمہارے گھر میں بھی ملتی ہے بلکہ یہ غیر مقلد تو ''سب'' کلمہ لایا ہے یعنی سب کچھ کرنے والا اللہ ہے تو یہاں پر بھی بالفعل معنی لیا جائے گا......؟ [۵]

(۲) مشہور متعصب عبداللہ بہاولپوری غیر مقلد بھی لکھتے ہیں: ''دیکھو کرنا، کروانا جو کچھ ہے وہ اللہ ہی نے ہے'' (خطبات بہاولپوری ج:۴، ص:۳۵۶)

---

[۵] ایک تو خلق کے معنی ہیں اور ایک بالفعل اور کسب کے مگر غیر مقلدین یہ دوسرا معنی لیتے ہیں تو ہم نے بھی الزاماً وہی صورت اختیار کی۔

امین اللہ پشاوری کے سوالات اور اس کے جوابات

امین اللہ پشاری غیر مقلد نے کتاب ''نظریہ توحید وجودی اور ڈاکٹر اسرار احمد ص:۶۳و۶۴'' میں اپنے زعم میں وحدۃ الوجود کا تعاقب کیا ہے اور پھر آخر میں چند سوالات کئے ہیں جن کے جوابات حاضر خدمت ہیں بعونہ تعالیٰ! اور اس کے ساتھ ساتھ غیر مقلدین سے بھی چند سوالات کئے جائیں گے بفضلہٖ تعالیٰ!

سوال: رسول اللہ ﷺ نے دین مکمل بیان کر دیا یا نہیں؟

جواب: بالکل مکمل بیان کر دیا مگر یہ غیر مقلدین کی بدنصیبی ہے کہ وہ پھر بھی نہیں مانتے مثلاً نبی کریم ﷺ نے صحابہ ؓ کی تابعداری کا حکم دیا ہے (مشکوٰۃ، سنن ترمذی) مگر پھر بھی غیر مقلدین اس کو نہیں مانتے بلکہ خود آپ نے لکھا ہے کہ ''صحابہ کرام ؓ کے اقوال مطلقاً حجت نہیں ہیں''

(الحق الصریح ج:۱ص:۲۴۷، فتاوی الدین الخالص ج:۱ ص:۸۰و۸۱)

اسی طرح نبی کریم ﷺ کی شریعت میں اجماع کی حجیت پر دلائل موجود ہیں مگر آپ اس کو بھی نہیں مانتے، علامہ وحید الزمان غیر مقلد اپنی کتاب میں لکھتے ہیں کہ ''جب اجماع کوئی چیز نہیں تو قیاس اصطلاحی جو اس کی چوتھی دلیل بنائی گئی ہے اس کی بھی ضرورت نہیں'' (عرف الجادی ص:۳)

اور غیر مقلدین کے شیخ الحدیث عبد المنان نور پوری نے سہ ماہی مجلہ اشاعتِ خاص میں لکھا ہے کہ ''یہ جتنی بھی دلیلیں اجماع کی پیش کرتے ہیں، بنتی ان میں سے کوئی بھی نہیں''

دوسری جگہ لکھتے ہیں: ''یہ بھی اجماع کی نفی ہے کہ اجماع ہونا ہی نہیں ہے اور یہ بنائے بیٹھے ہیں'' پھر لکھتے ہیں: ''تو یہ اجماع کی نفی ہے، اس حدیث نے تو اجماع کے پرخچے اڑا دیئے ہیں اور یہ دلیل بنائے بیٹھے ہیں'' (سہ ماہی مجلہ ص:۴۰و۴۱)

دوسری کتاب میں لکھا ہے: ''اجماع صحابہؓ اور اجماع ائمہ مجتہدینؒ کا دین میں حجت ہونا قرآن وحدیث سے ثابت نہیں'' (مکالمات نور پوری ص:۸۵)

اسی طرح اجتہاد کی ترغیب موجود ہے مگر آپ پھر بھی اجتہاد کو برا بھلا کہتے ہیں...... اسی طرح نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام ؓ کی برائی کرنا ممنوع کیا ہے مگر غیر مقلدین بالخصوص آپ (امین اللہ پشاوری) پھر بھی اُن کی برائی کرتے ہیں، تفصیل کے لئے ملاحظہ کریں ہماری کتب ''قھر الباری علی امین اللہ

البشاوری ''اوراسی طرح ''**اللامذہبیہ تعریفھا و عقائدھا**''

اس طرح کی کثیر مثالیں موجود ہیں مگر عاقل کے لئے اشارہ کافی ہے.....تو معلوم ہوا کہ نبی کریم ﷺ نے دین مکمل بیان کیا ہے مگر افسوس صد افسوس کہ غیر مقلدین پھر بھی نہیں مانتے.....!

سوال :اگر مکمل بیان کیا ہے اور خصوصاً عقائد کے باب میں تو کیا کبھی اس نجس عقیدے کی طرف بھی دعوت دی ہے؟

جواب :بے شک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دین مکمل بیان کیا ہے جیسا کہ اوپر ہم نے تصریح کی ہے مگر جو کوئی اس نظریئے کو عقیدہ کہتا ہے (مثلاً تمہارے بزرگ حضرات) تو یہ سوال ان سے کرو، ہم تو اس کو عقیدہ نہیں کہتے۔

ہماری جانب سے چند سوالات :اچھا! تمہارے قرار دیئے گئے نجس عقیدے کو تمہارے جو بزرگ اپنائے ہوئے ہیں (جیسا کہ پچھلے صفحات میں تفصیلی بحث گزر چکی ہے) تو کیا آپ نے اُن سے اس کے متعلق پوچھا ہے.....؟ یا اپنے عقیدے (بقول آپ کے) پر پردہ ڈالو گے اور دوسرے کے نظریئے کی تردید کرو گے.....؟

نیز.....کبھی نبی کریم ﷺ نے غیر مجتہد کے لئے مجتہد کی تقلید کو شرک کہنے کی دعوت کسی کو دی ہے؟

کبھی نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اقوال کی عدم حجیت کی کسی کو دعوت دی ہے.....؟

کبھی نبی کریم ﷺ نے نماز میں ٹانگیں چوڑی کرنے کی دعوت دی ہے.....؟

کبھی نبی کریم ﷺ نے دعائے قنوت کے لئے ہاتھ اٹھانے کی دعوت دی ہے؟ وغیرہ دیدہ باید

سوال :کیا یہ ممکن ہے کہ ایک عقیدہ نہ نبی ﷺ نے بیان کیا ہو، اور نہ سلف صالحین نے یہاں تک کہ ابن عربی جیسا دجال جو روم میں رہتا تھا اور یہود و نصاریٰ سے متاثر ہو کر اپنی طرف سے اس (وحدۃ الوجود.....از ناقل) کو ہم سے منوانے کی کوشش کی کیا یہ صحیح ہو سکتا ہے.....؟

جواب :(۱) یہی سوال میرا بھی ہے کہ تمہارے قول کے مطابق ''کیا یہ ممکن ہے کہ ایک عقیدہ نہ نبی ﷺ نے بیان کیا ہو، اور نہ سلف صالحین نے'' اور تمہارے شیخ الکل فی الکل نذیر حسین دہلوی صاحب پھر بھی اس کے قائل ہوں تو کیا تمہارے قول کے مطابق یہ صحیح ہو سکتا ہے.....؟

(۲) اسی طرح تمہارے قول کے مطابق ''کیا یہ ممکن ہے کہ ایک عقیدہ نہ نبی ﷺ نے بیان کیا ہو، اور نہ سلف صالحین نے'' مگر پھر بھی تمہارے شیخ الاسلام ثناء اللہ امرتسری صاحب اس کے قائل ہوں تو کیا تمہارے قول کے مطابق یہ صحیح ہو سکتا ہے......؟ وغیرہ وغیرہ......

نیز...... سلف صالحین کے اقوال ہم نے پچھلے صفحات میں ذکر کر دیئے ہیں کہ وہ بھی وحدۃ الوجود کے قائل تھے، وہاں مراجعت کریں البتہ ابن عربی رحمہ اللہ تعالیٰ کو دجال کہنا اپنے بزرگوں کو مشکوک کرنا ہے کیونکہ پچھلے صفحات میں یہ بات گزر چکی ہے کہ غیر مقلدین کے بزرگوں نے ابن عربی رحمہ اللہ کو ''**خاتم الولایة المحمدیه، امام، متقی، شیخ اکبر**، اللہ کی نشانی اور **ولی اللہ**'' وغیرہ القاباتِ حسنہ سے یاد کیا ہے مگر اس کے باوجود پشاوری صاحب اُن کو دجال کہتے ہیں تو سمجھ نہیں آتی کہ اِن میں سے کس کو صادق کہیں اور کس کو کاذب اور دجال......!

سوال: تمام محدثین اور فقہاءِ کرام اس عقیدے سے اعراض کیوں کرتے تھے؟

جواب: تمہاری یہ بات سو فیصد غلط ہے اور اس تغلیط کے لئے تمہارا ہی ایک قول پیش کرتے ہیں کہ تم نے اپنے پچھلے سوال میں یہ کہا تھا کہ ابن عربی نے یہ عقیدہ اپنی طرف سے بنایا تھا...... تو کیا ابن عربی رحمہ اللہ سے پہلے محدثین اور فقہاء نے اس کی تردید کی تھی......؟ اگر کی تھی تو یہ کیسے ممکن ہے کہ عقیدے کی ایجاد سے پہلے محدثین نے تردید بھی کر دی ہو......؟ اور اگر ابن عربی رحمہ اللہ سے پہلے محدثین نے تردید نہیں کی تو پھر اِن الفاظ کا کیا مطلب کہ ''تمام محدثین اور فقہاء کرام...... الخ؟''

نیز...... محدثین اور فقہاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کی عبارات ہم نے ذکر کی ہیں کہ انہوں نے ابن عربی رحمہ اللہ اور وحدۃ الوجود کی مدح بیان کی ہے۔

سوال: کیا ادیان میں ممتاز دین اسلام میں بھی العیاذ باللہ عیسائیت کے عقیدہ تثلیث جیسی بات ہے اور وہ بھی دو تین فیصد لوگوں نے سیکھی ہو؟ کلا و حاشا!

جواب: اسلام میں عیسائیت کے عقیدہ کو ثابت کرنا یا وحدۃ الوجود کے محققین سے عقیدہ تثلیث کا اثبات کرنا بس آپ لوگوں کا ہی فہم ہے اور آپ جیسے لوگوں کے ساتھ لائق بات ہے ورنہ ابھی تک کسی عاقل اور سمجھدار شخص نے ایسی نسبت نہیں کی البتہ اتحادِ حقیقی اور حلولیت بے شک عیسائیت کی دوسرا رخ ہے مگر آخر اس کے قائل ہیں کون......؟

پھر بھی اگر اپنی بات پر قائم ہو تو نذیر حسین دہلوی صاحب نے ابن عربی رحمہ اللہ کے دفاع میں دو ہفتے یا دو مہینے جو مناظرہ کیا تھا اور صحاح ستہ میں اُس کو صوفیاء کرام کے افکار نظر آتے یا نواب صدیق حسن خان صاحب، عبداللہ روپڑی صاحب اور امرتسری صاحب وغیرہ نے وحدۃ الوجود کے دفاع میں جو کلام کیا ہے تو کیا اُنہوں نے عیسائیت کے عقیدہ کا اثبات کیا ہے......؟ یا یہ نتیجہ صرف آپ کی سمجھ شریف کی برکت ہے......؟ یا پھر آپ اس قول میں اپنے آپ کو شامل کرنا چاہتے ہیں کہ ''دو تین فیصد لوگوں......الخ''

الزامی سوال: اگر حقائق بیان کرنے پر تمہاری دل آزاری نہیں ہوتی تو سنو کہ تمہارے مذہب نے عیسائیت کو کتنی تقویت دی ہے، ذرا اپنے گھر کے احوال ملاحظہ کرو:

☆......عنایت اللہ اثری غیر مقلد نے یہ دعوی کیا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام بغیر باپ کے نہیں پیدا ہوئے العیاذ باللہ، اور اس پر مکمل مستقل کتاب لکھی ہے دیکھئے ''عیون زمزم فی میلاد عیسی بن مریم، شائع کردہ: یونس مٹیل ورکس گجرات''

☆......اور اسی طرح تمہارے خطیب اسلام، مناظر اہلحدیث مولانا ابوالکلیم محمد اشرف سلیم صاحب نے یہ دعوی کیا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کو پھانسی ہوئی تھی دیکھئے ''میزان المتکلمین ص:۱۳۶، شائع کردہ مرکزی مکتبہ اصلاح انسانیت گوجرانوالہ''

☆......اسی طرح کا دعوی ایک اور غیر مقلد عالم مولانا حافظ سراج الدین جودھپوری صاحب نے بھی کیا ہے دیکھئے (درسِ توحید ص:۲۹، کراچی)

اور یہ بھی یاد رکھیں کہ عقیدہ تثلیث سے توحید خود بخود ختم ہوتی ہے اور غیر مقلدین توحید والے ہیں یا نہیں......؟ یہ ہم آپ کو غیر مقلدین کے مناظر اور استاذ العلماء کی زبان سے ہی بتا دیتے ہیں:

مشہور غیر مقلد خطیب اور مناظر عبداللہ بہاولپوری صاحب لکھتے ہیں: ''آج کل اہلحدیث جو توحید سے خالی ہیں اس کی وجہ کیا ہے کہ وہ اللہ کو رب مانتا ہے، اللہ کو خالق مانتا ہے، اللہ کو مالک بھی مانتا ہے لیکن بادشاہ نہیں مانتا تو اس کا مطلب کیا ہے؟ اللہ کے قانون کو نہیں مانتا، جو قانون کو نہ مانے وہ توحید والا کبھی نہیں ہو سکتا'' (خطبات بہاولپوری ج:۵، ص:۱۱)

سوال: کیا ہم ایسے شخص کے عقائد اختیار کریں گے جو اللہ اور بندہ کو ایک سمجھے اور فرعون کے مومن ہونے کا قائل ہو......؟

جواب: یہ سوال تو اُس سے پوچھیں جس کو آپ نے ''شیخ الکل فی الکل'' کا خطاب دیا ہے دیکھئے اپنی کتاب ''الحق الصریح ج:۲،ص:۵۱ وغیرہ'' یعنی نذیر حسین دہلوی صاحب سے جنہوں نے ابن عربی رحمہ اللہ کو''''' جیسے القابات دیئے ہیں اور اس شخص سے پوچھیں جس سے آپ نے اپنی کتاب میں استدلال کئے ہیں دیکھئے ''حکمۃ القرآن ج:۲،ص:۲۳۷، الحق الصریح ج:۲،ص:۴۹، التحقیق السدید ص:۱۳۲ وغیرہ'' یعنی نواب صدیق حسن خان صاحب سے جو کہتے ہیں کہ ''ابن عربیؒ ولی اللہ اور اللہ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی تھے'' اور یہ تمنا کرتے تھے کہ ''یا اللہ! ہمارا حشر ابن عربیؒ کے ساتھ فرما'' (التاج المکلل ص:۱۷۶)

تمہارے قول کے لئے نواب وحید الزمان کا حوالہ نقل کرتا ہوں، وہ کہتے ہیں کہ معترضین (امین اللہ پشاوری جیسے......از ناقل) شیخ ابن عربیؒ کی مراد کو نہیں سمجھے، اصل عبارت دیکھئے: ''**لم یفهموا مراد الشیخ ولم یمعنوا النظر فیه......الخ**'' (ہدیۃ المهدی ص:۵۱)

ترجمہ: ''وہ شیخ ابن عربیؒ کی مراد کو نہیں سمجھے اور نہ ہی اس میں غور وفکر کیا''

پشاوری صاحب! ایک نظر یہاں بھی ڈالیں اور اگر اپنے قول کے بطلان کے لئے اس سے بھی زیادہ صریح عبارت دیکھنی ہو تو اپنے گھر ہی سے یہ تحفہ بھی قبول فرمائیں، غیر مقلدین ہی کی کتاب میں حافظ ابن تیمیہ......کا ایک قول نقل ہوا ہے کہ:

''وہ ظاہر اور مظاہر (خالق اور مخلوق) میں فرق کرتا ہے، اس لئے امر ونہی اور شریعت کو جوں کا توں تسلیم کرتا (اور واجب العمل گردانتا) ہے'' (الاعتصام اشاعت خاص بیاد بھوجیانی ص:۳۱۴) نوٹ: بین القوسین کے الفاظ ''خالق اور مخلوق'' اور ''واجب العمل گردانتا'' بھی الاعتصام کے ہیں۔

تو ملاحظہ فرمائیے کہ یہاں تو غیر مقلدین کے بزرگوں نے بھی یہ تسلیم کیا ہے کہ ابن عربی رحمہ اللہ خالق اور مخلوق میں فرق کرنے کے قائل تھے۔

(۲) غیر مقلدین کے فضیلۃ الشیخ مولانا حکیم محمد اشرف آزاد صاحب (فاضل جامعہ سلفیہ فیصل آباد وسابق ناظم جامعہ سلفیہ) ابن عربی رحمہ اللہ سے ایسے مؤدبانہ انداز میں حلول کی نفی پیش کرتے ہیں: ''فتوحات مکیہ میں شیخ ابن عربی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: **انه لیس للعبد فی العبودیة نهایه حتی یحمل الیها ثم یرجع ربا کما انه لیس للرب حد ینتهی الیه ثم یعود عبدًا فالرب رب بلانهایة والعبد عبد بلانهایة**'' (علمائے اہلحدیث کا ذوق تصوف ص:۱۱۱)

ترجمہ: ''یعنی عبد کے واسطے عبودیت میں کوئی نہایت نہیں ہے کہ جس پر پہنچ کر وہ رب ہوجائے جیسے کہ رب کے لئے کوئی حد نہیں کہ وہ ختم ہوجائے اور وہ عبد بن جائے اس لئے رب رب ہے بغیر نہایت اور عبد عبد ہے بلا نہایت''

پشاوری صاحب ملاحظہ فرمایا......؟ مزید بھی دیکھئے:

آپ ہی کے بزرگ اور امام اہلحدیث نواب وحید الزمان صاحب (جن کے متعلق آپ نے دعوی کیا ہے کہ اکثر لوگ ان کی عبارات کو نہیں سمجھتے دیکھئے ''التحقیق السدید ص:۵۵'' اور جن کے نام کے ساتھ ادبا ''رح'' بھی لکھتے ہیں) ابن عربی رحمہ اللہ کے متعلق اتحادی اور حلولی ہونے کی نفی کرتے ہوئے لکھتے ہیں:
''ان کا یہ مطلب نہیں ہے جو اس زمانہ کے ملحد اور جاہل ودرویش پکارتے پھرتے ہیں کہ خدا اور بندہ ایک ہے'' (تیسیر الباری ج:۴، ص:۴۶۶)

آگے دیکھئے، موصوف دوسری کتاب میں لکھتے ہیں: ''**اما الصوفیة الوجودیة ومنهم الشیخ ابن عربی فهم لا یقولون بالحلول ولا بالاتحاد......الخ**'' (ہدیۃ المہدی ص:۵۰)

ترجمہ: ''وحدۃ الوجود والے صوفیاء اور (پھر) ان میں سے شیخ ابن عربی، یہ حلول اور اتحاد والا قول نہیں کرتے''

بلکہ خود ابن عربی رحمہ اللہ اپنی کتاب میں لکھتے ہیں: ''**فان اللّٰه لا یحل فی شیٔ ولا یحل فیه شیٔ**'' (الفتوحات المکیہ ج:۴، ص:۵، الباب الحادی والربع مائۃ)

اور ان الفاظ کے متعلق زبیر علی زئی غیر مقلد لکھتے ہیں کہ یہ حلولیت نہیں ہے، چنانچہ زبیر علی زئی وحید الزمان غیر مقلد کے دفاع میں لکھتے ہیں: ''وحید الزمان نے اپنی رسوائے زمانہ کتاب ہدیۃ المہدی میں صاف لکھا ہے ''**ولا یحل فی غیره**'' اور اللہ اپنے غیر میں حلول نہیں کرتا (ص:۴) معلوم ہوا کہ وحید الزمان حلول کے قائل نہیں تھے'' (مقالات ج:۵، ص:۵۷)

تو ابن عربی رحمہ اللہ زبیر علی زئی غیر مقلد کے اصولوں کے مطابق بھی حلولیت سے بری ہیں الحمد للہ

ایسی اور بہت سی عبارات ہیں مگر اسی پر اکتفاء کرتے ہیں، یہ الزامی حوالہ جات کافی ہیں ان آئینے میں اپنا چہرہ ضرور دیکھ لیں **عفوا**۔

اور رہی فرعون کے مومن ہونے کی بات تو اس کا جواب بھی اختصاراً اپنے اس بزرگ سے ملاحظہ

کریں جس سے آپ نے اپنی کتاب میں استدلال کئے ہیں بلکہ شیخ الاسلام کا لقب بھی دیا ہے اور یوں لکھا ہے ''شیخ الاسلام ثناء اللہ امرتسری'' دیکھئے ''حکمۃ القرآن ج:۶، ص:۵۲۴'' وہ اس اشکال کا یوں جواب لکھتے ہیں:

''دوسری وجہ خفگی کی ایمان فرعون ہے مگر شیخ کا قول مندرجہ ''فتوحات'' میں اس خفگی کا ازالہ کرتا ہے، شیخ موصوف نے ''فتوحات'' میں فرعون کو مدعی الوہیت لکھ کر ابدی جہنمی لکھا ہے اور کسی مقام پر اس کے خلاف ملتا ہے تو وہ متروک ہے یا ماٴول، اس لئے خاکسار کی ناقص رائے میں بھی شیخ ممدوح قابل عزت لوگوں میں ہیں رحمہ اللہ'' (فتاویٰ ثنائیہ ج:۱، ص:۳۳۲، مکتبہ اصحاب الحدیث لاہور)

اب ایمان سے کہو کہ اپنے شیخ الاسلام کا دفاع کرو گے یا اُس پر بھی فتوؤں کی بوچھاڑ کرو گے؟

فائدہ: امین اللہ پشاوری غیر مقلد کے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ گویا اللہ رب العزت کے متعلق صوفیاء کرام کا عقیدہ صحیح نہیں ہے، مگر آیئے دیکھیں کہ غیر مقلدین کا اللہ تعالیٰ کے متعلق عقیدہ کس قدر درست ہے......؟ غیر مقلدین کے مشہور مناظر عبداللہ بہاولپوری صاحب اپنے مسلک کی ترجمانی کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ''ہمارے عقائد بہت حد تک غلط ہیں، اللہ کے بارے میں ہمارا عقیدہ صحیح نہیں، نبی ﷺ کے بارے میں ہمارا عقیدہ صحیح نہیں ہے'' (خطبات بہاولپوری ج:۱، ص:۳۲۵)

﴿ایک غیر مقلد کے ساتھ خط و کتابت﴾

محترم قارئین کرام! ہم نے مختلف غیر مقلدین کے ساتھ خط و کتابت کا رابطہ قائم کر رکھا ہے اور ہر موضوع پر کتاب شروع کرنے سے پہلے عموماً ہم نے غیر مقلدین کے بزرگوں کو خطوط بھیجے ہیں کہ اگر ہم اپنے موقف میں غلط ہیں تو ہماری اصلاح کریں مگر ان کی طرف سے خط کا جواب نہ ملنا یا موضوع سے ہٹ کر قیل وقال کرنا گویا ہمارے موقف پر تصحیح کی مہر لگانا تھا مثلاً امین اللہ پشاوری غیر مقلد کے عقائد باطلہ سب سے پہلے الحمد للہ نوجوانانِ احناف نے طشت از بام کئے تھے اور کتاب ''قہر الباری علی امین اللہ البشاوری'' شائع کرنے سے پہلے ہم نے امین اللہ پشاوری صاحب کو ان کے عقائد لکھ کر بھیجے مگر اُن کی طرف سے کوئی جواب نہیں آیا......! اس کے بعد ایک بار پھر ہم نے مستند ذرائع سے امین اللہ پشاوری صاحب کو خط بھیجا مگر مدرسہ میں اس وقت امین اللہ پشاوری صاحب درس میں مشغول تھے تو ہم نے غیر مقلدین کے نام نہاد مناظر جلال الدین (فی الحال اُس کے ماضی کا تذکرہ اور حال نہیں بیان کر سکتا، اس کا یہ موقع نہیں ہے) کو وہ خط دینا چاہا، اُس نے بھی قیل وقال کی راہ اپنائی اور کہا کہ شیخ صاحب مصروف ہیں وغیرہ وغیرہ اور ہم سے خط نہ لیا، ناامید ہو کر اُن کے مکتبہ میں پشاوری صاحب کے بھائی حضرت محمد (جس نے استاذِ محترم حضرت مفتی ندیم محمودی صاحب حفظہ اللہ سے ایک مناظرہ کیا تھا اور شکست فاش کھا کر میدانِ مناظرہ چھوڑ چکے ہیں) کو خط دیا جس کا جواب آج تک نہیں آیا......

اسی طرح ہم نے دوسری کتاب ''اللامذھبیۃ تعریفھا وعقائدھا'' شائع کرنے سے قبل غیر مقلدین کے کثیر شیوخ کو غیر مقلدین کے چند عقائد باطلہ پیش کئے مگر کوئی جواب ندارد......! مگر شاید مجھے میرے خط کا جواب مل جائے اس لئے صرف دو حضرات کے متعلق بتا دیتا ہوں:

۱۔ غیر مقلدین کے مشہور مناظر شیخ افضل سواتی جن کی اجازت اور رضا سے اُن کو خط بھیجا کہ اس کا جواب دے دیں تو اول تو مجھے انتظار میں رکھا کہ میری مصروفیات بہت زیادہ ہیں انتظار کرنا پڑے گا، میں نے کہا کوئی بات نہیں، مہینے بعد یا دو مہینے بعد جواب دے دیں مگر جواب ضرور دیں اور وہ عقائد بھی صرف دس ہی تھے، چار ماہ بعد میں نے اُسے فون کیا تو پھر یہ بہانہ کر دیا کہ میرے پاس یہ کتب نہیں تو جواب کیسے دوں......؟ تو پھر اُنہی کے مشورہ سے پیش کردہ حوالوں کا ایک صفحہ اگلا اور ایک صفحہ پچھلا فوٹو سٹیٹ کر کے

اُن کو بھیج دیئے، جب یہ بہانہ بھی ختم ہو گیا تو پھر اپنی مصروفیات کا بہانہ لے بیٹھے اور کہیں چھپ کر بیٹھ گئے اور پرانا نمبر بھی بند کر دیا تو اب اس سے رابطے کے لئے دوسرا کوئی راستہ نہیں اور اس بات کو تقریباً تین سال ہو چکے ہیں لیکن ابھی تک کوئی جواب نہیں آیا، باوجود اس کے کہ میں نے خط میں جوابی لفافہ بھی بھیجا تھا اور اپنا واپسی کا پتہ بھی لکھ دیا تھا......

۲۔اسی طرح کا کام غیر مقلدین کے ایک اور مناظر مولانا فہیم اللہ (بڈھ بیر پشاور) نے بھی کیا، اُن کو بھی ہم نے اُن کی مرضی اور اجازت سے خط بھیجا تھا مگر آج تک اسے اپنی خاموشی ہی میں بھلائی نظر آ رہی ہے اور آتی رہے گی......

قصہ مختصر! ہم نے جب اس مقالے کو ترتیب دی تو پھر ہم نے غیر مقلدین کے شیخ الحدیث مولانا ابوعمار سمیع اللہ صاحب کی اجازت سے اُن کو بھی نظر ثانی کے لئے رسالہ بھیجا، رسالہ کچھ وقت اُن کے پاس پڑا رہا جب ہم نے رسالہ وصول کرنے کے لئے اُن سے رابطہ کیا تو اُنہوں نے کہا کہ میں فارغ نہیں ہوں، یہ مقالہ میں نہیں دیکھ سکتا......!!

اسی طرح اس مسئلہ (وحدۃ الوجود) کی وضاحت کے لئے بھی ہم نے مزید غیر مقلدین کے دو شیوخ کو فقط افہام و تفہیم کے لئے کو خط بھیجے مگر جواب ندارد......! بالآخر اپنے آپ کو امین اللہ پشاوری اور زبیر علی زئی صاحب کا شاگرد کہنے والے ''ابوعبداللہ صلاح الدین السلفی صاحب'' سے خط و کتابت کا ذریعہ بن گیا جس کو افادۂ عام کے لئے یہاں بھی نقل کر دیتے ہیں جو ہمارے موضوع سے متعلق ہے مگر افسوس! تحریر لکھنے تک مجھے اپنا پہلا خط نہیں مل سکا جو میں نے بھیجا تھا، اگر بعد میں کبھی مل گیا اور کتاب میں نشر کرنے کا موقع آیا تو ضرور نشر کریں گے، البتہ صلاح الدین صاحب سے بھی درخواست کرتے ہیں کہ اگر اس مضمون کی اطلاع انہیں ہوئی ہو اور ہمارا پہلا خط اُن کے پاس موجود ہو تو ہمیں بھجوا دیں آپ کے انتہائی مشکور (باصطلاحِ عرف) ہوں گے۔

میں نے اس غیر مقلد سے وحدۃ الوجود کی تعریف اور مزید کچھ سوالات کئے تھے اور اُس کے ساتھ غیر مقلدین کے بزرگوں کے حوالہ جات بھیجے تھے تو اُس کے جواب میں مجھے ایسا جوابی خط موصول ہوا......:

غیر مقلد کا پہلا جوابی خط:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم. آپ کا خط مجھے حاجی صاحب کے ہاتھ سے موصول ہوا، بڑی نوازش، آپ کے تمام سوالات میں اپنی ایک بات میں حل کرتا ہوں!

دیوبندیوں کے سید الطائفہ، بزرگ اور پیر حاجی امداد اللہ صاحب سے کسی نے اس مضمون کے متعلق پوچھا: ''اس مضمون سے معلوم ہوا کہ عابد معبود میں فرق کرنا شرک ہے'' تو حاجی صاحب نے جواب دیا کہ ''کوئی شک نہیں کہ فقیر نے یہ سب ضیاء القلوب میں لکھا ہے'' (شمائم امدادیہ ص:۳۴)

معلوم ہوا کہ امداد اللہ مہاجر مکی حلولی اور اتحادی ہے اور آپ انہیں اپنا بزرگ اور پیر سمجھتے ہیں تو یہ حلولیت اور اتحادی مذہب آپ کو مبارک ہو، اور صوفی ابن عربی الحلولی الاتحادی کی تعریف والے حوالہ جات جو ہمارے بزرگوں سے نقل کئے ہیں تو اُن کو اس کے گندے عقائد معلوم نہیں تھے لہٰذا اس فاسد بنیاد پر تعمیر نہ کرو، یہ تو بناء الفاسد علی الفاسد کے قبیل سے ہے اور ہمارا مسلک قرآن وحدیث ہے اور ہم قرآن وحدیث کے خلاف بات کسی کی نہیں مانتے...... وباللہ التوفیق

ہمارا دوسرا خط:

الحمد للہ والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسول اللہ.

اما بعد ......! افسوس کہ آپ نے میرے خط کا صحیح طریقے سے جواب نہیں دیا......! بہرحال اتنی باتوں کا جواب دینے کا بھی شکریہ، یہ بھی غنیمت ہے...... آپ سے اس خط میں جو غلطیاں ہوئیں تو اس کی وجہ یہی ہے کہ میں نے کچھ سوالات کئے تھے مگر اُس کا جواب نہ دینے کی وجہ سے آپ غلط فہمی کا شکار ہو گئے......! میں نے آپ سے پوچھا تھا کہ:

۱۔ وحدۃ الوجود کسے کہتے ہیں......؟

۲۔ اتحاد الوجود کسے کہتے ہیں......؟

۳۔ حلول الوجود کسے کہتے ہیں......؟

۴۔ اِن کی الگ الگ تعریف کریں اور اگر آپ اِن سب کو ایک مانتے ہیں تو آخر یہ کس مستند صوفی اور محقق نے کہا ہے کہ یہ تینوں ایک ہی چیز ہیں......؟

اور یا مجھ سے مطالبہ کرو کہ میں آپ کو اِن تینوں میں فرق کی تصریح علماءِ امت سے پیش کروں......!
مگر اِس جواب سے پہلو تہی کرتے ہوئے آپ نے صرف ایک عبارت کا سہارا لیا اور حقیقت سے بعید اعتراض کر دیا۔

آپ کے خط میں بجائے میرے خط کے جواب دینے کے اپنی طرف سے نئے مطالبات پیش کرنے کی وجہ سے یہ حق تو نہیں بنتا کہ میں آپ کے خط کا جواب دوں مگر پھر بھی مختصراً جواب دیتا ہوں صرف اس آس پر کہ شاید آپ کو یاد دہانی ہو جائے اور اس کے بعد میرے مطالبات کا جواب دے دو۔ اب آیئے اپنے خط کے جواب کی طرف...... **بتوفیقه تعالیٰ!**

آپ نے خط میں ایک لفظ لکھا ہے "سید الطائفہ......"

کیا آپ کو معلوم ہے کہ آپ کے غیر مقلدیت مسلک کے سید الطائفہ کون تھے......؟ اگر نہیں معلوم تو میں آپ کو آپ کے گھر سے دکھا دیتا ہوں کہ آپ نے یہ لقب کس کو دیا ہے:

مولانا فضل حسین بہاری صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں: "شیخ (نذیر حسین دہلوی......از ناقل) کو پچھلے زمانہ میں سید الطائفہ حضرت شیخ اکبر محی الدین بن العربی رضی اللہ عنہ کا مسلک راجح معلوم ہوا جیسا کہ فتوحاتِ مکیہ جلد ثانی ص:۱۸۳ مطبوعہ مصر میں مرقوم ہے......" (الحیات بعد الممات ص:۱۶۲)

معلوم ہوا کہ آپ کے "سید الطائفہ" حضرت شیخ اکبر محی الدین بن العربی رضی اللہ عنہ ہیں۔

ثانیاً: حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمہ اللہ تعالیٰ صرف ہمارے ہی بزرگ نہیں بلکہ آپ کے بھی ہیں، آؤ میں آپ کو آپ کے گھر کی خبر دوں، خوابِ غفلت میں پڑے ہوئے بھائی! پہلے حاجی صاحب رحمہ اللہ کا تعارف اپنی کتاب سے دیکھ لیں:

نذیر احمد رحمانی صاحب غیر مقلد حاجی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کا تعارف اس انداز میں پیش کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"حاجی موصوف کا مولد ومنشا مغربی یوپی ضلع مظفر نگر کا مشہور قصبہ "تھانہ بھون" ہے، کہا جاتا ہے کہ آپ نے بھی ۱۸۵۷ء کی ہنگامی میں تھانہ بھون اور اطراف کے علاقوں میں انگریزوں کے خلاف جہاد کا علم بلند کیا تھا لیکن بدقسمتی سے جب شورش ناکام ہو گئی اور انگریزوں کے قدم پھر جم گئے تو باغیوں کی دار وگیر شروع ہوئی، حاجی صاحب کی گرفتاری کی بھی پولیس نے کوشش کی مگر کامیاب نہ ہوئی، وہ چھپ کر

پنجاب اور سندھ کے راستے سے کراچی چلے گئے اور وہاں سے جہاز پر سوار ہو کر مکہ معظمہ پہنچ گئے''

(اہلحدیث اور سیاست ص:۳۵۸)

حاجی صاحب رحمہ اللہ کے اس حسنِ تعارف کے بعد اب دیکھئے کہ آپ نے اُن کو کس طرح خراجِ تحسین پیش کیا ہے:

غیر مقلدین کے مناظر اسلام مفتی عبدالقادر حصاری صاحب لکھتے ہیں: ''جیسا کہ حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ شیخ احمد سرہندی رحمہ اللہ نے اور حضرت حاجی امداد اللہ صاحب رحمہ اللہ وغیرہ اولیاء نے لکھا ہے''

(فتاوی حصاریہ ج:۱،ص:۱۰۰)

معلوم ہوا کہ صرف ہمارے ہی بزرگ نہیں، آپ لوگوں نے بھی اُن کو ولی اللہ کہا ہے تو اگر حاجی صاحب رحمہ اللہ کے حوالہ سے ہم پر اعتراض کرتے ہیں تو وہی اعتراض پہلے آپ پر وارد ہوگا......!

اور غیر مقلدین نے حاجی صاحب رحمہ اللہ کی یہ اتنی تعظیم کیوں کی......؟ کیونکہ یہ اُن کے جید عالم دین شاہ سلیمان صاحب غیر مقلد کے اساتذہ میں آتے ہیں ملاحظہ فرمایئے ''اصحابِ علم وفضل ص:۸۱، علمائے اہلحدیث کا ذوقِ تصوف ص:۴۷''

بہر حال حاجی صاحب رحمہ اللہ کی یہ عبارت آپ نے پیش کی: ''اس مضمون سے معلوم ہوا کہ عابد معبود میں فرق کرنا شرک ہے'' یعنی آپ کے اعتراض کا حاصل یہ ہے کہ حاجی صاحب کے نزد عابد و معبود میں فرق نہیں ہے تو اس کا مطلب سمجھنے کی کوشش کریں، جواب مندرجہ ذیل ہے بعونہ تعالیٰ!

۱۔ لغت کی کتب میں فرق کے چند معنی لکھے گئے ہیں جن میں ایک معنی یہ ہے ''جدا کرنا''

(فیروز اللغات ص:۹۸۶)

یعنی عابد کا معبود کے ساتھ تعلق ہے، یہ تعلق ختم ہو جائے تو جدائی ہے، مطلب یہ ہے کہ عابد و معبود میں فرق (جدائی) نہیں ہے (کہ عابد اپنے معبود سے بے تعلق ہو جائے اور عبدیت کا تعلق اس کے ساتھ ختم کر دے) تو اس معنی کے ساتھ واقعی عابد و معبود میں فرق (جدائی) نہیں ہے۔

۲۔ دوسرا معنی لغت میں یوں لکھا ہے ''صورت بدل دینا'' (فیروز اللغات ص:۹۸۶)

مطلب یہ ہوا کہ کوئی صورت بدل دے یعنی عابد کو معبود کہے یا معبود کو عابد کہے (العیاذ باللہ) تو ایسے فرق کرنے کو شرک کہنا بالکل صحیح ہے۔

۳۔ایسے معنی تو قرآنِ کریم سے بھی ثابت ہیں مگر افسوس! آپ نے قرآنِ کریم کو دل کی بصیرت سے تو دیکھا ہوتا......! قرآن کریم میں آتا ہے: ''اِنَّ الَّذِیْنَ یَکْفُرُوْنَ بِاللّٰہِ وَرُسُلِہٖ وَیُرِیْدُوْنَ اَنْ یُّفَرِّقُوْا بَیْنَ اللّٰہِ وَرُسُلِہٖ'' (سورۃ النساء آیت:۱۵۰)

''جو لوگ اللہ کے ساتھ اور اس کے پیغمبروں کے ساتھ کفر کرتے ہیں اور جو لوگ یہ چاہتے ہیں کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے درمیان فرق رکھیں'' (تفسیر احسن البیان از صلاح الدین یوسف غیر مقلد)

یا اسی طرح دوسری جگہ ہے: ''لَانُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْھُمْ'' (سورۃ البقرۃ آیت:۱۳۶)

''ہم اُن کے مابین کوئی فرق نہیں کرتے''

اور صلاح الدین یوسف غیر مقلد اِس کی تفسیر میں لکھتے ہیں: ''کسی ایک کتاب یا نبی کو ماننا، کسی کو نہ ماننا، یہ انبیاء کے درمیان تفریق ہے'' (تفسیر احسن البیان ص:۱۰۱، ناشر: دار السلام ریاض سعودی عرب)

معلوم ہوا کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ میں فرق (جدائی) کرنا کفار کی صفت ہے۔

اسی طرح حاجی صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ خالق اور مخلوق میں تفریق کرنا شرک ہے، مطلب یہ کہ ہم ایسا نہیں کرتے کہ عابد اور معبود میں فرق کریں بلکہ عابد اور معبود دونوں کو اُن کی شان کے مطابق مانتے ہیں اور عابد میں انبیاء بھی شامل ہیں بلکہ فرشتے بھی شامل ہیں ''بَلْ عِبَادٌ مُّکْرَمُوْنَ '' تو جس طرح حاجی صاحب رحمہ اللہ کے کلام میں خالق اور مخلوق کے مابین عدم فرق کا تذکرہ ہے اسی طرح قرآن کریم میں بھی خالق (اللہ) اور مخلوق (انبیاء) کا عدم فرق ہے۔

ضروری تنبیہ: یہ بات ضرور یاد رکھیں کہ نہ تو قرآنِ پاک میں یہ عدم فرق فی الذوات مراد ہے اور نہ ہی حاجی صاحب رحمہ اللہ کے کلام میں اس طرح کا فرق ہے۔

اور حاجی صاحب رحمہ اللہ تو خود صراحتاً اتحادیت اور حلولیت کی نفی فرماتے ہیں، چنانچہ لکھتے ہیں: ''پس اس تمہید سے معلوم ہوا کہ عبد و رب میں عینیت حقیقی لغوی نہیں ہے...... جاننا چاہئے کہ عبد و رب میں عینیت حقیقی لغوی کا جو اعتقاد رکھے اور غیریت کا بجمیع وجود انکار کرے ملحد و زندیق ہے کیونکہ اس عقیدہ سے عابد و معبود، ساجد و مسجود کا کچھ فرق نہیں رہتا اور یہ غیر واقع ہے نعوذ باللہ من ذالک''

(شمائم امدادیہ ص:۳۷، شائع: دار العلوم دیوبند)

اسی طرح دوسری جگہ حاجی صاحب رحمہ اللہ ارشاد فرماتے ہیں: ''بوجہ نہ سمجھنے معنی وحدۃ الوجود کے بہت سے فرقے ہو گئے بعضے قائل بحلول اور بعضے اتحادیہ ہو گئے'' (امداد المشتاق ص:۹۰)

معلوم ہوا کہ حاجی صاحب رحمہ اللہ کے کلام میں اتحاد فی الذات مراد نہیں اور صرف حاجی صاحبؒ ہی نہیں بلکہ تمام علماءِ دیوبند رحمہم اللہ کا بھی یہی موقف ہے کہ خالق کو مخلوق سمجھنا یا اس کے برعکس سمجھنا صریح کفر ہے، یہی وجہ ہے کہ تمہارے بزرگوں نے بھی تسلیم کیا ہے کہ واقعی علماءِ دیوبندؒ اتحاد کے قائل نہیں ہیں چنانچہ ڈاکٹر شفیق الرحمٰن صاحب غیر مقلد نے عنوان منعقد کیا ہے کہ:

''وحدۃ الوجود کے متعلق دار الافتاء دار العلوم دیوبند انڈیا کا موقف''

''وحدۃ الوجود صوفیہ کی اصطلاح ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا وجود کامل ہے اور اس کے بالمقابل تمام ممکنات کا وجود اتنا ناقص ہے کہ کالعدم ہے...... تقریر بالا سے معلوم ہوا کہ وحدۃ الوجود کے یہ معنی نہیں کہ سب ممکنات کا وجود اللہ تعالیٰ کے وجود سے متحد ہے بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ وجود کامل صرف واحد ہے بقیہ موجودات کالعدم ہیں جیسے کہ کوئی بادشاہ کے دربار میں درخواست پیش کرے، بادشاہ اسے چھوٹے حکام کی طرف رجوع کا مشورہ دے اور یہ جواب میں کہے کہ حضور آپ ہی سب کچھ ہیں تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ سب حکام آپ سے متحد ہیں بلکہ مطلب یہ ہے کہ آپ کے سامنے سب حکام کالعدم ہیں'' (اہلسنت کا منہج تعامل ص:۲۱۴، ۲۱۵)

آپ کے گھر سے بھی علماءِ دیوبند کے اتحاد کے قائل نہ ہونے کی تصریح آ گئی تو کم از کم اپنے بڑوں کو تو مان لو......؟

اب آپ کا مبارکباد دینا عبث ہو گیا البتہ آپ ضرور مبارکباد کے مستحق ٹھہرتے ہیں، آپ کو یہ الزاماتِ فاسدہ مبارک ہوں کہ افتراءات سے کام لیتے ہیں، اللہ تعالیٰ آپ کو ہدایت نصیب کرے۔

اور آپ کا یہ قول ''صوفی ابن عربی الحلولی الاتحادی''

بھائی! عرض ہے کہ آپ خود اقرار کر رہے ہیں کہ ابن عربی رحمہ اللہ صوفی ہیں اور آپ کو اپنا یہ اصول معلوم ہے یا نہیں کہ صوفیاء کرام تارک التقلید ہوتے ہیں یعنی وہ کسی کی تقلید نہیں کرتے دیکھئے ''مجموعہ رسائل للنواب صدیق حسن خان ج:۱، ص:۸۵، الحدیث اور سیاست ص:۱۴۸، ضمیر کا بحران ص:۲۲۴''

اگران پر آپ کو کوئی اعتراض ہے تو وہ تو آپ کے اصول کے مطابق غیر مقلدین اور تارک التقلید ہیں تو ہمت سے کام لیں اور اپنے مذہب غیر مقلدیت پر بھی اعتراض کریں۔

بہرحال آپ نے ابن عربی رحمہ اللہ کی طرف حلولیت اور اتحادیت کی نسبت کی ہے تو دیکھئے کہ آپ کے بزرگ ابن عربی رحمہ اللہ کے متعلق کیا کہتے ہیں؟

ا۔ غیر مقلدین ہی کی ایک کتاب میں حافظ ابن تیمیہؒ کا ایک قول نقل ہوا ہے کہ:

''وہ ظاہر اور مظاہر (خالق اور مخلوق) میں فرق کرتا ہے، اس لئے امر و نہی اور شریعت کو جوں کا توں تسلیم کرتا (اور واجب العمل گردانتا) ہے'' (الاعتصام اشاعت خاص بیاد بھوجیانی ص:۳۱۴)

نوٹ: بین القوسین کے الفاظ ''خالق اور مخلوق'' اور ''واجب العمل گردانتا'' بھی الاعتصام کے ہیں۔

ملاحظہ فرمایئے کہ یہاں تو غیر مقلدین کے بزرگوں نے بھی یہ تسلیم کیا ہے کہ ابن عربی رحمہ اللہ خالق اور مخلوق میں فرق کرنے کے قائل تھے اور شریعت پر عامل تھے تو اب اگر شریعت میں کہیں اتحاد کا سبق ہو (العیاذ باللہ) تو پھر ٹھیک ہے ابن عربی رحمہ اللہ بھی حلول اور اتحاد کا قائل ہوگا اور اگر شریعت میں اس کی ترغیب نہ ہو تو پھر ابن عربی رحمہ اللہ تعالیٰ بھی اس کا قائل نہیں ہوگا۔ اور اگر شریعت میں حلول اور اتحاد کی ترغیب اور سبق نہیں ہے پھر بھی ابن عربی رحمہ اللہ نے ایسا قول کیا ہے اور اتحاد اور حلول تو کفر ہے تو آپ غیر مقلدین کا پھر ایک کافر کو شریعت کا عامل کہنا کیا حکم رکھتا ہے......؟

۲۔ غیر مقلدین کے فضیلۃ الشیخ مولانا حکیم محمد اشرف آزاد صاحب (فاضل جامعہ سلفیہ فیصل آباد وسابق ناظم جامعہ سلفیہ) ابن عربی رحمہ اللہ سے ایسے مؤدبانہ انداز میں حلول کی نفی پیش کرتے ہیں:

''فتوحاتِ مکیہ میں شیخ ابن عربی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: **انـه لیـس للعبد فی العبودیة نهایه حتی یحمل الیهـا ثم یرجع ربا کما انه لیس للرب حد ینتهی الیه ثم یعود عبدًا فالرب رب بلانهایة والعبد عبد بلانهایة**'' (علمائے الحدیث کا ذوقِ تصوف ص:۱۱۱)

ترجمہ: ''یعنی عبد کے واسطے عبودیت میں کوئی نہایت نہیں ہے کہ جس پر پہنچ کر وہ رب ہو جائے جیسے کہ رب کے لئے کوئی حد نہیں کہ وہ ختم ہو جائے اور وہ عبد بن جائے اس لئے رب رب ہے بغیر نہایت اور عبد عبد ہے بلا نہایت''

بھائی اب بتاؤ! آپ اپنی غلطی کا اقرار کرو گے یا اپنے بزرگ کے کذب پر مہر تصدیق ثبت کرو

گے......؟ تاکہ لاعلم لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ واقعی غیر مقلدین میں اکاذیب کی کوئی کمی نہیں۔

مزید بھی دیکھئے! آپ ہی کے بزرگ اور امام اہلحدیث نواب وحید الزمان صاحب ابن عربی رحمہ اللہ کے متعلق اتحادی اور حلولی ہونے کی نفی کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ''فصوص الحکم میں جو بعض الفاظ عین اور اتحاد وغیرہ ان کے قلم سے نکلے ہیں ان کا بھی یہی مطلب ہے کہ وجود ہمارا من وجہ وجود الٰہی کا عین ہے یعنی اس وجود کا سایہ ہے دوسرا کوئی مستقل وجود ہمارا نہیں ورنہ ہم اپنی بقامیں معاذ اللہ خدا سے بے پرواہ ہو جائیں گے، ان کا یہ مطلب نہیں ہے جو اس زمانہ کے ملحد اور جاہل ودرویش پکارتے پھرتے ہیں کہ خدا اور بندہ ایک ہے'' (تیسیر الباری ج:۴، ص:۴۶۶، دوسرا نسخہ:۳۲۶)

آگے دیکھئے، موصوف دوسری کتاب میں لکھتے ہیں: **''اما الصوفية الوجودية ومنهم الشيخ ابن عربی فهم لايقولون بالحلول ولا بالاتحاد......الخ''** (ہدیۃ المہدی ص:۵۰)

ترجمہ: ''وحدۃ الوجود والے صوفیاء اور (پھر) ان میں سے شیخ ابن عربی، یہ حلول اور اتحاد والا قول نہیں کرتے''

مشہور غیر مقلد نواب صدیق حسن خان صاحب لکھتے ہیں: ''میں کہتا ہوں میں نے کتاب فتوحات مکیہ کا مطالعہ کیا تو مجھے اس کتاب کی کئی جگہوں میں اتباع سنت کی تحریض اور ترکِ تقلید کی تحریض ملی چنانچہ میں نے اس کتاب کو اعتقاد میں اہلحدیث کی مطابقت کرنے والی کتاب پایا، جو اس بات کی واضح دلیل ہے کہ اتحاد وحلول کے مسائل اس کتاب میں داخل کر کے شیخ کے ذمے لگائے گئے ہیں'' (المعتقد المنتقد، بحوالہ مجموعہ رسائل ج:۳، ص:۳۷۴)

اسی پر اکتفاء کرتے ہیں، اس آئینے میں اپنا مبارک چہرہ دیکھ لو عفواً۔

آپ کی یہ بات کہ ہمارے بزرگوں کو یہ عقائد معلوم نہیں تھے...... بہت مضحکہ خیز بلکہ تعجب خیز بات ہے کہ تمہارے بزرگوں نے اس پر دو دو ہفتے مناظرے کئے (الحیات بعد الممات) کیا مناظرہ اس مضمون پر ہو سکتا ہے جس کی حقیقت معلوم نہ ہو......؟ یہ صرف جان چھڑانے کا آپ کا ایک بہانہ ہے بلکہ یہ آپ اپنے بزرگوں کی قباحت بیان کر رہے ہیں کہ وہ تو اس پر لوگوں سے مناظرے کرتے تھے اور آپ کہتے ہیں کہ وہ اس پر نہیں سمجھتے تھے......؟ یہ سمجھدار صرف آپ ہی ہیں......؟ بہت شرم کا مقام ہے کہ اپنے بزرگوں سے بھی زیادہ سمجھ رکھنے کا دعویٰ کرتے ہیں......؟

اسی طرح آپ کی کتابوں میں ہے کہ آپ کے مجتہد قاضی شوکانی صاحبؒ چالیس سال کی تحقیق کے بعد یہ موقف اختیار کیا کہ ''میں نے چالیس سال تک شیخ کی تکفیر کی، آخر میری رائے غلط معلوم ہوئی تو میں نے رجوع کیا'' (فتاویٰ ثنائیہ، تکثار وغیرہ)

قاضی صاحب تو آپ کے مجتہد ہیں اور چالیس سال بعد اُن کی تحقیق یہاں تک پہنچی کہ ابن عربی رحمہ اللہ صحیح العقیدہ شخصیت ہیں، اسی طرح آپ کے شیخ الاسلام ثناء اللہ امرتسری صاحب بھی وحدۃ الوجود اور ابن عربی رحمہ اللہ کے مدّاح تھے، آپ کے امام العصر ابراہیم سیالکوٹی صاحب نے وحدۃ الوجود کا قول کیا ہے، آپ کے مجدد العصر نواب صدیق حسن خان صاحب نے وحدۃ الوجود اور ابن عربی رحمہ اللہ کا دفاع کیا ہے بلکہ بقول عبداللہ بہاولپوری صاحب ''نذیر حسین دہلوی صاحب کے تمام شاگردوں کا یہی نظریہ تھا''

(خطبات بہاولپوری ج:۱، ص:۳۲۶)

تو یہ اتنے لوگ نہیں سمجھتے تھے اور صرف آپ ہی کو سمجھ آئی ہے الله اکبر کبیرًا......! تو یہ صرف آپ کا عذرِ لنگ ہے۔

آپ کہتے ہیں کہ علماءِ احناف، ابن عربی رحمہ اللہ کو کافر نہ کہنے کی وجہ سے یا وحدۃ الوجود کو کفر نہ کہنے کی وجہ سے کافر اور مرتد ہیں العیاذ باللہ، تو پھر ذرا جرأت کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنے ان بزرگوں پر بھی کوئی فتویٰ لگا دو......

آپ اپنے بزرگوں کی بات اور موقف کو فاسد کہتے ہیں تو یہ تو بہت بڑی نمک حرامی ہے، آپ کے بزرگ صحیح نہیں ہیں تو پھر یہ چھوٹے کیونکر صحیح ہوں گے......؟ آپ کی یہ بات تو یہاں آپ ہی پر صحیح فٹ ہوتی ہے کہ یہ بناء الفاسد علی الفاسد ہے......

<u>اور آپ کا مسلک قرآن وحدیث والا ہے؟</u>: ہمیں آپ کا یہ زبانی اور بے عملی کا دعویٰ معلوم ہے کہ آپ قرآن وحدیث پر کتنا عمل کرتے ہیں؟ اب اگر آپ کا یہ جھوٹ لوگوں پر آشکارا کروں تو پھر موضوع دوسری طرف چلا جائے گا، اپنے اِس دعویٰ کی تکذیب کے لئے ہماری کتاب ''غیر مقلدین کے گمراہ کن عقائد'' دیکھئے، ہوسکتا ہے کہ آپ کو اس دعویٰ پر شرم آجائے اور یہ بھی کہتا ہوں کہ اگر تمہارا مسلکِ اہلحدیث قرآن وحدیث والا ہے تو پھر آپ کے بزرگوں نے جو وحدۃ الوجود کا قول کیا ہے تو پھر اس کا مطلب یہ ہے کہ وحدۃ الوجود بھی قرآن وحدیث سے ثابت ہے......؟ پھر تو آپ کے لئے ماننا ضروری ہے......؟

آخر میں پھر اپیل کرتا ہوں کہ میں نے جو سوالات کئے ہیں اُن کا جواب دے دیں مہربانی ہوگی...... جزاکم اللہ.

غیر مقلد کا دوسرا جوابی خط:

بسم اللہ الرحمن الرحیم. آپ کے خط کی ابتداء افسوس اور غضب کی حالت میں ہے تو اس وجہ سے آپ سے میں خط کی بناء تعصب پر ہے، میں نے تو کہا تھا کہ آپ کے تمام سوالات کا جواب حاجی صاحب کے واقعہ میں موجود ہے مگر آپ اس پر نہیں سمجھے اور آپ کیسے سمجھیں گے آپ تو مقلد ہیں اور مقلد تو جاہل ہوتے ہیں (دیکھئے شیخ صفدر کی کتاب الکلام المفید)

میں نے حاجی صاحب کا کلام ذکر کیا تھا کہ وہ صریح خالق اور مخلوق میں فرق نہ کرنے والا تھا، مگر آفرین ہو آپ پر کہ آپ نے اس (قول) کو ایسی شلوار بنادی جو پھٹی ہوئی تھی، آپ اُس کی کون کون سی عبارات میں تاویل کریں گے، وحدۃ الوجودیوں کا تو یہ عقیدہ ہے کہ خالق عین مخلوق ہے اور مخلوق عین خالق ہے اور یہ خنزیر کو دیکھ لیں تو اُسے خدا کہتے ہیں، اور اگر کتے کو دیکھ لیں تو اُسے خدا کہتے ہیں، مطلب ہر ایرے غیرے کو یہ خدا کہتے ہیں العیاذ باللہ، یہ کیوں......؟ یا یہ وحدۃ الوجود کی برکات ہیں......؟ آپ کا اللہ کے متعلق یہ مجرمانہ عقیدہ ہے تو دوسروں کے متعلق کیا کیا کہو گے......؟

ایک بار پھر کہہ دوں کہ میں آپ کی طرح کسی کا مقلد نہیں ہوں کہ اُس کی ہر بات کے پیچھے جاؤں بلکہ ہم دلیل کو دیکھیں گے، مجھ پر اِن علماء کو پیش نہ کرو، میں اِن کا مقلد تو نہیں ہوں......

اور ابن عربی پر تو خود اُس کے زمانہ میں بہت سے علماء نے رَد کیا ہے اور علامہ بقاعیؒ نے اُس پر مستقل کتاب لکھی ہے اور آپ کے دھوکے پر قربان جاؤں دھوکے باز، خطباتِ بہاولپوری کا حوالہ پیش کیا مگر اس کے بعد والا صفحہ پیش نہیں کیا کہ وہاں پر آپ کا دھوکہ واضح ہوتا ہے، اُس صفحہ پر شیخ بہاولپوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ''اور یہ خالصتاً کفر ہے ایسا گندہ عقیدہ ہے جس کی کوئی انتہاء نہیں''

(خطباتِ بہاولپوری ج:۱،ص:۳۲۷)

آپ کو شرم نہیں آتی......؟ اللہ کو کیا جواب دو گے......؟ احناف نے اس کے لئے آپ اور آپ کے مخلص ندیم کو مقرر کیا ہے کہ لوگوں کو دھوکہ دو......!

آخر میں پھر اعلان کرتا ہوں کہ مجھے میرے بزرگوں کی آراء پیش مت کرو۔

اقول قولی هذا استغفر اللّٰہ لی ولکم ولسائر المسلمین واتوب الیه

ہمارا تیسرا خط:

الحمد للّٰہ و کفٰی والسّلام علٰی عبادہ الذین اصطفٰی. امابعد ......! اس مرتبہ پھر آپ کے خط میں مجھے اپنے سوالات کے جوابات نہیں ملے، انتہائی رنجیدہ ہوا مگر پھر دل کو تسلی دی کہ چلو خیر ہے یہ اس کی بس کی بات نہیں ہوگی مگر سوال یہ ہے کہ میں نے یہ خط اپنے سوالات کے حل کے لئے بھجوایا تھا یا صرف برائے نام خط و کتابت کے لئے بھجوایا تھا......؟

آپ کے ذمہ میرے سوالات قرض اور فرض رہ گئے اور اس طرح بھی کر سکتا ہوں کہ اس بحث کو آگے نہ بڑھاؤں تاوقتیکہ مجھے میرے سوالات کے جوابات نہ دے دو مگر اس لئے چھوڑ رہا ہوں کہ کہیں اس بات کو بہانہ بنا کر خط و کتابت کا سلسلہ منقطع نہ کر دو، تو اس امید پر اپنے آپ کو تسلی دیتا ہوں اور بحث کو آگے بڑھاتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس میں کسی کو اصلاح کی ہدایت دے دے......!

میرے سوالات اور جوابات ہضم کرنے کے بعد...... آپ نے لکھا ہے کہ "آپ کے خط کی ابتداء افسوس اور غضب کی حالت میں ہے" تو عرض ہے کہ میں نے افسوس کیا ہے تو آپ کے رویہ اور طریقہ کار پر کیا ہے کہ میں نے جو سوالات کئے تھے آپ نے اُس کے جوابات ہضم کر دیئے اور اُن کے جواب نہیں دیئے ورنہ میرا خط پھر دیکھ لیں کہ میں نے افسوس کا اظہار کیوں کیا ہے......؟

اور غضب یعنی غصہ تو نہیں ہوا مگر آپ کو یہ فہم کیونکر ہوا......؟ بالفرض ایسا ہو بھی تو میں بجائے غصہ کے اب خوش ہوں (کہ میرے ساتھ خط و کتابت کا سلسلہ جاری کیا ہوا ہے) البتہ غصہ کے آثار آپ پر نمایاں ہیں کہ میں آپ کے بزرگوں کے اقوال بطورِ الزام پیش کرتا ہوں اور آپ اُس پر غصہ ہوتے ہیں......؟ اگر میری یہ بات غلط ہے تو پھر اس پر خوشی کا اظہار کریں اور یہ اقوال مان لیں اور تصریح کر دیں کہ میں اپنے اِن بزرگوں کے اقوال پر خوش ہوں دیدہ باید......!

اور تعصب کی چھاپ آپ نے خوامخواہ لگائی، اگر مجھے یہ خوف درپیش نہ ہوتا کہ بات موضوع سے باہر چلی جائے گی تو میں آپ کو دکھا دیتا کہ غیر مقلدین میں کتنا تعصب بھرا ہوا ہے مگر یہ موضوع میں فی الحال نہیں چھیڑتا تاکہ اصل بات رہ نہ جائے اور آپ بھی موضوع کا خیال رکھیں **جزاک اللّٰہ**

البتہ آپ کی بات کے جواب میں آپ کے محسن اہلحدیث مولانا محمد حسین بٹالوی صاحب کا حوالہ پیش کرتا ہوں وہ کہتے ہیں کہ علماء دیوبند بے تعصب لوگ ہیں، چنانچہ لکھتے ہیں: ''احمد رضا خان بریلوی...... بے تعصب حنفیوں علمائے دیوبند کو کافر کہا کرتے ہیں'' (اشاعۃ السنۃ ج:۲۳، ص:۳۵۸)

پھر آپ نے موضوع سے ہٹ کر بات کی ہے کہ مقلد جاہل ہوتا ہے، مہربانی کر کے موضوع سے باہر نہ نکلیں البتہ آئندہ کے لئے مقلد کو جاہل کہنے سے پہلے اپنے بزرگ امین اللہ پشاوری صاحب کا یہ قول ضرور یاد رکھیں، وہ لکھتے ہیں: ''ہم بھی امام بخاریؒ کی احادیث کے مقلدین ہیں'' (التحقیق السدید ص:۸۳)

تو آئندہ کبھی مقلد کو جاہل کہنے پر لاشعوری اور لاعلمی کی وجہ سے اپنے بزرگ کو جاہل نہ کہہ بیٹھیں۔

پھر آپ نے کہا ہے کہ حاجی صاحب کے قول کے لئے شلوار بنادی......

تو عرض ہے کہ کوئی اُن پر (اُن کے قول کو غلط معنی پہنا کر) ظلم کرتا ہے تو ہم ضرور اُن کا دفاع کریں گے، اِس کو آپ جو بھی نام دیں مگر ہم ظالم کی بھی مدد کریں گے یعنی اُس کو اس ظلم سے منع کریں گے اور مظلوم کے ساتھ بھی مدد اور تعاون کریں گے ان شاء اللہ، صرف حاجی صاحب رحمہ اللہ ہی نہیں بلکہ ہر ولی اللہ اور ہر مسلمان کی مدد کریں گے البتہ آپ کا یہ طعنہ کہ ''آپ نے شلوار بنادی'' تو اِس پر تو آپ کی بھی یہ مہر ثبت ہوگئی کہ ہمارے اقوال (عزت کے) جامہ میں ملبوس ہیں لیکن تمہارے اقوال کے متعلق میں شہادتِ صادقہ دیتا ہوں کہ آپ کے اقوال بغیر شلوار کے ہیں (یعنی خلاف شرع ہیں) اور اس کے خلاف شرع ہونے کا آپ کو بھی خاموش اعتراف ہے اس لئے تو آپ کہتے ہیں کہ مجھے میرے بزرگوں کے اقوال مت پیش کرو۔

میں نے تو حاجی صاحب رحمہ اللہ کے کلام کی وضاحت پیش کی تھی مگر آپ نے اب دوسرا قول بھی پیش کر دیا، اللہ کے بندے! ایسا نہ کریں کہ صرف اعتراض کرتے رہیں اور میں جواب دیتا رہوں بلکہ اس بات کی تصریح کریں کہ میں نے جو جواب دیا تھا تو اُس کے بعد اپنا اعتراض واپس لیں گے یا کوئی مزید شک وشبہ اس میں باقی ہے......؟ تو وہ نکتہ اختلاف بیان کردیں، اگر ایسا نہ کیا جائے اور آپ اعتراض کریں اور میں جواب دیتا رہوں تو آخر اس کا کیا نتیجہ نکلے گا......؟

خیر......! پھر بھی آپ کو نامراد نہیں کروں گا، اِس کا جواب بھی دے دیتا ہوں، ایسا نہ ہو کہ پھر شکوہ کرو کہ میرے سوال کا جواب نہیں دیا مگر براہ مہربانی میرے جواب عرض کردینے کے بعد مجھے بتاؤ تو سہی کہ

حق کوتسلیم کرلیا یا ابھی مزید کوئی شک وشبہ اس میں باقی ہے، وہ بتا دیا کریں، اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے آپ کا ہر معقول اعتراض دفع کرنے کی ہم کوشش کریں گے ان شاء الله تعالیٰ.

آپ نے لکھا ہے کہ صوفیاءِ کرام عینیت کا قول کرتے ہیں کہ مخلوق عین خالق ہے......الخ

اللہ آپ کو سمجھ نصیب کرے، ہر کلام، اُس کلام کی اصطلاح کے مطابق چلتا ہے، ایسا نہ کریں کہ ایک فقہی اصطلاح کو لے لیں اور پھر اس کو علم کلام کی اصطلاح پر منطبق کر دیں یا اس کے برعکس، یا صوفیاء کرام کی ایک خاص اصطلاح کو لے کر اُسے عام بول چال اور لغوی معنی پر فٹ کر دیں...... یہ وہ غلطی ہے جس میں آپ اور آپ کے تمام معترضین ساتھی اس غلط فہمی کا شکار ہیں کہ وہ اکثر صوفیاء کرام کا ایک کلمہ لے لیتے ہیں اور پھر اُس کی تشریح اور مفہوم لغوی معنی میں کر دیتے ہیں حالانکہ یہ سخت غلطی ہے، ہر جگہ لغوی معنی نہ کریں بلکہ وہ کلام اس موضوع کے اصطلاحی معنی کے ساتھ کریں۔

اسی طرح آپ کو ''عین'' لفظ سے غلط فہمی ہوئی ہے، یہ صوفیاء کرام کی ایک خاص اصطلاح ہے مگر آپ اس کے معنی لغوی معنی کے ساتھ سمجھے بیٹھے ہیں اور اولیاء کرام سے دشمنی پر کمربستہ ہیں...... اگر ایک مسئلہ آپ کو سمجھ میں نہیں آ رہا اور اس پر آپ کو اعتراض ہو تو اعتراض سے پہلے اس اصطلاح والے لوگوں سے اس کے متعلق معلوم کریں، اگر جواب مل گیا تو پھر تہمت لگانے سے بچنے کی وجہ سے اللہ پاک کا شکر ادا کریں ورنہ اُن پر مضبوط اعتراض کریں کہ اس باطلیت سے باز آ جائیں۔

خیر......! اس لفظ ''عین'' سے وہ لغوی معنی مراد نہیں ہے جو آپ کے ذہن میں ہے یعنی ''متحد الشی'' کہ خالق اور مخلوق ''متحد'' ٹھہرائے گئے ہیں العیاذ باللہ، بلکہ صوفیاء کرام کی اصطلاح میں عین بمعنی ''ربط'' اور ''تعلق'' ہے کہ مخلوق کا خالق کے ساتھ ربط اور تعلق ہوگا اور وہ تعلق احتیاج کا ہے کہ مخلوق خالق کی محتاج ہوگی تو اس لئے کہتے ہیں کہ مخلوق عینِ خالق ہے یعنی مخلوق محتاجِ خالق ہے وہ عرفی اور لغوی ''عینیت'' مراد نہیں، جیسا کہ اس کی تشریح اشرف علی تھانوی صاحبؒ یوں کرتے ہیں:

''چونکہ اصل وظل میں نہایت قوی تعلق ہوتا ہے اس کو اصطلاحِ صوفیہ میں عینیت سے تعبیر کرتے ہیں اور عینیت کے یہ معنی نہیں کہ دونوں ایک ہو گئے یہ تو صریح کفر ہے، چنانچہ وہی صوفیہ محققین اس عینیت کے ساتھ غیریت کے بھی قائل ہیں پس یہ عینیت اصطلاحی ہے'' (شریعت وطریقت ص: ۳۱۲)

معلوم ہوا کہ ''عینیت'' کہ لغوی اور عرفی معنی مراد نہیں بلکہ یہ صوفیاء کرام کی ایک خاص اصطلاح ہے

ورنہ عینیت کولغوی معنی کے ساتھ مراد لینے کوتو ہم بھی کفر کہتے ہیں۔

اس طرح کی لغوی عینیت کو تھانوی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ دوسری جگہ بھی کفر کہتے ہیں، فرماتے ہیں: "یہ معنی نہیں کہ ہر مخلوق عین حق ہے یہ تو کفر ہے...... اگر وحدۃ الوجود کے یہی معنی ہیں کہ ہر شے عین خدا ہے...... تو عیسیٰ علیہ السلام اور مریم علیہا السلام کا خدا ہونا بھی لازم آئے گا، پھر ان کی الوہیت کے قائل کو کافر کس لئے کہا گیا ہے لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوٓا إِنَّ اللَّهَ هُوَ الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ"

(خطباتِ حکیم الامت ج:۹،ص:۱۷۴، ناشر: ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان پاکستان، فضائل صبر و شکر ص:۲۵۶)

اور حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: "پس اس تمہید سے معلوم ہوا کہ عبد و رب میں عینیت حقیقی لغوی نہیں ہے...... جاننا چاہئے کہ عبد و رب میں عینیت حقیقی لغوی کا جو اعتقاد رکھے اور غیریت کا بجمیع وجوہ انکار کرے ملحد و زندیق ہے کیونکہ اس عقیدہ سے عابد و معبود، ساجد و مسجود کا کچھ فرق نہیں رہتا اور یہ غیر واقع ہے نعوذ باللہ من ذالک" (شمائم امدادیہ ص:۳۷، شائع: دارالعلوم دیوبند)

مفتی رشید احمد لدھیانوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں "اسی طرح عینیت اصطلاح صوفیہ میں بمعنی احتیاج ہے اس معنی سے جملہ مخلوق عینِ خالق ہے یعنی اس کی محتاج ہے" (احسن الفتاویٰ ج:۱،ص:۵۵۴)

یہی وجہ ہے کہ غیر مقلدین کے بزرگوں نے بھی عینیت کا قول کیا ہے مثلاً آپ کے مترجم صحاح ستہ نواب وحید الزمان صاحب (جن کو آپ امامِ اہلحدیث کہتے ہیں "دیکھئے: سلفی تحقیقی جائزہ ص:۹۴۵") لکھتے ہیں: "وجود سب ممکنات کا عینِ خدا ہے" (رفع العجاجہ ج:۱،ص:۵۰۷)

اسی صفحہ پر مزید لکھتے ہیں: "حاصل وحدۃ الوجود کا یہ ہے کہ وجود اور تحقق اور مابہ الموجودیۃ یہ عینِ خدا ہے اور تمام ممکنات اس وجود اور وجودِ حقیقی کے ایک پرتو اور عکس کی طرح ہیں" (ایضاً)

دوسری کتاب میں لکھتے ہیں: "فصوص الحکم میں جو بعض الفاظ عین اور اتحاد وغیرہ اُن کے قلم سے نکلے ہیں ان کا بھی یہی مطلب ہے کہ وجود ہمارا من وجہ وجود الٰہی کا عین ہے یعنی اس وجود کا سایہ ہے دوسرا کوئی مستقل وجود ہمارا نہیں ورنہ ہم اپنی بقا میں معاذ اللہ خدا سے بے پرواہ ہو جائیں گے، ان کا یہ مطلب نہیں ہے جو اس زمانہ کے ملحد اور جاہل و درویش پکارتے پھرتے ہیں کہ خدا اور بندہ ایک ہے"

(تیسیر الباری ج:۴،ص:۴۶۶، دوسرا نسخہ ص:۳۲۶)

دوسری جگہ لکھتے ہیں: "انما یقولون ان الحق عین الخلق من وجه یعنی من جهة

الوجود" (ہدیۃ المھدی ص:۵۰)

ترجمہ:"صوفیاء کرام کہتے ہیں کہ اللہ پاک عین مخلوق ہے تو یہ عین من وجہ ہے یعنی من جهة الوجود ہے"

اگر آپ عینیت کو مطلق انداز میں محمول کرتے ہیں تو سن لیں: شاہ اسماعیل رحمہ اللہ جن کو آپ اہلحدیث سمجھتے ہیں (حوالہ جات میرے ذمہ ہیں اگر چاہئیں تو مطالبہ کریں دوسرے خط میں تفصیل فراہم کردوں گا ان شاء اللہ) وہ لکھتے ہیں:"پوچھنے والا اگر یہ پوچھے کہ کائنات کی یہ چیزیں یعنی آسمان وزمین، شجر وحجر، درخت، پتھر، آدمی، گھوڑے یہ کیا ہیں؟ کیا یہ بجنسہ خدا ہیں یعنی اللہ تعالیٰ کا عین ہیں یا غیر ہیں؟ ہم اس کے جواب میں کہیں گے کہ شجر وحجر سے تمہاری کیا مراد ہے؟ شجر ہونے یا حجر ہونے کے جو آثار ہیں ان آثار کا مبدا اور ان احکام کی جو چیز منشاء ہے اگر یہ مقصود ہے تو میں کہتا ہوں کہ ایسی صورت میں یہ ساری چیزیں بجنسہ اللہ اور عین خدا ہیں۔" (عبقات ص:۱۶۱)

تو اب بتایئے کہ شاہ صاحب رحمہ اللہ پر کفر کا فتویٰ لگائیں گے یا اُس کے لئے بقول آپ کے شلوار بلکہ نیکر بنائیں گے......؟ (قارئین کرام سے معذرت)

اور آپ کا یہ قول کہ" یہ خنزیر کو دیکھ لیں تو اُسے خدا کہتے ہیں......الخ"

عقل کے دشمن......! اس کا یہ مطلب نہیں کہ خنزیر میں اللہ حلول ہوئے ہیں اور اس خنزیر کو خدائیت کی نظر سے دیکھتے ہیں العیاذ باللہ ثم وثم، بلکہ یہ اس کو اس نظر سے دیکھتے ہیں کہ عدم سے اس کو وجود ملا اور پھر ایسا وجود ملا کہ اُس کی آنکھیں بھی اپنے مقام پر ہیں اور آنکھیں بھی زیادہ نہیں ہیں بلکہ دوسرے جانداروں کی طرح صرف دو ہیں، اور اسی طرح اور کسی عجیب الخلقت مخلوق کو اگر کوئی ولی اللہ دیکھتا ہے تو اُس کو اپنا محبوب یعنی اللہ یاد آجاتا ہے کہ اے اللہ! یہ آپ نے کیسے عجائبات پیدا کئے ہیں اور یہ کیسی عجیب اور قدرت والی مخلوق پیدا کی ہے، تو ایسی کیفیات والے ہر جاندار کو کوئی اللہ والا دیکھتا ہے تو اُسے اللہ یاد آتا ہے، یہ مطلب نہیں ہے کہ وہ خاص معین اور مشہود شئ کو خدائیت کی نظر سے دیکھتا ہے العیاذ باللہ، یہ الٹی سوچ عقل کے دشمنوں بلکہ اولیاء کرام کے دشمنوں کی سوچ تو ہوسکتی ہے مگر اولیاء کرام کی سوچ نہیں ہوسکتی۔

آپ کے جواب میں یہ مختصر تشریح کردی ہے، مزید صرف ایک حوالہ اپنے گھر سے بھی ملاحظہ فرمائیں تاکہ بحث آگے بڑھ سکے بتوفیقہ تعالیٰ......!

آپ کے مجتہد العصر، مفتی اعظم اور محدث اعظم عبداللہ روپڑی صاحب لکھتے ہیں: "خدا کی ذات سے کسی کو عشق ہو جائے تو چونکہ تمام اشیاء اس کی آثار اور صفات کا مظہر ہیں اس لئے خدائی عاشق پر اس حالت کا زیادہ اثر ہوتا ہے یہاں تک ہر شےُ سے اس کو خدا نظر آتا ہے وہ شےُ نظر نہیں آتی ہے......الخ"

(فتاویٰ اہلحدیث ج:۱،ص:۱۵۳)

اب اپنا یہ تکفیری فتویٰ یہاں بھی چسپاں کردیں اور پھر آپ کی اپنی مرضی ہے کہ اس کے لئے نیکر بناتے ہیں یا جراب بناتے ہیں (آپ کی اپنی اصطلاح کے مطابق)

اب آپ خود بتائیں کہ یہ غیر مقلدیت بدون اجتہاد کی برکات ہیں یا کس کی برکات ہیں کہ آپ کچھ اور کہتے ہیں اور آپ کے بزرگ کچھ اور کہتے ہیں......؟

اب تو آپ کا یہ قول باطل ہو گیا جو آپ نے لکھا ہے کہ "آپ کا اللہ کے متعلق یہ مجرمانہ عقیدہ ہے تو دوسروں کے متعلق کیا کیا کہو گے......؟" میں نے تو وضاحت کردی البتہ آپ بھی اپنا بدبودار عقیدہ اپنے گھر سے ملاحظہ کریں: مشہور غیر مقلد عبداللہ بہاولپوری صاحب لکھتے ہیں: "اہلحدیث عالموں کو آپ کبھی ٹوہ کر دیکھیں آپ حیران ہوں گے اللہ کے بارے میں عقیدہ صحیح نہیں ہے"

(خطبات بہاولپوری ج:۱،ص:۳۲۷)

میں آپ کو آپ کے بزرگوں کے اقوال اس لئے تو نہیں پیش کرتا کہ آپ کوئی اُن کے مقلدین ہیں بلکہ میں نے اُن کے اقوال اس لئے پیش کئے ہیں کہ آپ کے بزرگوں نے بھی یہ قول کیا ہے تو صرف میری تردید کیوں کرتے ہو......؟ بلکہ اپنے بزرگوں کے حال احوال بھی دیکھیں، معذرت چاہتا ہوں اس بات پر کہ آپ بہت اچھل کود کریں گے کہ مجھ پر میرے بزرگوں کے اقوال مت پیش کرو مگر یقین کریں کہ میں اس سے باز آنے والا نہیں، اللہ تعالیٰ نے مجھے جتنی توفیق دی ہے اور اللہ تعالیٰ میرے ذہن میں جوڈالتا ہے اتنی ہی میں کوشش کروں گا ان شاء اللہ، اور ایسا کیوں کرتا ہوں؟ تو تھوڑی دیر بعد اس کی وجہ لکھ دیتا ہوں ان شاء اللہ۔

آپ نے لکھا ہے کہ "ابن عربی پر تو خود اُس کے زمانہ میں بہت سے علماء نے رَد کیا ہے اور علامہ بقاعیؒ نے اُس پر مستقل کتاب لکھی ہے" تو عرض ہے کہ کسی پر یکطرفہ رَد ہو جائے اور اس سے وہ ساقط العدالت ہوتا ہو تو پھر تو آپ کے شیخ الاسلام ثناء اللہ امرتسری صاحب پر تقریباً سو (۱۰۰) غیر مقلدین نے رَد کیا ہے

تفصیل کے لئے دیکھئے ''فتنہ ثنائیہ'' اور ''فیصلۃ الحجازیہ'' بلکہ خود آپ کے استاذ ''امین اللہ پشاوری'' پر بھی غیر مقلدین نے رَد کئے ہیں جیسے کہ طالب الرحمن، ڈاکٹر شفیق الرحمن اور اسی طرح آپ کے مفتی عبید اللہ عفیف صاحب، تفصیل کے لئے دیکھئے ہماری کتاب ''قہر الباری علی امین اللہ البشاوری ص:۹۱ تا۹۵ ایڈیشن دوم اردو'' تو پھر تو امین اللہ پشاوری صاحب بھی ساقط العدالت ہوگئے اور دوسروں کی طرف سے تو تکفیر کا فتویٰ چھوڑیئے خود نواب صدیق حسن خان صاحب اپنے آپ کے متعلق لکھتے ہیں کہ: ''میرا یہ سارا کفر وضلالت موت سے قبل حسنِ خاتمہ کی بات ان شاء اللہ ختم ہوجائے گا'' (ابقاء المنن ص:۲۲)

اس کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے میں کوئی تبصرہ نہیں کرتا......

اور خود علامہ بقاعیؒ پر علماءِ کرام نے رَد کئے ہیں مثلاً امام شمس الدین البلاطنی الشافعیؒ نے امام بقاعیؒ کے رَد میں ''**تقبیت قواعد الارکان بان لیس فی الامکان ابدع مما کان** '' کے نام سے مستقل کتاب لکھی ہے۔

امام شہاب الدین احمد بن موسیٰ المشویؒ نے بھی امام بقاعیؒ کے رَد میں ''**الرد علی البقاعی فی انکار قول یادائم المعروف** '' اور ''**المدالفائض فی الذب عن ابن الفارض** '' کے نام سے دو کتابیں لکھی ہیں۔

امام شمس الدین سخاویؒ نے امام بقاعیؒ کے رَد میں مندرجہ ذیل کتابیں لکھی ہیں:

''**احسن المساعی فی ایضاح حوادث البقاعی، الاصل الأصیل فی تحریم العقل من التوراۃ والانجیل، القول المالوف فی رد علی منکر المعروف**'' وغیرہ

تو آپ کا قول مندرجہ بالا بات کے مقابلے میں **ھباء منثورًا** ہوگیا **فللّٰہ الحمد والمنۃ.**

بہر حال آپ نے دھوکہ کا الزام دیا ہے تو الزام آپ کو مبارک ہو اور خوامخواہ اپنے لئے پھٹی ہوئی بنیان بنا کر پہن لی، میں نے آپ کو بہاولپوری صاحب کی بات تو نہیں پیش کی کہ وہ وحدۃ الوجود کے قائل ہیں......؟ بلکہ میں نے آپ کو بہاولپوری صاحب کے حوالہ سے نذیر حسین دہلوی صاحب کے متعلق خبر پیش کی تھی کہ نذیر حسین دہلوی صاحب اور اُس کے تمام شاگرد وحدۃ الوجود کے قائل ہیں، تو بہاولپوری صاحب نے جو بات کی ہے وہ اس کی اپنی بات ہے اور جو نذیر حسین دہلوی صاحب کے متعلق پیش کی ہے تو وہ اُس نے دوسرے کا موقف پیش کیا ہے...... اللہ آپ کو عقل نصیب کرے کہ پھر ایسے الزامات فاسدہ

سے کام نہ لو......

باقی آخر میں آپ نے جو خباثت (گالیاں) پیش کی ہیں تو خبردار! گالی نہ دیں، بزرگوں کے نام درست طریقے سے لیں ورنہ پھر اپنے مذموم فعل پر شرمندہ ہوگے البتہ اتنا بتا دیتا ہوں کہ مخطی کون ہے، حدیث پاک میں آتا ہے "كُلُّ بَنِيْ آدَمَ خَطَّاءٌ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُ وَابْنُ مَاجَهُ وَالدَّارِمِيُّ"

(مشکوۃ ج:۲، ص:۲۳۴، الفصل الثانی)

اور آپ کے مناظر اور مفتی عبدالقادر حصاری لکھتے ہیں: "امام ابن حزمؒ اس مسئلہ میں مخطی فی الاجتہاد ہیں" (فتاوٰی حصاریہ ج:۵، ص:۴۲۳)

بلکہ آپ حضرات نے تو صحابہ کرامؓ کی طرف بھی مخطی کی نسبت کی ہے، چنانچہ نواب صدیق حسن خان صاحب لکھتے ہیں: "صحابہ کرامؓ ان معاملات میں معذور تھے یا مجتہد مصیب یا مخطی"

(مجموعہ رسائل ج:۳، ص:۵۳۸)

مذکورہ حدیث کی روشنی میں آپ خود، آپ کے تمام اساتذہ، والدین، تمام خاندان بلکہ سب بنی آدم مخطی ہیں، فافهم ولاتكن من الغافلين.

آپ بہت اعلان کریں کہ مجھے میرے بزرگوں کے اقوال مت پیش کریں مگر میں باز آنے والا نہیں ہوں، آخر آپ اپنے بزرگوں سے کیوں بدکتے ہو......؟ اُن کے اقوال یا حق ہوں گے اور یا ناحق ہوں گے، اگر حق ہیں تو آخر آپ حق کیوں نہیں مانتے......؟ اور اگر اُن کی بات باطل ہے تو ذرا اعلان تو کریں کہ ہمارے فلاں بزرگ کا یہ قول ناحق ہے تاکہ سادہ لوح اور لاعلم لوگوں کو بھی پتہ چل جائے کہ غیر مقلدین میں ناحق بولنے والوں کی کوئی کمی نہیں ہے۔

آخر میں میں بھی ایک اعلان کرتا ہوں کہ امین اللہ پشاوری غیر مقلد نے لکھا ہے کہ "ہمیشہ باطل پرست لوگ اپنے بزرگوں کے تابعدار حلالی نہیں ہوتے" (تحفۃ المناظر ص:۵۱)

اب آپ کی مرضی ہے، اگر حلالی بننا ہے تو بزرگوں کی بات کو مان لو اور اگر نہیں مانتے تو پھر آپ پر اپنے استاذ امین اللہ پشاوری صاحب نے حکم لگایا ہوا ہے......

آخر میں پھر مخلصانہ مشورہ دیتا ہوں کہ اللہ کے واسطے موضوع سے باہر نہ نکلیں ورنہ میں آئندہ اس کا جواب بھی نہیں دوں گا اور اگر میرے اندازِ تحریر سے آپ کی ذات کو تکلیف پہنچی ہو تو معذرت چاہتا ہوں

البتہ حق بات بہر حال کرتا رہوں گا ان شاء اللّٰہ۔

محترم قارئین کرام! خطوط کا سلسلہ یہیں پر ختم ہوگیا اور اس کے بعد مجھے دوسرا کوئی خط نہیں ملا، جو حاجی صاحب ہمیں ایک دوسرے کے خط لا کر دیتے تھے اُنہوں نے بتایا کہ موصوف کہہ رہے تھے کہ یہ شخص (یعنی میرے متعلق اشارہ کر رہے تھے...... عبدالرحمٰن عابد عفی عنہ) حق نہیں مانتا تو اور خط کس لئے لکھوں......؟

تو اب فیصلہ آپ قارئین کے ہاتھوں میں ہے کہ ان خطوط کے پیشِ نظر آپ کا فیصلہ کیا ہے......؟ حق غیر مقلدین کے پاس ہے یا ہمارے پاس......؟

اب بھی غیر مقلدین کی ذریت کو دعوتِ انصاف دیتے ہوئے عرض کرتے ہیں کہ آجاؤ اور ہمارے ساتھ امن اور بھائی چارے کی فضا میں گفتگو کرو، چاہے وہ خطوط کے ذریعے ہو یا بالمشافہ ہو، ہم ہر وقت ور ہر جگہ کے لئے تیار ہیں بحمدہٖ تعالیٰ۔

آخری گذارش: ہم اس بحث کو فی الحال یہیں پر ختم کرتے ہیں اور مزید بحث کے لئے دوسرا حصہ منتخب کرتے ہیں کیونکہ عموماً آج کل مطالعے کی بہت زیادہ کمی ہوگئی ہے اور لوگ لمبی بحث کو پسند نہیں کرتے تو ہم مزید ابحاث دوسرے حصے میں ذکر کریں گے ان شاء اللّٰہ۔

دوسرے حصے میں خاص طور سے غیر مقلدین کے مناظر شیخ افضل سواتی صاحب کا وہ مضمون جو انہوں نے اپنی کتاب "دیوبندیا نو خطرناک عقائد" میں لکھا ہے جس میں وحدۃ الوجود پر اعتراضات کئے ہیں تو اُن کا جواب دیں گے ان شاء اللّٰہ العزیز.

اس کے ساتھ ساتھ ملا علی قاری رحمہ اللہ تعالیٰ (متوفی: ۱۰۱۴ھ) کے رسالہ "الرّد علی القائلین بوحدة الوجود" کا تحقیقی جائزہ لیا جائے گا، کچھ مزید علمی ابحاث کو بھی چھیڑا جائے گا اور زبیر علیزئی غیر مقلد نے منصور حلاّج پر جو اعتراضات کئے ہیں اُن کے جوابات دیئے جائیں گے ان شاء اللّٰہ الرحمٰن وباللّٰہ التوفیق.

﴿وحدۃ الوجود پر بحث کرنے سے متعلق چند مفید نکات﴾

۱۔ امین اللہ پشاوری صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں: ''کسی کے عقیدہ کے بارے میں ہر انسان کی اپنی بات اور عبارت کا ہونا لازم ہے'' (نظریہ توحید وجودی اور ڈاکٹر اسرار احمد ص:۶۳)

لہٰذا غیر مقلدین وحدۃ الوجود کی تعریف پیش کریں یا ابن عربی رحمہ اللہ تعالیٰ وغیرہ کی عبارات پیش کریں تو وہ اصل عبارت پیش کرنے کے پابند ہوں گے۔

۲۔ غیر مقلدین کے مناظر اور محقق عبدالقادر حصاری صاحب لکھتے ہیں: ''عقیدہ کے لئے قطعی الثبوت اور قطعی الدلالت دلیل مطلوب ہے'' (فتاویٰ حصاریہ ج:۱،ص:۱۸۸)

اور عبدالسلام رستمی صاحب غیر مقلد نے بھی اسی طرح کے مفہوم کا اعتراف کیا ہے''
(نظریہ توحید وجودی اور ڈاکٹر اسرار احمد ص:۴۰)

۳۔ غیر مقلدین سے پوچھا جائے گا کہ مسئلہ وحدۃ الوجود صحیح ہے یا غلط؟ اگر وہ صحیح کہتے ہیں تو جنہوں نے اس کو کفر اور شرک کہا ہے اُن لوگوں کی شرعی حیثیت کیا ہے کہ انہوں نے ایک صحیح مسئلہ کو کفر اور شرک کو صحیح کہا ہے......؟ اور اگر وہ اس کو غلط کہتے ہیں تو جو لوگ اس کو قرآن وحدیث سے مستنبط (ثابت شدہ) اور صحیح کہتے ہیں تو اُن کی شرعی حیثیت کیا ہے......؟

۴۔ وحدۃ الوجود، اتحاد الوجود اور حلول الوجود چونکہ ہر ایک مختلف موضوع مختلف بحث ہے، غیر مقلدین اپنی جہالت کی وجہ سے اس کو ایک ہی موضوع کہتے ہیں تو بحث سے پہلے ''تنقیحات'' میں اُن سے اس کے متعلق پوچھا جائے گا کہ یہ ایک شے ہے یا جدا جدا ہیں؟ اگر تینوں کو اپنی ناسمجھی کی وجہ سے ایک کہہ دیا تو اگر موقع ہو تو دلائل کی روشنی میں اُن کے اس دعوی کو غلط ثابت کردو (اس پر سیر حاصل بحث اس کتاب میں گزر چکی ہے) اور اس کے ساتھ ساتھ اس دعوی پر اُن سے ایک محقق اور مستند صوفی اور قائل کی کتاب کا حوالہ بھی طلب کیا جائے گا کہ ان کو کس نے ایک کہا ہے؟

تنبیہ: یاد رہے کہ اس موضوع پر صرف قائلین کا قول ہی معتبر ہوگا۔

۵۔ غیر مقلدین کے شیخ التفسیر مولوی عبدالسلام رستمی صاحب لکھتے ہیں: ''صوفی کا قول شریعت کی نظر میں معتبر نہیں'' (نظریہ توحید وجودی اور ڈاکٹر اسرار احمد ص:۴۰)

لہٰذا صوفی کا شاذ اور اہل السنۃ والجماعۃ کے خلاف قول ان کے اصول کے مطابق معتبر نہ ہوگا۔

۶۔ بحث کے دوران صرف ایک موضوع پر بات کی جائے گی، یا تو صرف وحدۃ الوجود پر یا صرف اتحاد الوجود پر، یا صرف حلول الوجود پر یا صرف صوفیاء کرام کی شطحیات اور عبارات پر اور یا صرف ابن عربی رحمہ اللہ تعالیٰ کے ایمان پر تاکہ موضوع میں خلطِ مبحث لازم نہ ہو۔

۷۔ زیادہ توجہ وحدۃ الوجود کی تعریف پر کی جائے کیونکہ غیر مقلدین یہاں پر یہ تلبیس کرتے ہیں کہ وہ اپنے پیٹ سے خود ساختہ تعریف پیش کرتے ہیں حالانکہ اگر اُن کی اس تعریف کو دیکھا جائے تو اُس طرح وحدۃ الوجود کو تو ہم بھی نہیں مانتے۔

بہر حال...... اس کی جو بھی تعریف پیش کریں تو وہ صوفیاء کرام کی معتمد کتابوں سے پیش کرنے کے پابند ہوں گے۔

یاد رکھیں کہ تعریف صرف اس فن کے قائلین اور ممدوحین سے ہی قابل قبول ہوگی، وحدۃ الوجود کا منکر بہت بڑا بزرگ ہی کیوں نہ ہو، اُس کی بات مسلّم تعریف کے خلاف اس جگہ قابل قبول نہ ہوگی۔

۸۔ غیر مقلدین اس موضوع کو لوگوں کے سامنے عقیدے کی شکل میں پیش کرتے ہیں حالانکہ یہ موضوع عقیدہ تو دور شرعی مسئلہ سے بھی تعلق نہیں رکھتا لہٰذا اس جگہ غیر مقلدین پر نظر رکھی جائے گی۔

۹۔ غیر مقلدین اکثر اس موضوع سے متعلق الفاظ کے لغوی معنی مراد لیتے ہیں جیسے وحدۃ الوجود یا وحدۃ الشہود، فناء، غوث، واصل وغیرہ، حالانکہ ان الفاظ کے اصطلاحی معنی مراد ہوتے ہیں نہ کہ لغوی معنی، تو اس جگہ کہیں غیر مقلدین کے دھوکے کا شکار نہ ہو جاؤ۔

۱۰۔ کبھی بھی کسی موضوع پر بغیر دعوی اور تنقیحات کے بحث نہ کریں بلکہ ہر موضوع کے لئے اپنا اپنا دعوی ہوتا ہے، اسی طرح وحدۃ الوجود کے لئے بھی اپنا دعوی ہے جو ہم نے خاص عذر کے تحت نہیں لکھا، شائقین حضرات نوجوانانِ احناف طلباء دیوبند پشاور کے مرکز سے دعوی کے لئے رابطہ کرسکتے ہیں......

﴿غیر مقلدین کے چند گمراہ کن عقائد﴾

۱۔ ''نبی کریم ﷺ بھی گناہوں سے گندہ ہوتے اور ایمان بھی خراب ہوتا'' (الحق الصریح:۴/۱۶۳)

۲۔ '' آدم علیہ السلام سے بھی گناہ ہوا ہے اور اس کی بنیاد حرص وشہوت تھی'' (حکمۃ القرآن:۱/۳۹۶)

۳۔ ''انبیاء کرام سے بھی ایک قسم کا زنا صادر ہوا ہے'' (الحق الصریح:۱/۳۳۶)

۴۔ '' آدم علیہ السلام فتنوں کی جگہ پر حاضر ہوتے'' (حکمۃ القرآن:۱/۴۰۰)

۵۔ ''نبی علیہ السلام بھی گانے سنتے'' (صحیح العقائد ص:۱۲۷)

۶۔ ''عیسیٰ علیہ السلام بغیر باپ کے نہیں پیدا ہوئے'' (عیون زمزم ص:۴۰)

۷۔ ''عیسیٰ علیہ السلام کو پھانسی دی گئی تھی'' (درس توحید ص:۲۹)

۸۔ ''خلفاء راشدین اپنی ذاتی مصلحت کی بناء پر خلاف شریعت احکام صادر کرتے تھے''

(تنویر الآفاق ص:۱۰۷)

۹۔ ''معاویہ کی تمام خاندانِ رسالت ﷺ کے ساتھ دشمنی تھی'' (لغات الحدیث:۲/۲۵۲)

۱۰۔ ''معاویہ، عمرو بن العاص یہ دونوں سرکش باغی اور شریر تھے، اِن کے فضائل بیان کرنا جائز نہیں''

(لغات الحدیث:۲/۷۰)

۱۱۔ ''صحابہ کرام میں اکثر صحابہ ایسے موجود تھے جو ایسے اعمال کرتے جن پر فاسق ہونے کا اطلاق ہو سکتا ہے بلکہ معاویہ کا فسق ان سب سے بڑا تھا'' (مجموعہ مقالات پر سلفی تحقیقی جائزہ ص:۶۳۷)

۱۲۔ ''کعب بن مالک، ہلال بن امیہ اور مرارۃ بن ربیعہ فاسق تھے'' (الحق الصریح:۱/۳۵۵، الدین الخالص)

۱۳۔ ''حضرت علی کی خلافت قرآن کے معیار پر نہیں تھی بلکہ ان کی خلافت امت کے لئے عذابِ خداوندی تھی'' (خلافتِ راشدہ ص:۸۷، صدیقہ کائنات ص:۲۳۷)

۱۴۔ ''بعض صحابہ کرام جاہل تھے'' (الحق الصریح:۵/۳۶۹، ۴/۹۸ و ۵۴۰)

۱۵۔ ''بہت سی ایسی عبادات ہیں جو صحابہ سے چھپی ہوئی تھیں'' (الحق الصریح:۳/۳۶۷)

۱۶۔ ''یارسول اللہ آپ کے علاوہ میرا کوئی فریادرس نہیں، تو میرے رونے پر رحم فرما''

(مآثر صدیقی:۲/۳۵)

۱۷۔ ''ابن قیم اور قاضی شوکانی صاحب ہماری مدد کرو'' (ہدیۃ المہدی ص:۲۳، نفح الطیب ص:۴۷)

۱۸۔ ''نبی کریم ﷺ حاضر و ناظر ہیں۔'' (مسک الختام شرح بلوغ المرام ج:۱، ص:۲۵۹)

۱۹۔ ''غیر مقلدین کے پیر صاحب لکیریں کھینچتے گئے، سائل کے گھر بیٹے پیدا ہوتے گئے۔''

(صوفی عبداللہ ص:۲۵۹، مؤلفہ مولانا اسحاق بھٹی صاحب)

۲۰۔ ''غیر مقلدین کے اکابرین جناب نبی کریم ﷺ، خلفاء راشدینؓ، عبدالقادر جیلانیؒ کے ساتھ حالت بیداری میں بھی ملاقات کرتے تھے۔''

(علمائے اہلحدیث کا ذوق تصوف، تذکرہ اہل صادق پور، سوانح حیات غلام رسول)

فیه کفایة لمن له هدایة

نوٹ: ہم نے صرف مفہوم ذکر کیا ہے، جس غیر مقلد میں جرأت ہو وہ ہمارے حوالہ جات کو غلط ثابت کردے، ایک ایک حوالہ پر ایک لاکھ ڈالر، ایک من کھجور انعام...... دیدہ باید۔

☆......☆......☆

(الحمدللہ! آج بتاریخ ۳ ذی الحجہ ۱۴۴۲ھ/۱۴ جولائی ۲۰۲۱ء اس کتاب کا اردو ترجمہ اختتام پذیر ہوا)

ان شاء اللہ العزیز

اس کتاب ''وحدۃ الوجود'' کا دوسرا حصہ بھی جلد ہی آپ کی خدمت میں پیش کرنے کی کوشش کریں گے جس میں ''وحدۃ الوجود'' پر جو اعتراضات ہوتے ہیں یا ہوئے ہیں خصوصاً ملا علی قاری رحمہ اللہ اور دیگر معترضین کے جو اعتراضات ہیں، ان کے علمی و تحقیقی جوابات دیئے گئے ہیں۔

عبدالرحمٰن عابد عفی عنہ

منجانب: نوجوانانِ احناف طلباء دیوبند پشاور پاکستان



جنازہ کے موضوع پر غیر مقلدین کے ساتھ اختلافی امور یعنی جنازہ بالجہر أم بالسر،
غائبانہ جنازہ کا تحقیقی جائزہ، قراءۃ فی الجنازۃ، جنازہ مسجد میں یا جنازگاہ میں،
جنازہ میں سلام یکطرفہ یا دوطرفہ وغیرہ علمی موضوعات پر بہترین اور علمی و تحقیقی جائزہ

بنام

التحقیقات النافعۃ فی مسائل الجنازۃ (اردو، پشتو)

عنقریب شائع ہونے والی ہے ان شاء اللہ
شائقین حضرات بروقت کتاب کی بکنگ کروائیں



نوجوانان احناف طلباء دیوبند (کثر اللہ سوادھم) پشاور پاکستان
0333-3300274